فَسْئَلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ علمائے حدیث

کتاب الطہارۃ

ترتیب

www.KitaboSunnat.com

ابوالحسنات علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال

ناشر

مکتبہ سعیدیہ خانیوال (ملتان)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب..........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

ٹیم کتاب وسنت ڈاٹ کام

webmaster@kitabosunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

حافظ عبدالرحمن مدنی

فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

المکتبۃ الرحمانیۃ

فتاویٰ علمائے حدیث

کتاب الطہارۃ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

ابو الحسنات علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

ناشر

مکتبہ سعیدیہ خانیوال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مآخذ فتاویٰ علمائے حدیث

فتاویٰ نذیریہ قلمی
فتاویٰ نذیریہ مطبوعہ
فتاویٰ غزنویہ
فتاویٰ ثنائیہ
فتاویٰ ستاریہ
مجموعہ فتاویٰ نواب صدیق حسن خاں

فتاویٰ مولانا عبد الجبار عمر پوری
فتاویٰ الشیخ حسین عرب
فتاویٰ دلیل الطالب علی ارجح المطالب
فتاویٰ تنظیم اہلحدیث
فتاویٰ الاعتصام
فتاویٰ اہلحدیث سوہدرہ

فتاویٰ اہلحدیث دہلی
فتاویٰ ترجمان اہلحدیث دہلی
فتاویٰ گزٹ اہلحدیث دہلی
فتاویٰ محدث دہلی
فتاویٰ محدث لاہور
فتاویٰ قوانین فطرت

• صحیفہ اہلحدیث کراچی • فتاوےٰ عزیزیہ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ؒ

257
ف - ٤٤٥

نام کتاب ____________ فتاویٰ علمائے حدیث کتاب الطہارۃ
نام مرتب ____________ علی محمد سعیدی خانیوال
سرورق اور کتابت ____________ فانی خوشنویس خانیوال
طباعت ____________ اردو ڈائجسٹ پرنٹرز
تاریخ اشاعت ____________ ماہ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ مارچ ۱۹۷۲ء
قیمت ____________ چھ روپے
تعداد ____________ ۱۱۰۰
ناشر ____________ مکتبہ سعیدیہ خانیوال
ملنے کا پتہ ____________ مکتبہ سعیدیہ خانیوال ضلع ملتان
(مغربی پاکستان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرس

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ
۱	پیش لفظ	۶
۲	حافظ احسان الٰہی ظہیرؒ کا تبصرہ	۸
۳	اخبار الاعتصام لاہور کا تبصرہ	۹
	باب المیاہ	۱۱
۴	کنویں میں کتا گر جائے تو پانی کا کیا حکم ہے۔	۱۱
۵	کوئی شخص کنویں میں مر جائے تو پانی کا کیا حکم	۱۴
۶	ناپاک گیند کنویں میں گر جائے تو از روئے کتب فقہ پانی کا کیا حکم ہے۔	۱۸
۷	مستعمل جوتا کنویں میں گر جائے تو پانی کا کیا حکم ہے۔	۱۹
۸	کوے کی بیٹ کنویں میں گر جائے تو پانی کا کیا حکم ہے۔	۱۹
۹	کتے کا جوٹھا پاک ہے یا نہیں۔	۲۱
۱۰	ناپاک کنویں سے تمام پانی نکالنا مشکل ہو تو حنفی مذہب کے مطابق کیا حکم ہے۔	۲۱
۱۱	کثیر پانی کی تعریف	۲۲
۱۲	کنویں میں بلی۔ چوہا مر جائے تو پانی کا کیا حکم ہے۔	۲۳
۱۳	گرم گھی، دودھ وغیرہ میں ناپاک چیز پڑ جائے تو کیا حکم ہے۔	۲۴
۱۴	گنے کی رس سے بھرے ہوئے مٹکے میں کتا منہ ڈال دے۔ تو کیا حکم ہے۔	۲۴
۱۵	جس بیلنا سے گنے کا رس نکالا جاتا ہے۔ اس کو کتا چاٹ جائے تو کیا حکم ہے؟	۲۴
۱۶	کیا بلی کا جوٹھا کتے کی طرح ناپاک ہے یا نہیں۔	۲۶
۱۷	بلی کا جوٹھا پاک ہے یا نہیں۔	۲۶
۱۸	گائے اور اونٹ کا پیشاب پاک ہے یا نہیں	۲۷
۱۹	جس چیز کا گوشت کھایا جائے اس کے پیشاب کا کیا حکم ہے	۲۷
۲۰	حلال جانور کا گوبر اور پیشاب کپڑے کو لگ جائے تو اس کپڑے میں نماز درست ہے یا نہیں	۲۷
۲۱	ماکول اللحم کا گوبر اور پیشاب پاک ہے یا نہیں	۲۸
۲۲	جھٹکا کیے ہوئے جانور کا چمڑا دباغت کے بعد پاک ہے یا نہیں	۲۸
۲۳	مردار جانور یا ماکول اللحم کے چمڑے سے دباغت کے بعد انتفاع جائز ہے۔	۲۸
۲۴	کیا جنبی آدمی کا پسینہ پاک ہے یا نہیں۔	۲۹
۲۵	پیشاب کی چھینٹوں سے غسل ضروری ہے یا نہیں	۲۹
۲۶	کیا حقے کا پانی پاک ہے یا نہیں۔	۳۰
۲۷	مردہ گھوڑی کی کھال کا نقارہ بنانا جائز ہے یا نہیں	۳۲
۲۸	کیا شراب آلودہ کپڑے سے نماز درست ہے یا نہیں	۳۳

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ
۲۹	ایک مسلمان کا جوٹھا حقہ دوسرا پی سکتا ہے۔	۳۳
۳۰	منی پاک ہے یا ناپاک	۳۳
۳۱	مُردار کا گیلا چمڑا الخ	۳۵
۳۲	مسائل پانی	۳۵
۳۳	جو ہڑ میں گندی نالیاں پڑتی ہیں الخ	۳۶
۳۴	حرام جانور کی چربی کا استعمال	۳۷
۳۵	حرام جانور کی چربی سے صابن وغیرہ بنانا جائز ہے	۳۷
۳۶	مٹی اور گوبر کو ملا کر گھر کو لیپنا الخ	۴۰
۳۷	جن ادویات میں شراب کی آمیزش ہو۔	۴۰
۳۸	کچے پکے برتن کو نجاست سے پاک کرنے کا طریقہ	۴۱
۳۹	چمچہ کو کتا چاٹ جائے تو پاک ہو سکتا ہے	۴۱
۴۰	کیا انسانی منی پاک ہے یا نہیں ؟	۴۲
۴۱	حقہ کا پانی پاک ہے یا ناپاک۔	۴۲
	باب قضاء الحاجت	۴۳
۴۲	مسائل قضاء حاجت	۴۳
۴۳	بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے یا نہیں۔	۴۴
۴۴	کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت میں کوئی حدیث ہے	۴۴
۴۵	پیشاب کے بعد پانی یا مٹی سے طہارت فرداً فرداً کفایت کرتا ہے۔ الخ	۴۴
۴۶	سلسل البول یا ریاح کا مریض الخ	۴۵
۴۷	جس آدمی کو جریان ہو الخ	۴۵
۴۸	کاغذ کے ساتھ استنجا کرنے کا کیا حکم ہے	۴۵
۴۹	یک سالہ لڑکا گود میں پیشاب کر دے الخ	۴۶
۵۰	زید اگرچہ پیشاب میں احتیاط کرتا ہے الخ	۴۶
۵۱	پیشاب کے بعد قطرہ آجائے الخ	۴۷
۵۲	قضاء حاجت کے احکام	۴۷
۵۳	مسجد کے غسل خانہ میں پیشاب کرنا۔	۵۰
	باب المسواک	۵۱
۵۴	فضائل مسواک	۵۱
۵۵	احکام مسواک	۵۲
۵۶	مسواک چھوٹی رہ جائے تو کیا حکم ہے۔	۵۳

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ
۵۷	مسواک جیسا کہ بوقتِ وضو مستحب ہے الخ	۵۳
	باب الحیض والنفاس	۵۴
۵۸	حائضہ عورت کتب دینیات کا مطالعہ کر سکتی ہے	۵۴
۵۹	حائضہ عورت اعتکاف بیٹھ سکتی ہے۔	۵۴
۶۰	حائضہ عورت سے سطحی میل ملاپ الخ	۵۵
۶۱	شادی شدہ لڑکی کو سسرال میں اول حیض آئے	۵۵
۶۲	عورت نے حیض کے تین دن بعد غسل کیا الخ	۵۶
۶۳	حیض والی عورت آخر دن میں پاک ہوا الخ	۵۶
	باب الوضو	
۶۴	جمیع امور نیک مثل وضو یا کھانے پینے وغیرہ کے وقت بسم اللہ پوری پڑھنی چاہیے الخ	۵۷
۶۵	بوقت وضو دنیاوی باتیں الخ	۵۸
۶۶	بغیر وضو اذان کا حکم	۵۸
۶۷	غسل خانہ میں ننگے جسم وضو جائز ہے یا نہیں	۵۸
۶۸	وضو کا فلسفہ	۵۹
۶۹	برہنہ ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں	۶۰
۷۰	ستر کو چھونے سے وضو " " " "	۶۰
۷۱	بغیر وضو اذان جائز ہے۔	۶۱
۷۲	اذان بغیر وضو کے بارے متعلق کوئی حدیث آئی ہے	۶۷
۷۳	بغیر وضو درود شریف پڑھ سکتے ہیں۔	۶۷
۷۴	بغیر وضو سجدہ تلاوت جائز ہے۔	۶۷
۷۵	اعضاء وضو کو تین بار سے زیادہ دھونا الخ	۶۸
۷۶	ناخن پالش لگا کر وضو کرے تو جائز ہے	۶۹
۷۷	جنازہ کے وضو سے دوسری نماز جائز ہے	۶۹
۷۸	کیا جنازہ کا وضو جنازہ کے بعد باطل ہو جاتا ہے	۶۹
۷۹	سجدہ تلاوت بے وضو جائز ہے۔	۷۰
۸۰	امام کا وضو ٹوٹ جائے تو کیا حکم ہے۔	۷۰
۸۱	وضو کے بعد ہاتھ منہ کپڑے سے صاف کرنا۔	۷۰
۸۲	زید کو بلا ناغہ احتلام ہوتا ہے۔ الخ	۷۰
۸۳	زید کو کثرتِ ریاح کی شکایت ہے الخ	۷۱
۸۴	شرم گاہ کھل جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں ؟	۷۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ
۸۵	امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ستر کو ہاتھ لگ جانے سے وضو کا حکم	۷۲
۸۶	خون نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں؟	۷۳
۸۷	ٹیکا لگا کر سونے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں	۷۳
۸۸	حقہ پینے سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں۔	۷۴
۸۹	تقطیر البول اور ہوا خارج ہونیوالے کی نماز کا حکم	۷۴
۹۰	دھوپ سے گرم شدہ پانی سے وضو جائز ہے؟	۷۴
۹۱	جنازہ کے وضو سے پنجگانہ نماز جائز ہے یا نہیں	۷۴
۹۲	ریاح کا مریض ہر نماز کیلئے تازہ وضو کرے	۷۵
۹۳	جنازہ کے وضو سے فرض اور نفل پڑھنے جائز ہیں	۷۵
۹۴	کذب وغیرہ معاصی سے وضو ٹوٹتا ہے یا نہیں	۷۶
۹۵	وضو میں دونوں قدموں کو دھونا واجب ہے یا مسح	۷۸
۹۶	صاحبِ حدث کو بعض اکل و شرب سے روکنا چاہیے یا نہیں	۸۰
۹۷	وضو میں کتنا پانی کافی ہے۔	۸۱
۹۸	وضو میں ناخن مقدار جگہ خشک رہ جانے کا حکم	۸۲
۹۹	ایک وضو سے کئی نمازیں جائز ہیں۔	۸۴
۱۰۰	دائم الحدث اکیلا نماز پڑھے یا باجماعت	۸۴
	باب المسح	۹۲
۱۰۱	کیا اونی اور سوتی جرابوں پر مسح جائز ہے	۹۲
۱۰۲	کیا جرابوں پر مسح کرنے سے وضو مکمل ہو جاتا ہے	۹۹
۱۰۳	کیا جرابوں پر مسح جائز ہے۔	۱۰۰
۱۰۴	موزوں پر مسح	۱۰۰
۱۰۵	کیا چوتھائی داڑھی کا مسح فرض ہے۔	۱۰۱
۱۰۶	اعضاء وضو میں سے کسی عضو کو تکلیف ہو تو تیمم جائز ہے	۱۰۱
۱۰۷	حدیث رفاعہ بن رافع کا مطلب	۱۰۲
۱۰۸	پگڑی پر مسح کیا بعد میں پگڑی اتاری تو کیا حکم ہے	۱۰۳
۱۰۹	مسح کان اور سر کے لیے علیحدہ علیحدہ پانی لینے کا حکم	۱۰۳
۱۱۰	وضو میں گردن کا مسح	۱۰۳
۱۱۱	ایک ہی پانی سے سر اور کان کا مسح کرنا۔	۱۰۴
۱۱۲	پھٹے ہوئے موزوں پر مسح۔	۱۰۴
۱۱۳	موزوں پر مسح	۱۰۶
۱۱۴	کیا صرف نعلین پر مسح ثابت ہے۔	۱۰۶
۱۱۵	اونی یا سوتی لفافہ پر مسح جائز ہے۔	۱۱۰
	باب التیمم	۱۱۹
۱۱۶	مطلق مرض میں تیمم کرنا جائز ہے	۱۱۹
۱۱۷	جو بیمار وضو نہ کر سکے مسجد میں تیمم کر سکتا ہے	۱۲۱
۱۱۸	آیت تیمم کا نزول	۱۲۱
۱۱۹	پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم جائز ہے	۱۲۲
۱۲۰	چونے کی دیوار پر تیمم جائز ہے۔	۱۲۵
۱۲۱	دیوار پر یا ثابت ڈھیلے پر تیمم جائز ہے	۱۲۵
۱۲۲	نزلہ و زکام کے خوف سے تیمم جائز ہے	۱۲۶
۱۲۳	بیماری کی حالت میں جنبی تیمم کر کے مسجد میں نماز پڑھ سکتا ہے۔	۱۲۷
۱۲۴	حضورؐ نے بھی کوئی نماز تیمم سے پڑھی ہے	۱۲۷
	باب الغسل	۱۲۸
۱۲۵	ہمبستری کے بعد غسل کا کیا طریقہ ہے	۱۲۸
۱۲۶	چھوٹا استنجا کرنا بھول گیا تو کیا حکم ہے	۱۲۸
۱۲۷	عورت خاوند برہنہ غسل کر سکتے ہیں	۱۲۸
۱۲۸	میت کو نہلاتے وقت پاؤں قبلہ کی طرف کرنا	۱۲۹
۱۲۹	کیا صحیح ہے کہ میت کو مکان کے اندر غسل نہ دیا جائے تو غسل نہیں ہوتا۔	۱۲۹
۱۳۰	بیمار کو احتلام ہو جائے تو کیا کرے۔	۱۳۰
۱۳۱	میت کو نہلاتے وقت پاؤں قبلہ کی طرف ہونے کا حکم	۱۳۰
۱۳۲	غسل جنابت فرض ہے یا واجب	۱۳۰
۱۳۳	بکر بے خبر سویا پڑا تھا الخ	۱۳۰
۱۳۴	کیا وضو کرتے کوئی دیکھے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے	۱۳۱
۱۳۵	غسل خانے میں ننگے جسم وضو کرے تو جائز ہے	۱۳۱
۱۳۶	گھر کے صحن میں برہنہ ہو کر غسل کر سکتا ہے	۱۳۱
۱۳۷	پیشاب کی چھینٹوں کے متعلق حکم	۱۳۲
۱۳۸	معصوم بچہ کو غسل دینے اور شہید کو نہ دینے کی وجہ	۱۳۲
۱۳۹	میت کو حائضہ غسل دے تو جائز ہے۔	۱۳۲
۱۴۰	عورت کو خاوند غسل دے سکتا ہے	۱۳۳
۱۴۱	خاوند اپنی بیوی کو غسل دیکر کفن دفن کر سکتا ہے	۱۳۴
۱۴۲	شوہر اپنی بیوی کو یا بیوی اپنے خاوند کو بلا عذر غسل دے سکتے ہیں۔	۱۳۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ مسلکِ اہلحدیث کا بنیادی اصول صرف کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے، رائے، قیاس، اجتہاد اور اجماع یہ سب کتاب اللہ اور سنّت رسول اللہ کے ماتحت ہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَاءَ فروعی اختلاف سے دامن بچا کر صرف کتاب، سنّت پر صحیح معنوں میں عمل کرنے والے صرف ائمہ حدیث ہیں۔ جو اقوال الرجال کو دینی امور کے لئے ماخذ قرار نہیں دیتے، اصول کی بنا پر اہل حدیث کے نزدیک ہر ذی شعور مسلمان کو حق حاصل ہے کہ وہ جملہ افرادِ امت کے فتاویٰ، ان کے خیالات کو کتاب وسنّت پر پیش کرے جو موافق ہوں سر آنکھوں پر تسلیم کرے، ورنہ ترک کرے، علماء حدیث کے فتاویٰ، ان کے مقالہ جات بلکہ دیگر علمائے امت کے فتاویٰ اسی حیثیت میں ہیں۔ اور جملہ صُلحائے امت نے بھی بالاتفاق یہی کہا ہے کہ ہمارے اقوال وفتاویٰ کو کتاب وسنت پر پیش کرو، اگر خلاف پاؤ تو اسے چھوڑ کر کتاب وسنت کو مقدم رکھو۔ علمائے اہلحدیث کی تحریرات وفتاویٰ میں بھی جگہ جگہ یہی چیز آپکو نمایاں نظر آئے گی۔ اکابر علمائے کرام کا تبحرِ علمی ان کے گہرے تجربات ان کے وسیع خیالات ان کی اسلام شناسی، ان کی تحقیق مذہبی، ان کے محققانہ اصول، یہ سب چیزیں ایسی ہیں جن کو ہم ان کے مقالہ جات ان کے مضامین انکی تصنیفات اور فتاویٰ ہی سے اخذ کر سکتے ہیں۔ بس یہی ایک بنیادی چیز تھی جس نے مجھ جیسے نااہل کو اس اہم ترین کام کے لئے آمادہ کر دیا۔ ورنہ علمی اور عملی سرمائے کی حیثیت سے میں بالکل تہیدست ہوں فتاویٰ نویسی یا کسی عالم دین کے فتاویٰ کی جانچ مجھ جیسے نااہل کا منصب نہیں، یہ محض اللہ کا فضل وکرم ہے اور اکابر بزرگوں کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔

ے گرچہ از نیکاں نیم خود را بہ نیکیاں بستہ ام ؛ در بہارے آفرینش رشتۂ گلدستہ ام

پڑھنے والوں میں اہل علم کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ جس فتاویٰ سے اختلاف رائے ہو اور ان کی تحقیق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس فتوی میں خطا معلوم ہو تو بجائے طعن و تشنیع کے علماء کرام کے حق میں دعائے مغفرت کریں اور حسن ظن سے کام لیتے ہوئے اس کو نسیان پر محمول کریں، یہ ہی سلف صالحین کی روش ہے اور تمام علمائے کرام کے بارے میں ایسا ہی رویہ ہونا چاہیئے۔ افسوس کہ جب سے اُمت نے اکابر کے ادب و احترام کو نظر انداز کیا قسم وقسم کے جھگڑوں میں مبتلا ہو گئے۔ معصوم عن الخطا ہونا صرف انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے، پیغمبروں کے علاوہ امت میں ہر کس و ناکس سے غلطیوں کا امکان ہے۔ ایسا کون سا امام یا محدث اور مورخ ہے جسکی ہر بات کو امت نے بالاتفاق تسلیم کیا ہو۔ لغزشیں ہوتی ہیں۔ اسی لئے ارشاد خداوندی ہے فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔ (القرآن پ ۵)

یعنی جب کسی بات میں کسی فتوی میں اختلاف اور جھگڑا ہو جائے تو جوبات یا فتوی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرب ہو اس پر عمل کرو، اگر تمہارا اللہ تعالیٰ اور قیامت پر یقین ہے۔ ؎ اصل دین آمد کتاب اللہ معظم داشتن ؛ پس حدیث مصطفیٰ برجاں مسلّم داشتن میں نے اسی لئے علمار کرام کے فتاویٰ کو من وعن نقل کر دیا ہے۔ کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کرنا آپ کا کام ہے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ

محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

www.KitaboSunnat.com

علی محمد سعیدی

جامعہ سعیدیہ خانیوال ضلع ملتان

صفر المظفر ۱۳۹۲ھ مارچ ۱۹۷۲ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ علماءحدیث پر حافظ احسان الٰہی ظہیر کا

تبصرہ

www.KitaboSunnat.com

برصغیر پاک و ہند میں علماءِ اہلحدیث نے قرآن وسنّت کی جس قدر خدمت کی ہے وہ محتاجِ تعارف نہیں۔ مذہب کا کوئی شعبہ نہیں جس میں ان کے نقوش سورج کی طرح روشن وتاباں نہ ہوں۔ ان ہی شعبوں میں سے ایک شعبہ فتاویٰ کا تھا کہ شاہ ولی اللہؒ کی تحریک سے قبل تو لوگ اپنے مسائل کے حل کے لئے فقہ سے سرِمو تجاوز نہ کرتے تھے، العبدمیں شاہ ولی اللہ کے زیر اثر پروان چڑھنے والی اہلحدیث کی تحریک نے اس بات کو لوگوں کے سامنے اجاگر اور واضح کیا کہ اسلام میں حجیت اور استناد اگر کسی کو حاصل ہے تو صرف کتاب اللہ اور سنّتِ رسول اللہ کو ہے، دوسری کسی چیز کو نہیں، چنانچہ برصغیر کی تاریخ میں پہلی مرتبہ انہوں نے استفتاء کے جواب میں براہِ راست کتاب وسنّت کے دلائل پیش کیے۔

بعد میں لوگوں نے ان کے ان فتاویٰ کو جمع کر دیا تاکہ آنے والی نسلیں بھی ان سے استفادہ کر سکیں، چنانچہ اس سلسلہ کا پہلا مجموعہ فتاویٰ نذیریہ تھا۔ جو شیخ الکل حضرت مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ یا ان کی تصدیقات پر مشتمل تھا اور آخری مجموعہ فتاویٰ ثنائیہ تھا جو شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ اور مولانا شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیقات پر مشتمل ہے۔

ان مجموعوں کے علاوہ کچھ دیگر جلیل القدر علماء حدیث ایسے بھی ہیں جن کے فتاویٰ ہنوز جمع نہیں ہوئے اور یہ گراں قدر گہر پارے جابجا بکھرے ہوئے ہیں، "فتاویٰ علماء حدیث" انہی بکھرے ہوئے جواہر پاروں کو ایک لڑی میں پرونے کی مخلصانہ کوشش ہے جس پر ہم اپنی جماعت کے مخلص اور گوشہ نشین عالم مولانا ابوالحسنات علی محمد سعیدی کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ مولانا سعیدی نے اس مجموعہ میں مسائل زکوٰۃ پر بڑی محنت سے اکابر علماءِ اہلحدیث کے فتاویٰ کو جمع کر دیا ہے اور اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلسلہ میں انہوں نے مجموعہ ہائے فتاویٰ مثلاً فتاویٰ نذیریہ، فتاویٰ غزنویہ، فتاویٰ ثنائیہ، فتاویٰ ستاریہ سے لے کر تنظیم اہلحدیث، اہلحدیث سوہدرہ، اہلحدیث دہلی، گزٹ اہلحدیث، اخبار محمدی تک کو چھان مارا ہے۔

اور یقینی طور پر زکوٰۃ کے تقریباً تمام گوشوں پر کتاب وسنت کی روشنی میں دلائل و براہین کے ساتھ پیش وافتادہ مسائل اور سوالات کے حل اور جوابات مہیا کر دیے ہیں۔

مولانا سعیدی نے اس کتاب کی طباعت وکتابت کی خوبصورتی اور نفاست میں کوئی کوتاہی نہیں برتی اور اسے سفید کاغذ پر حسین وجمیل انداز میں قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔

بڑے سائز کے ۲۵۹ صفحات پر مشتمل اس مجموعہ کی قیمت دس روپے بالکل مناسب ہے۔ ہم تمام قارئین "ترجمان الحدیث" سے اس سے استفادہ کی سفارش کرتے ہیں۔

(ترجمان الحدیث لاہور جلد ۳ ش ۱)

"فتاویٰ علماء حدیث" پر اخبار الاعتصام کا

تبصرہ

ہندوپاک میں علمائے اہل حدیث کی گراں قدر علمی ودینی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے جو ابھی تک کسی بالغ نظر محقق اور دیدہ ور مورخ کی نگاہِ التفات کا منتظر ہے ان میں سے ایک اہم گوشہ "فتویٰ نویسی" ہے۔ اس میں بھی علمائے اہل حدیث کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے برصغیر ہند میں قرآن وحدیث پر مبنی دلائل پر فتویٰ نویسی کو رواج دیا اور اس ذوق کو عام کیا ورنہ عام طور پر صرف فقہی حوالوں پر مبنی فتوؤں کا رواج تھا لیکن البتہ یہ ہوا کہ ان حضرات علماء نے ان کا کوئی خاص ریکارڈ نہیں رکھا نہ ان کی وفات کے بعد ان کے اسلاف نے ان کے ذخیرۂ علمی کو جمع کرنے میں خاص سرگرمی دکھائی، نتیجۃً اس طرح بہت سی علمی وقیمتی تحریرات ودستاویزات دستبردِ زمانہ کی نذر ہو گئیں۔ آج ہمارے اسلاف کے جو علمی نوادرات مہیا ہیں وہ اس کے مقابلے میں بہت کم ہیں جو ان کے ذہن وقلم سے نکلے مثلاً حضرت شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ان کے ایک فاضل شاگرد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سید عبدالحیٔ رحمۃ اللہ علیہ سابق ناظم ندوۃ العلماء کی قابلِ قدر کتاب "نزہتہ الخواطر" میں ہے:۔

اما الفتاویٰ المتفرقۃ التی شاعت فی البلاد فلا تکاد ان تحصر ظنی انھا لجمعت لبلغت الی مجلدات ضخام۔ ان کے صرف وُہ متفرق فتاویٰ ہی جو مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے تھے حیطہ شمار سے باہر ہیں۔ اگر وُہ جمع کیے جاتے تو کئی ضخیم جلدیں بنتیں۔ (نزہتہ الخواطر ج ۸ ص ۵۰۰ طبع حیدر آباد دکن ۱۹۷۰ء)

حضرت میاں صاحب کے فتووں کا بہت بڑا حصّہ ضائع ہو گیا ہے اسی طرح دوسرے علمائے اہلِ حدیث کی علمی کاوشوں کا حشر ہُوا۔ ہمارے دَور کے حافظ عبداللہ صاحب محدثِ روپڑی کو فتویٰ نویسی میں جو کمال حاصل تھا وہ اپنی مثال آپ تھا۔ انہوں نے بھی اپنی زندگی میں بکثرت فتوے لکھے، زیرِ تبصرہ کتاب بھی علمائے اہلِ حدیث کے فتووں پر مشتمل ہے جو مولانا شرف الدین محدثِ دہلویؒ کے ممتاز شاگرد مولانا علی محمد صاحب سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال نے مرتب کیے ہیں۔ اس میں حضرت میاں صاحب مولانا سید محمد نذیر حسین محدثِ دہلویؒ، مولانا شرف الدین محدثِ دہلویؒ، مولانا ثناء اللہ صاحب محدثِ امرتسریؒ، مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ مولانا عبیداللہ رحمانی مدظلہٗ، حضرت مولانا حافظ محمد صاحب گوندلوی دام فیضہٗ مولانا حافظ عبداللہ صاحب روپڑیؒ، مولانا عبدالجبار صاحب غزنویؒ، مولانا محمد داؤد صاحب غزنوی اور دیگر علمائے مرحومین و موجودین کے فتاویٰ شامل ہیں۔...... یہ حصّہ کتاب الزکوٰۃ پر مشتمل ہے جس میں زکوٰۃ کے متعلق تقریباً تمام مسائل پر عالمانہ و محققانہ بحث کی گئی ہے اور جو کچھ پیش کیا گیا ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے، امید ہے کہ اسی طرح دوسرے حصّے بھی منظرِ عام پر جلد آجائیں گے۔

مولانا سعیدی کی ہمت قابلِ داد ہے کہ انہوں نے ایک عظیم کام کا بیڑہ اٹھایا ہے، ہماری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ قارئین "الاعتصام" سے بھی التماس ہے کہ وہ اس کارِ خیر میں ناشر سے پورا تعاون فرمائیں اور اس کی زیادہ سے زیادہ اشاعت عمل میں لائیں۔

(الاعتصام لاہور جلد ۲۲ ش ۴۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الطہارۃ

باب المیاہ

سوال :۔ چہ فرمایند علمائے دیں دریں مسئلہ کہ اگر سگ در چاہ افتاد چہ حکم است بینوا

الجواب :۔ حکم چاہ مذکور آنست کہ اگر آب آن چاہ از افتادن سگ متغیر نہ شدہ است بلکہ بر حال خود است آں چاہ طاہر است واگر بو یا مزہ یا رنگ آن متغیر شدہ است نجس است۔ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء طھور لا ینجسہ شئی اخرجہ الثلثۃ وصححہ احمد کذا فی بلوغ المرام وفیہ ایضاً عن ابی امامۃ الباھلی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الماء لا ینجسہ شئی الا ما غلب علی ریحہ وطعمہ ولونہ اخرجہ ابن ماجۃ وضعفہ ابوحاتم وللبیھقی الماء طھور الا ان تغیر ریحہ او طعمہ او لونہ بنجاسۃ تحدث فیہ انتھی۔ وآنکہ در آخر حدیث ثانی گفتہ وضعفہ ابوحاتم ایں سخن مضر نیست زیرا کہ جزو اول ایں حدیث یعنی ان الماء لا ینجسہ شئے بطریق دیگر مروی شدہ است وان صحیح است چنانچہ بطریق ابوسعید گذشت وامام احمد تصحیح آن کردہ باقی ماند جزو اخیر یعنی الا ما غلب علی ریحہ وطعمہ ولونہ بر عمل آن اجماع است پس برین تقدیر ہمیں اجماع دلیل جزو اخیر از دعوے صدر خواہد شد چنانچہ در سبل السلام شرح بلوغ المرام مرقوم است قال ابن المنذر اجمع العلماء علی ان الماء القلیل والکثیر اذا وقعت فیہ نجاسۃ فغیرت لہ طعما او لونا او ریحا فھو نجس فالاجماع ھو الدلیل علی نجاسۃ ما تغیر احد اوصافہ لا ھذہ الزیادۃ انتھی

ترجمہ سوال :۔ اگر کتا کنوئیں میں گر پڑے، تو اس کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔

جواب :۔ اگر کتا کنوئیں میں گر پڑے اور پانی کا رنگ یا مزہ یا بو تبدیل نہ ہو تو وہ پانی پاک ہے، ورنہ ناپاک، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز پلید نہیں کر سکتی، اور پھر یہ بھی فرمایا کہ پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی ہاں اگر کوئی چیز ناپاک اس کے رنگ یا مزہ یا بو پر غالب آکر اس کو بدل دے تو ناپاک ہو جاتا ہے اس حدیث کو ابوحاتم نے ضعیف کہا لیکن دوسرے طرق سے اس کی تائید ہو جاتی ہے اور دوسری حدیث کے آخری حصہ پر امت کا اجماع ہے، یعنی اگر ناپاک چیز پانی میں گر کر اس کے رنگ یا مزہ یا بو کو بدل دے، تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کے پچھلے حصہ پر اجماع ہی اس کے پہلے حصے کی بھی توثیق کر دیتا ہے، چنانچہ سبل السلام شرح بلوغ المرام میں اس کو تفصیلاً ذکر کیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آرے ہر آبیکہ کم از مقدار قلتین است بمجرد افتادن نجاست نجس خواہد شدہ خواہ رنگ یا بو یا مزہ آن متغیر شود یا نہ چنانچہ در بلوغ المرام است عن عبد اللہ بن عمر رضی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث وفی لفظ لم ینجس اخرجہ الاربعۃ وصححہ ابن خزیمۃ۔ وابن حبان۔ این تحقیق از روئے حدیث بود باقی ماند حکم چاہ مذکور از روئے فقہ حنفیہ پس آن این است کہ برآوردہ خواہد شد جمیع آب آن چنانچہ در ہدایہ است وان ماتت فیہا شاۃ او ادمی او کلب ینزح جمیع ما فیہا من الماء لان ابن عباس رضی وابن الزبیر رضی افتیا بنزح الماء کلہ حین مات زنجی فی بیر زمزم۔ لیکن این حکم قابل تسلیم نیست زیرا کہ این حکم بر بنار فتویٰ ابن عباس وابن الزبیر است واین فتویٰ مخدوش است بچند وجوہ۔

اوّل آنکہ سند این فتوے ضعیف است چنانچہ در درایہ تخریج ہدایہ مرقوم است قول مروی عن ابن عباس رضی وابن الزبیر انہما افتیا بنزح ماء البیر کلہا حین مات زنجی فی بیر زمزم رواہ الدارقطنی من طریق ابن سیرین ان زنجیا وقع فی بیر زمزم فامر بہ ابن عباس رضی فاخرج اھ قال البیہقی ابن سیرین عن ابن عباس منقطع بعد ازین برائے این اثر چند طرق ذکر کردہ ہمہ را ضعیف گفتہ۔

دوم آنکہ اگر تسلیم کردہ شود کہ سند این فتویٰ صحیح است تاہم از و احتجاج نیست زیرا کہ قول صحابی حجت نیست، چنانچہ در مجمع البحار کہ از تصنیف محمد طاہر پٹنی حنفی است، مرقوم است والموقوف ما روی عن الصحابی من قول او فعل متصلا او منقطعا وہو لیس بحجۃ۔

سوم آنکہ اگر این ہم تسلیم کردہ شود کہ قول صحابی حجت است تاہم احتجاج ازین فتویٰ صحیح نیست زیرا کہ نافی این فتویٰ حدیث مرفوع صحیح است، چنانکہ گذشت، وہر قول صحابی کہ خلاف حدیث مرفوع باشد

ہاں اگر پانی دو قلہ (قریباً ۵ مشکے) سے کم ہو، تو وہ نجاست کے گرنے سے ناپاک ہو جائے گا، خواہ اس کا رنگ یا بو یا مزہ بدلے یا نہ بدلے۔ چنانچہ بلوغ المرام میں حدیث ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب پانی دو قلہ ہو تو وہ ناپاک نہیں ہوتا، یہ تحقیق تو از روئے حدیث ہے۔ فقہ حنفی کی رو سے اس کنویں کا تمام پانی نکالا جائیگا۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے اگر کنویں میں بکری یا آدمی یا کتا گر کر مر جائے تو اس کا تمام پانی نکالا جائیگا، کیونکہ ابن عباس اور ابن زبیر نے یہی فتویٰ دیا تھا، جب کہ زمزم کے کنویں میں ایک حبشی گر کر مر گیا، لیکن یہ حکم کئی لحاظ سے قابل تسلیم نہیں ہے۔ اولاً اس لئے کہ اس کی بنیاد ابن عباس رضی اور ابن زبیر رضی کے فتویٰ پر ہے، اور وہ فتویٰ کئی لحاظ سے مخدوش ہے اولاً اس لئے کہ اس کی سند ضعیف ہے، چنانچہ درایہ تخریج ہدایہ میں لکھا ہے، کہ حبشی والی حدیث کی سند منقطع ہے" کیونکہ ابن سیرین کی ابن عباس رضی سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اور اس کے چند ایک طرق بھی ہیں جو کہ سب کے سب ضعیف ہیں: ثانیاً اگر اسکی صحت تسلیم کر بھی لی جائے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابل احتجاج نمی شود وایں نزد حنفیہ ہم مسلم است، چنانچہ در فتح القدیر شرح ہدایہ است قول الصحابی حجۃ فیجب تقلیدہ عندنا مالم ینفہ شئ اخر من السنۃ (فتح القدیر۔ کتاب الصلوٰۃ۔ باب صلوٰۃ الجمعۃ۔ تحت قولہ اذا خرج الامام یوم الجمعۃ)

حاصل آنکہ فتویٰ ابن عباس رض وابن زبیر رض ہرگز قابل احتجاج نیست بوجوہ مذکورہ بالا پس آن حکم کہ از ہدایہ نقل شدہ قابل تسلیم نخواہد شد وعجب است ازیں حضرات احناف کہ اینجا بر آب این چاہ حکم نجاست کنند وجائے دیگر بر چنیں آب حکم طہارت کنند کہ از آب ایں چاہ بدرجہا پلید است چنانچہ گویند کہ اگر بر سطح مکان گندگی باشد و بر آن بارش شود پس میزاب جاری شود اگر آن نجاست نزد میزاب باشد وہمہ آب یا اکثر آن یا نصف آن ملاقی نجاست شود پس آن نجس است ورنہ طاہر است واگر نجاست بر سطح مکان در مواضع متفرقہ باشد و بر سر میزاب نباشد آن آب نجس نخواہد شد چنانچہ در عالمگیری مرقوم است ولو کان علی السطح عذرۃ فوقع علیہ المطر فسال المیزاب ان کانت النجاسۃ عند المیزاب وکان الماء کلہ یلاقی العذرۃ او اکثرہ او نصفہ فھو نجس والا فھو طاھر وان کانت العذرۃ علی السطح فی مواضع متفرقۃ ولم یکن علی راس المیزاب لا یکون نجسا وحکمہ حکم الماء الجاری کذا فی السراج الوھاج (عالمگیری جلد اول کتاب الطہارۃ باب ثالث فصل اول) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ الراقم ابو محمد عبد الحق اعظم گڑھی عفی عنہ

سید محمد نذیر حسین

ھو الموفق:۔ حافظ ابن حجر در درایہ صفحہ ۳۰ گفتہ وروی البیہقی من طریق ابن عیینۃ قال انا بمکۃ منذ سبعین سنۃ لم ارصغیرا ولا کبیرا یعرف حدیث الزنجی ولا سمعت احدا یقول نزحت زمزم وقال الشافعی ان ثبت ھذا عن ابن

تو اس سے حجت نہیں لی جاسکتی، کیونکہ صحابی کا قول ہے اور وہ احناف کے نزدیک بھی حجت نہیں ہے، چنانچہ محمد طاہر پٹنی حنفی نے مجمع البحار میں اس کی تصریح کی ہے۔ "ثالثاً" اگر صحابی کے قول کو حجت تسلیم کر بھی لیا جائے، تو حدیث صحیح مرفوع کا معارض نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ فتح القدیر کتاب الصلوٰۃ میں خود علمائے احناف نے اس کو تسلیم کیا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ ابن عباس رض کا فتویٰ وجوہ مذکورہ بالا کی بنا پر قابل قبول نہیں ہے اور اسی بنا پر ہدایہ کا بھی فیصلہ قبول نہیں، بڑے تعجب کی بات ہے کہ احناف اس کنویں کے پانی کو ناپاک کہتے ہیں اور اس پانی کو جو اس سے سینکڑوں حصے کم ہے اور گندگی اس سے زیادہ ہے اس کو پاک کہہ لیتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے اگر بارش کے وقت مکان کے پرنالے میں گندگی (پاخانہ وغیرہ) پڑی ہو اور بارش کا پانی اس کے ساتھ لگ کر بہہ رہا ہو تو اگر آدھے سے زیادہ یا آدھا پانی لگ کر گزرے، تو ناپاک ہے اور اگر آدھے سے کم لگ کر گزرے تو پاک ہے اور اگر مکان کی چھت پر متفرق طور پر گندگی پڑی ہو اور بارش کا پانی اس پر برس کر پرنالے سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عباس فلعل نجاسۃ ظہرت علی وجہ الماء او نزحت للتنظیف یعنی بیہقی از طریق ابن عیینہ روایت کرد کہ من در مکہ ہفتاد سال بودم کسے را از صغیر و کبیر ندیدم کہ حدیث زنجی را بشناسد و نہ از کسے شنیدم کہ چاہ زمزم نزح کردہ شد، و شافعی گفت کہ این روایت از ابن عباس اگر ثابت شود پس شاید نجاست بر روئے آب ظاہر شدہ باشد یا نزح برائے تنظیف باشد، پس از قول ابن عیینہ و امام شافعی ہم مخدوش شدن استدلال بہ فتویٰ ابن عباس ظاہر است۔

واللہ تعالےٰ اعلم و علمہ اتم ۔ کتبہ محمد عبد الرحمٰن المبارکفوری عفا اللہ عنہ۔

فتاویٰ نذیریہ جلد اوّل ص۲

الجواب صحیح علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ مغربی پاکستان خانیوال

بخدمت حضرت العلام حافظ صاحب (روپڑی) السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

معروض آنکہ ہمارے ہاں ایک کنوئیں میں (جس کا پانی قریباً آٹھ فٹ گہرا ہے) ایک لڑکی دنو دس سال کی، گر کر مر گئی اور قریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد نکالی گئی۔

اب سوال یہ ہے کہ کنوئیں مذکور کا پانی پاک ہے یا پلید؟ ہمارے ہاں اس پر بہت سخت نزاع پڑ گئی ہے اندیشہ ہے کہ آپس میں لڑائی شروع نہ ہو جائے، لہٰذا جواب جلدی عنایت فرمائیں، اگر اخبار تنظیم اہلحدیث میں شائع فرماویں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ (سائل از آزاد کشمیر)

الجواب بعون الوھاب:۔ یہ سوال پہلے بھی اسی کنوئیں کے متعلق کسی صاحب نے آزاد کشمیر سے ہی بھیجا تھا اور اسی وقت اس کا جواب لکھ کر بھیج دیا گیا تھا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ:۔

مذکورہ بالا کنوئیں کا پانی بالکل پاک ہے، اس میں لڑکی کے مرنے سے اس کا پانی پلید نہیں ہوا کیونکہ انسان خصوصاً مسلمان جس طرح زندہ پاک ہے، اسی طرح مردہ بھی پاک ہے، چنانچہ محدثین نے اس پر باب

گرے، تو وہ پانی پاک ہے۔ (سبحان اللہ کیا تحقیق ہے) اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ یہ پانی جاری ہے۔ واللہ اعلم ۱۲

حافظ ابن حجر نے درایہ ص۳ میں لکھا ہے، کہ بیہقی نے ابن عیینہ سے نقل کیا ہے، کہ میں مکہ میں ستر سال رہا، میں نے کسی چھوٹے یا بڑے سے حبشی والی حدیث نہیں سنی اور نہ ہی زمزم کے پانی نکالنے کا قصہ سنا، امام شافعی کہتے ہیں۔ کہ اگر بالفرض یہ واقعہ صحیح بھی ہو، تو ہو سکتا ہے کہ آب زمزم پر نجاست ظاہر ہو گئی ہو یا پانی صفائی کے لئے نکالا ہو۔ واللہ اعلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منعقد کئے ہیں کہ مسلمان پلید نہیں ہوتا، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:۔ باب عرق الجنب وان المسلم لا ینجس

یعنی یہ باب جنبی کے پسینہ کا حکم بیان کرنے اور یہ بات بیان کرنے کا ہے کہ مسلمان پلید نہیں ہوتا۔ پھر اس میں مندرجہ ذیل حدیث لائے ہیں۔ عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لقیہ فی بعض طریق المدینۃ وھو جنب فانخنست منہ فذھبت فاغتسلت ثم جاء فقال این کنت یا ابا ھریرۃ قال کنت جنبا فکرھت ان اجالسک وانا علی غیر طھارۃ فقال سبحان اللہ ان المؤمن لا ینجس (بخاری مع فتح الباری صـ ۱۹۵ جلد ۲)

یعنی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنبی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے رستہ میں ملے، میں چپکے سے نکل گیا اور غسل کر کے آیا۔ آپ نے فرمایا: ابوہریرہ کہاں گیا تھا؟ میں نے عرض کیا، یا حضرت! میں جنبی تھا، پس میں نے پلیدی کی حالت میں آپ سے ہم مجلس ہونا مکروہ جانا۔" آپ نے فرمایا: "سبحان اللہ! مسلمان تو پلید نہیں ہوتا۔" امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب یوں منعقد کیا ہے باب غسل المیت ووضوئہ بالماء والسدر (یعنی یہ باب ہے میت کے وضو اور غسل دینے کا ساتھ پانی اور بیر کے پتوں کے۔) اور اس میں لکھتے ہیں:۔ وحنط ابن عمر رضی اللہ عنہ ابنا لسعید بن زید وحملہ وصلی ولم یتوضأ وقال ابن عباس رضی اللہ عنہما المسلم لا ینجس حیا ولا میتا وقال سعد لو کان نجسا ما مسستہ وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم المومن لا ینجس۔ (بخاری مع فتح الباری صـ ۶۵۲ جـ ۵)

(ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعید بن زید کے بیٹے کو (جو فوت ہو گیا تھا) خوشبو لگائی اور اس کا جنازہ اٹھایا اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مسلمان زندہ اور مردہ کسی حال میں پلید نہیں ہوتا اور سعد بن ابی وقاص نے فرمایا (اگر میت پلید ہوتی تو) میں اس کو ہاتھ بھی نہ لگاتا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن پلید نہیں ہوتا)

یہ باب کا ترجمہ ہے اس کی تشریح بہت کچھ فتح الباری میں موجود ہے، میں کہاں تک لکھوں جو زیادہ تفصیل چاہے وہ فتح الباری ملاحظہ فرمائے، مختصر یہ کہ مومن، موت آنے سے پلید نہیں ہوتا جیسا کہ ابن عمرؓ ابن عباسؓ، سعد بن ابی وقاصؓ کے قول و فعل اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ثابت ہے۔

بخاری کے بعد صحیح مسلم کو ملاحظہ فرمائیے، فرماتے ہیں۔ باب الدلیل علی ان المسلم لا ینجس (مسلم صـ ۱۶۳ جـ ۱)
(یعنی اس باب میں اس بات کے دلائل ہیں کہ مسلمان پلید نہیں ہوتا)

پھر اس میں دو حدیثیں لائے ہیں۔ ایک ابوہریرہؓ کی جو بخاری کے حوالہ سے اوپر گزر چکی ہے، دوسری حذیفہ کی حدیث ہے:۔ عن حذیفۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقیہ وھو جنب فحاد عنہ فاغتسل ثم جاء فقال کنت جنبا قال ان المسلم لا ینجس۔ (یعنی حذیفہؓ آپ کو جنابت کی حالت میں ملے، پس تنہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے اور غسل کیا، پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور عرض کیا کہ میں جنبی تھا۔ آپ نے فرمایا: مسلمان پلید نہیں ہوتا۔ (مسلم شریف صہ ۱۶۲ جلد ۱) منتقیٰ میں بھی باب ایسا ہی باندھا ہے۔ فرماتے ہیں۔ باب فی ان الآدمی المسلم لا ینجس بالموت ولا شعرہ واجزاءہ بالانفصال (یعنی یہ باب اس مسئلہ میں ہے کہ آدمی مسلمان، موت سے پلید نہیں ہوتا اور اس کے بال اور اعضاء بھی جسم سے علیحدہ ہونے پر پلید نہیں ہوتے، پھر فرماتے ہیں:۔ قد اسلفنا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلم لا ینجس وھو عام فی الحی والمیت قال البخاری وقال ابن عباس المسلم لا ینجس حیا ولا میتا (منتقیٰ مع نیل صہ ۵۶ جلد ۱) یعنی حدیث المسلم لا ینجس (جو پہلے ذکر ہو چکی ہے) وہ عام ہے زندہ اور مردہ کو شامل ہے، یعنی مسلمان زندہ اور مردہ پاک ہے چنانچہ ابن عباسؓ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ کہ مسلمان زندہ اور مردہ پلید نہیں ہوتا)

امام نووی صحیح مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ھذا الحدیث اصل عظیم فی طہارۃ المسلم حیا ومیتا فاما الحی فطاھر باجماع المسلمین حتی الجنین اذا القتہ امہ وعلیہ رطوبۃ فرجھا قال بعض اصحابنا ھو طاھر باجماع المسلمین قال ولا یجئ فیہ الخلاف المعروف فی نجاسۃ رطوبۃ فرج المرأۃ ولا الخلاف المذکور فی کتب اصحابنا فی نجاسۃ ظاھر بیض الدجاج ونحوہ فان فیہ وجھین بناء علی رطوبۃ الفرج ھذا حکم المسلم الحی واما المیت ففیہ خلاف للعلماء و للشافعی فیہ قولان الصحیح منھما انہ طاھر ولھذا اغسل ولقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان المسلم لا ینجس وذکر البخاری فی صحیحہ عن ابن عباس تعلیقا المسلم لا ینجس حیا ولا میتا ...... الخ صہ ۱۶۳

یعنی یہ حدیث جو ابوہریرہ رضؓ اور حذیفہ رضی اللہ عنہما سے اوپر مذکور ہو چکی ہے مسلمان زندہ اور مردہ کے پاک ہونے کی اصل دلیل ہے پس مسلمان زندہ کا پاک ہونا تو اجماع مسلمین سے ثابت ہے حتی کہ بچہ، جب اس کو ماں ڈال دے اور اس پر فرج کی رطوبت لگی ہو، وہ بھی بقول ہمارے بعض اصحاب کے، ساتھ اجماع مسلمین کے پاک ہے اور وہ اختلاف ہے جو فرج کی رطوبت کے متعلق اور انڈا مرغی کے ظاہر ہونے کے متعلق ہے اس میں نہیں آتا۔

یہ حکم تو زندہ مسلمان کا ہے کہ وہ بالاتفاق پاک ہے لیکن مسلمان فوت شدہ سو اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے:۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کے متعلق دو قول ہیں مگر صحیح قول ان کا یہی ہے کہ مسلمان فوت شدہ پاک ہے، اسی لئے تو غسل دیا جاتا ہے۔ (یعنی اگر نجس العین ہوتا تو غسل دینے سے پاک نہ ہوتا چنانچہ حدیث میں ہے، مسلمان پلید نہیں ہوتا اور امام بخاری صحیح بخاری میں ابن عباس وغیرہ سے لائے ہیں کہ مسلمان زندہ اور مردہ پاک ہے۔

نیل الاوطار میں ہے:۔ وحدیث الباب اصل فی طھارۃ المسلم حیا ومیتا اما الحی فاجماع واما المیت ففیہ خلاف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فذهب ابو حنيفة ومالك ومن اهل البيت الهادي والقاسم والمؤيد بالله وابوطالب الى نجاسته وذهب غيرهم الى طهارة واستدل صاحب البحر للاولين على النجاسة بنزح زمزم من الحبشي وهذا مع كونه من فعل ابن عباس كما اخرجه الدارقطني عنه وقول الصحابي وفعله لا ينتهض للاحتجاج به على الخصم محتمل ان يكون للاستقذار لا للنجاسة ومعارض بحديث الباب وبحديث ابن عباس نفسه عند الشافعي والبخاري تعليقاً بلفظ المومن لا ينجس حيا ولا ميتا وبحديث ابي هريرة المتقدم وبحديث ابن عباس ايضاً عند البيهقي ان ميتكم يموت طاهرا فحسبكم ان تغسلوا ايديكم وترجيح راوي الصحابي على روايته عن النبي صلى الله عليه وسلم ورواية غيره من الغرائب التي لا يدري ما الحامل عليها - (نيل الاوطار ص۳۲ جلد ۱)

یعنی حدیث باب کی یعنی حضرت حذیفہ کی حدیث جس کے الفاظ مسلم کے حوالہ سے اوپر گذر چکے ہیں، مسلمان زندہ اور مُردہ کے پاک ہونے پر اصل دلیل ہے پس مسلمان زندہ کے پاک ہونے پر تو اجماع ہے اور مردہ کے پاک ہونے میں اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ، مالک، اہل بیت سے ہادی قاسم مؤید باللہ ابوطالب نجاست کی طرف گئے ہیں اور ان کے علاوہ باقی سب طہارت کے قائل ہیں۔

صاحبِ بحر نے مردہ کو نجس جاننے والوں کے لیے حبشی کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ وہ زمزم میں واقع ہوگیا جو ابن عباس نے زمزم صاف کرایا اور یہ باوجود ابنِ عباس کا فعل ہونے کے جو مخالف پر حجت نہیں احتمال رکھتا ہے کہ ویسے صفائی کے لئے ہو، نجاست کے لئے نہ ہو اور یہ فعل ابن عباس رض کا حدیث باب (یعنی حدیث حذیفہ کے خلاف ہے اور ابن عباس رضی کی اپنی حدیث کے بھی جو بیہقی میں ہے جس کو امام بخاری نے بھی تعلیقاً ذکر کیا ہے کہ مومن زندہ اور مردہ پلید نہیں ہوتا، مخالف ہے، اور حدیث ابی ہریرہ کے بھی خلاف ہے، جو صحیح مسلم کے حوالہ سے پہلے ذکر ہو چکی ہے اور ابن عباس رضی کی اپنی حدیث کے بھی خلاف ہے جو بیہقی میں ہے:۔ ان ميتكم يموت طاهرا .... الخ (یعنی میّت تمہاری بعد از موت پاک ہوتی ہے سو تم اس کو غسل دیکر صرف ہاتھ دھولیا کرو، یعنی میت کو غسل دیکر غسل کرنے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ میّت پاک ہے اور صحابی کی رائے کو اس کی یا دوسرے صحابی کی مرفوع حدیث پر ترجیح دینا تو بڑی ہی عجیب بات ہے جس کا باعث معلوم نہیں، یعنی صحابی کی رائے کو حدیث مرفوع پر ترجیح نہیں دینی چاہیئے۔)

تنبیہ:۔ جو لوگ مُردہ مسلمان کو نجس کہتے ہیں ان کا قول غلط ہے، فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ کے مقابلہ میں اس کی کوئی وقعت اور اعتبار نہیں، نیز ان کے قول سے لازم آتا ہے کہ صلحاء امت اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولیاء اور صحابہؓ اور انبیاء کے اجسام مطہرہ مبارکہ بھی نجس ہوں (نعوذ باللہ من ذالک)

یہ عقیدہ بالکل باطل اور غلط ہے۔ میرا وقت بہت قلیل ہے ورنہ میں اس پر بہت سے دلائل جمع کر دیتا خیر عاقل مومن کے لئے یہی کافی ہے۔ ؎ اگر در خانہ کس ست، یک لبس ست

حاصل یہ کہ مذکورہ بالا چاہ کی طہارت اور اس کے پاک ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ لڑکی فوت شدہ زندہ اور مردہ پاک ہے پھر چاہ کسطرح پلید ہوگا۔

اگر بقول اُن کے میت کو نعوذ باللہ من ذالک نجس قرار دیا جائے تو بھی چاہ مذکور کا پانی پلید نہیں ہوتا کیوں کہ جب پانی دو قلعہ (پانچ مشک) یا زیادہ ہو تو پلید نہیں ہوتا، چنانچہ محدثین نے اس کو صاف صاف بیان فرمایا ہے۔　عبداللہ روپڑی　تنظیم اہلحدیث جلد ۱۷ شمارہ ۱۷

الجواب صحیح، علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ مغربی پاکستان خانیوال

سوال:۔ ایک چاہ کے پارچہ سے کہ اس میں اکثر حلال خوری ناپاک ہاتھ دھوتی ہے، اور پیشاب بھی اکثر مرد ہاں کرتے ہیں۔ چند طفل گیند سے کھیل رہے تھے اور اس پارچہ میں گیند جا پڑی کہ وہ پانی ناپاک ہے بعد اسکے نکالنے کے وہ چاہ میں جا پڑی اور وہ چاہ ایسا ہے کہ اس میں پانی کثرت سے نہیں ہے۔ تو کتب فقہ کی رو سے وہ چاہ پاک ہے یا ناپاک ہوگیا؟ فقط

الجواب:۔ صورت تحریر سے ظاہر ہے کہ پانی پارچہ کا ناپاک ہے پس اس حالت میں بحالت گرنے گیند ناپاک کے کنوئیں میں وہ چاہ ناپاک ہوگیا اب تا وقتیکہ تمام وکمال پانی نہ نکلے پاک نہیں، ہونے کا۔ ہکذا فی کتب الفقہ۔ حررہ محمد مسعود نقشبندی ۴ شوال ۱۳۸۹ھ

کتب حنفیہ میں ایسا ہی ہے۔　سید محمد نذیر حسین　محمد عبدالرب

محمد یوسف　محمد کریم اللہ　منصور علی　فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص ۲۰۲

تشریح:۔ جس پانی میں گیند گرا ہے اگر وہ قلتین سے کم ہے تو پانی ناپاک ہے اگر قلتین ہے یا زیادہ تو قرآن اور حدیث کی رو سے کثیر پانی ہونے کی وجہ سے پاک ہے ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔

واللہ اعلم بالصواب

حررہ علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ مغربی پاکستان، خانیوال　۹ شوال ۱۳۹۱ھ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال :۔ دیگر ایک جوتی استعمالی اندرون چاہ سے نکلی اور وہ جوتی سائیس کی تھی اور اس چاہ میں پانی کثرت سے نہیں ہے۔ فقط

الجواب :۔ اگر جوتی مندرجہ سوال ناپاک ہے تو سارا پانی چاہ کا نکالنا آتا ہے۔ ہمچنین است در کتب فقہ واللہ اعلم۔ حررہ محمد مسعود نقشبندی کذا فی کتب الحنفیہ سید نذیر حسین

محمد عبد الرب | محمد کریم اللہ | (فتاوی نذیریہ جلد اول صفحہ ۲۰۲)

تشریح :۔ اگر پانی قلتین سے کم ہے تو ناپاک جوتا گرنے سے پانی ناپاک ہو جائے گا اور قلتین کی صورت میں ناپاک ہونے پر کوئی دلیل نہیں جیسا کہ کتب حدیث میں ہے۔

علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان ۹ ر شوال ۱۳۹۱ھ

سوال :۔ چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین درین مسئلہ کہ عند الحنفیہ از افتادن بیخال زاغ چاہ نجس می شود یا نہ۔ بینوا توجروا۔

الجواب :۔ درصورت مرقومہ بر ماہران فقہ مخفی نیست کہ در بیخال غیر ماکول اللحم روایات شتی است در ہدایہ چنین است :۔ وان اصابہ خرء ما لا یوکل لحمہ من الطیور اکثر من قدر الدرھم اجزأت الصلوٰۃ فیہ عند ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمۃ اللہ علیہما وقال محمد رحمۃ اللہ علیہ لا یجوز فقد قیل ان الاختلاف فی النجاسۃ وقد قیل فی المقدار وھو الاصح وھو یقول ان التخفیف للضرورۃ ولا ضرورۃ لعدم المخالطۃ فلا یخفف ولھما انھا تذرق من الھواء والتحامی عنہ متعذر فتحققت الضرورۃ ولو وقع فی الاناء قیل یفسدہ وقیل لا یفسدہ لتعذر صون الاوانی عنہ کذا فی الھدایۃ وصورۃ الاختلاف فی النجاسۃ یعنی انہ طاھر عندھما وھو المنقول عن الکرخی ونجس عند محمد انتھی۔ ما فی العنایۃ مختصراً۔

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حنفیہ کے نزدیک اگر کنویں میں کوّے کی بیٹ گر جائے تو کنواں ناپاک ہے یا نہیں؟

الجواب :۔ جن جانوروں کا گوشت نہیں کھایا جاتا ان کی بیٹ کے متعلق فقہ میں مختلف روایتیں ہیں۔ ہدایہ میں ہے، اگر غیر ماکول اللحم جانور کی بیٹ درہم سے زیادہ لگ جائے، تو اس کپڑے سے امام ابو حنیفہؒ اور ابو یوسفؒ کے نزدیک

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اما ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ فلہ روایتان التخفیف والطہارۃ واما التغلیظ فلم ینقل عنہ وقد اختلف الامامان الہندوانی والکرخی فیما نقلاہ عن ائمتنا فیہ فروی الہندوانی انہ مخفف عند الامام و مغلظ عندہما وروی الکرخی انہ طاہر عندہما مغلظ عند محمد رحمۃ اللہ علیہ وصحح قاضی خان فی شرح الجامع الصغیر انہ نجس عند ابی حنیفۃ وابی یوسف حتی لو وقع فی الماء القلیل افسدہ وقیل لا یفسدہ لتعذر صون الاوانی عنہ وصحح صاحب المبسوط روایۃ الکرخی وہی الطہارۃ عندہما انتہی ما فی البحر مختصراً۔

پس در صورت اختلاف میان طہارت ونجاست مخففہ چنانکہ مذکور شد، در افتادن خرء مالایؤکل لحمہ در آب اوانی است، یعنی بتصحیح قاضی خان آب فاسد می شود، وبروایت کرخی وتصحیح صاحب مبسوط فاسد نمی شود پاک می ماند۔ اما مسئلہ چاہ در افتادن خرء مالایؤکل لحمہ مستثنیٰ وخارج است عام است کہ نجاست مخففہ باشد یا طاہر، چنانکہ از در مختار وطحطاوی واضح می شود من نجاسۃ مخففۃ کبول ماکول اللحم وخرء طیر من السباع او غیرہا غیر ماکول وقیل طاہر وصحح ثم الخفۃ انما تظہر فی غیر الماء فلیحفظ کذا فی در المختار قولہ ثم الخفۃ انما تظہر فی غیر الماء مفہومہ ان الخفیفۃ کلہا تنجس ویستثنیٰ منہ خرء طیر ما لا یؤکل بالنسبۃ الی البیر فانہ لا ینجسہا کما ذکرناہ آنفا حلبی انتہی ما فی الطحطاوی۔ پس بموجب قول صاحب در مختار وطحطاوی وابراہیم حلبی از افتادن پنچال زاغ چاہ نجس نشود کما لا یخفی علی المتامل واللہ اعلم بالصواب حررہ سید شریف حسین عفی عنہ

الجواب صحیح والرای نجیح —— سید محمد نذیر حسین (۲۸)

نماز جائز ہے، امام محمد کے نزدیک جائز نہیں، پھر بعض کے نزدیک تو اختلاف نجاست غیر نجاست میں ہے اور بعض کے نزدیک مقدار میں، اور یہ صحیح آخری شق ہے، امام محمد کہتے ہیں نجاست خفیفہ کسی ضرورت کی بناء پر "خفیفہ" بنتی ہے اور یہاں کوئی ضرورت نہیں ہے اور شیخین کہتے ہیں، کہ یہ مجبوری کی بناپر ہے کیونکہ پرندے ہوا سے بیٹ پھینک دیتے ہیں اور اس سے بچنا مشکل ہے، تو ضرورت پیدا ہو گئی اگر ایسے پرندے کی بیٹ برتن میں گر پڑے تو اس میں بھی اختلاف ہے، بعض کے نزدیک وہ پلید ہے اور بعض کے نزدیک نہیں، کرخی کے قول کے مطابق شیخین کے نزدیک ایسے پرندوں کی بیٹ سرے سے پلید ہی نہیں، محمد اس کو پلید کہتے ہیں، ہندوانی نے کہا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک یہ بیٹ نجاست خفیفہ ہے اور صاحبین کے نزدیک غلیظہ، قاضی خان نے کہا ہے، کہ ایسے پرندوں کی بیٹ شیخین کے نزدیک نجس ہے اگر تھوڑے پانی میں گرے تو ناپاک ہو جاتا ہے اور کرخی کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک نجس نہیں ہے اور صاحب مبسوط نے اسی کو پسند کیا ہے، علامہ طحطاوی نے کہا ہے "اگر ایسے پرندوں کی بیٹ کنوئیں میں گر پڑے، جن کا گوشت کھانا حرام ہے تو اس سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا، در مختار میں بھی ایسا ہی ہے، حلبی کا بھی یہی قول ہے، تو ان تینوں کے فتویٰ پر پانی پاک ہے۔ واللہ اعلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال :۔ بخدمت جناب مولانا مولوی حافظ عبد اللہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد سلام مسنون کے واضح ہو کہ بھگیاڑی میں سخت شور مچ رہا ہے کہ وہابی لوگ کتے کا جوٹھا پاک جانتے ہیں کیونکہ ایک مولوی صاحب نے فتوی دیا ہے کہ کتے کا جوٹھا پانی بالکل پاک ہے اگرچہ برتن میں ہو اس پر سخت تنازعہ ہو رہا ہے بلکہ کسی وقت لڑائی تک بھی نوبت پہنچ جاتی ہے اس کی بابت بہت کوشش سے جواب لکھیں آپکو ہر دو فریقین نے حاکم تسلیم کر لیا ہے۔ (سائل مذکور)

جواب :۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طہور اناء احدکم اذا ولغ فیہ الکلب ان یغسلہ سبع مرات اولھن بالتراب اخرجہ مسلم وفی لفظ لہ فلیرقہ (الحدیث) بلوغ المرام ص۲

ابوہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ نے فرمایا جب کتا برتن میں لگے تو اس کی پاکی یہ ہے کہ اس کو سات مرتبہ دھویا جائے پہلی بار مٹی سے اس کو مسلم نے روایت کیا۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ برتن میں جو کچھ ہے گرادیں ، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کتے کا جوٹھا ناپاک ہے کیوں کہ جب برتن ناپاک ہوگیا جس کے پاک کرنے کا طریق آپ نے یہ بتایا کہ سات مرتبہ دھویا جائے تو جو کچھ برتن میں ہے وہ بطریق اولیٰ ناپاک ہوگیا۔ اور اسی لیے اس کے گرانے کا حکم دیا اور اس سے معلوم ہوگیا کہ کتے کا گوشت بھی نجس ہے کیوں کہ جوٹھا لعاب کی وجہ سے نجس ہے اور لعاب گوشت سے نکلتا ہے تو وہ بھی نجس ہوا۔

اگر مولوی صاحب نے پاک ہونے کا فتویٰ دیا ہے تو اس کو اس حدیث کا علم نہیں ہوگا، ورنہ اہلحدیث کا یہ مذہب کیسے ہو سکتا ہے اہلحدیث کا مذہب تو قرآن وحدیث ہے نہ کسی کی رائے۔

بہت لوگ خاص کر بریلوی پارٹی اہل حدیث پر اس قسم کی تہمتیں لگا کر بدنام کرنا چاہتی ہے جس کی تھوڑی سی تفصیل پرچہ تنظیم اہلحدیث جلد ۳ نمبر ۹ میں ہو چکی ہے۔

عبد اللہ امرتسری مقیم روپڑ ضلع انبالہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ تنظیم اہلحدیث جلد ۳ نمبر ۱۵

الجواب صحیح الراقم علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال :۔ مایان کہ مذہب حنفی داریم پس در صورت تعذر تمام آب کشیدن از چاہیکہ نجس شدہ چہ کنیم جواب از کتب فقہ حنفیہ تحریر فرمودہ شود، بینوا توجروا۔

سوال :۔ ہم لوگ حنفی مذہب کے ہیں لہذا فقہ کی کتابوں سے بتائیں کہ اگر کنویں کا سارا پانی نکالنا مشکل ہو تو کیا کیا جائے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب :- درصورت تعذر تمام آب کشیدن بر قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ عمل باید کرد، کہ دو صد دلو بنا بر وجوب است ویک صد دلو زیادہ بنا بر استحباب است چنانچہ فتویٰ برین روایت است از روئے شدت احتیاج.

ن الفتوی علی قول محمد نزح ثلاث مائۃ دلو کذا فی الفتاوی القنیۃ وعلیہ الفتوی انتہٰی

وہمیں طور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب قدس سرہٗ فتویٰ می دادند بنا بر سہولت وعدم حرج وعموم بلویٰ،

و در کتاب ملتقی الابحر نوشتہ دان لم یمکن نزح ندرما کان فیہا یفتی بنزح مائتی دلو الی ثلاث مائۃ وما

زاد من الوسط احتسبت بہ کذا فی الملتقی وقیل یفتی بمائتین الی ثلاث مائۃ وھذا الیسر وذا لک احوط کذا

فی الدر المختار.　　حررہ السید شریف حسین عفی عنہٗ　　سید محمد نذیر حسین

(فتاویٰ نذیریہ جلد اول صـ ۲۰۳)

تشریح :- پانی کثیر ناپاک چیز گرنے سے بالاتفاق پاک رہتا ہے کثیر پانی کی تعریف میں علماء کا اختلاف ہے، مولانا عبد الحیٔ لکھنوی حنفی نے تعلیق الممجد شرح موطا امام محمد میں اس کے متعلق علماء کے پندرہ قول ذکر کئے ہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱ داؤد ظاہری کے نزدیک رنگ، بو، مزہ بدل جانے سے بھی پانی پاک رہتا ہے کیوں کہ حدیث میں ہے الماء طہور لا ینجسہ شیٔ یعنی پانی پاک ہے اس کو کوئی چیز پلید نہیں کرتی ۲ نزد مالکیہ حدیث الماء طہور لا ینجسہ شیٔ الا ان تغیر ریحہ او طعمہ او لونہ کے مطابق ناپاک چیز گرنے سے پانی کا رنگ، بو، مزہ بدل جائے تو ناپاک ہو جاتا ہے ۳ :- نزد شافعی حدیث اذا کان الماء قلتین لم یحمل الخبث جب پانی قلتین ہو تو ناپاک شئی کو برداشت نہیں کرتا۔

باقی بارہ[۱۲] قول احناف کے ہیں اوّل ان میں سے وہ قول جو امام محمد نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے اور وہ قول تحدید بالتحریک ہے، قول ثانی تحدید بالکدرہ ہے ثالث تحدید بالصبغ ہے رابع تحدید بالسبع فی السبع ہے خامس تحدید بالثمانیہ فی الثمانیہ، سادس عشرین فی عشرین سابع العشر فی العشر اور یہ جمہور متاخرین کا مذہب ہے ثامن خمسۃ عشر فی خمسۃ عشر تاسع اثنا عشر فی اثنا عشر، مذہب اوّل میں تین روتین ہیں تحریک بالید، تحریک بالغسل، تحریک بالوضو علماء احناف کے یہ ۱۲ اقوال ہیں۔ سابقہ تینوں کو ملانے سے پندراں[۱۵] قول ہوئے۔ مولانا عبد الحی فرماتے ہیں۔ میں نے

الجواب :- اس صورت میں امام محمد کے قول پر عمل کیا جائے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ دو[۲۰۰]سو ڈول لازمی طور پر نکالے جائیں، اور اگر تین سو ڈول نکالیں تو بہتر ہے اور فتویٰ اسی روایت پر ہے، شاہ عبد العزیز صاحبؒ نے بھی بنا بر سہولت اور عدم حرج کے اسی پر فتویٰ دیا ہے منتقی الابحر اور در مختار میں بھی ایسا ہی ہے۔　　واللہ اعلم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتب احناف اور غیر احناف کا بہت مطالعہ کیا لیکن ارجح اور اقوی مذہب دوسرا یعنی مذہب مالکیہ پھر تیسرا یعنی مذہب شافعیہ پھر چوتھا مذہب یعنی ہمارے اصحاب قدماء کا، باقی تمام مذاہب ضعیف اور بے دلیل ہیں، میں کہتا ہوں چوتھے مذہب کی بنا بھی محض رائے ہے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں کوئی دلیل نہیں جیسا کہ محدث الہند العلامۃ الشیخ ولی اللہ الدہلوی نے حجۃ اللہ میں فرمایا ہے وقد اطال القوم فی فروع موت الحیوان فی البئر والعشر فی العشر والماء الجاری ولیس فی کل ذلک حدیث عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم البتۃ واما الآثار المنقولۃ عن الصحابۃ والتابعین کاثر ابن الزبیر فی الزنجی وعلی رضی اللہ عنہ فی الفارۃ والنخعی والشعبی فی نحو السنور فلیست مما یشہد لہ المحدثون بالصحۃ ولا مما اتفق علیہ جمہور اہل القرون الاولی وعلی تقدیر صحتہا یمکن ان یکون ذلک تطییباً للقلوب وتنظیفاً للماء لا من جہۃ الوجوب الشرعی کما ذکر فی کتب المالکیۃ ودون نفی ہذا الاحتمال خرط القتاد وبالجملۃ فلیس فی ہذا الباب شئ یعتد بہ ویجب العمل علیہ وحدیث القلتین اثبت من ذلک کلہ بغیر شبہۃ ومن المحال ان یکون اللہ تعالی شرع فی ہذہ المسائل لعبادہ شیئاً زیادۃ علی ما لا ینفکون عنہ من الارتفاقات وہی مما یکثر وقوعہ وتعم بہ البلوی ثم لا ینص علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم نصاً جلیاً ولا یستفیض فی الصحابۃ ومن بعدہم ولا حدیث واحد فیہ واللہ اعلم ص ۱۸۵ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فلسفہ شریعت حجۃ اللہ البالغۃ میں فرماتے ہیں کہ کنوئیں وغیرہ میں اگر کوئی حیوان مرجائے تو اس کے متعلق قوم نے طول طویل کلام کی ہے اور اس بارہ میں جو بھی اقوال مروی ہیں ان کی تائید میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث مروی نہیں جو صحابہ اور تابعین سے آثار منقولہ ہیں ان پر کسی محدث نے صحت نہیں فرمائی اور قرون اولیٰ کے جمہور علماء کا اتفاق بھی نہیں ہوا اگر آثار منقولہ کی صحت بھی تسلیم کیجائی تو وجوب شرعی ثابت نہیں ہوتا، ممکن ہے کہ اطمینان قلب کے لئے پانی کھینچا گیا ہو، یا پانی کی صفائی کے لئے کیا گیا ہو اس احتمال کے علاوہ کانٹے پر ہاتھ مارنے کے مصداق ہے۔ فافہم وتدبر ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب وعندہ علم الکتاب

حررہ علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ مغربی پاکستان خانیوال ۱۵ ر شوال ۱۳۹۱ھ

سوال: اگر کسی کنوئیں میں بلی یا چوہا گر کر مرجائے تو کتنے ڈول پانی نکالنے سے کنواں پاک ہوگا؟ حکیم عبدالمنان

الجواب: بلی چوہے کو نکال کر باہر پھینک دینا چاہیئے اس کے بعد دیکھنا چاہیئے کہ اگر پانی میں بدبو پیدا ہو گئی ہے یا مزہ بدل گیا ہے یا پانی کا رنگ خراب ہو گیا ہے تو اتنا پانی کھینچنا چاہیئے جس سے کہ یہ اوصاف دور ہو جائیں، پھر یہ پانی پاک ہو جائے گا، اگر بلی یا چوہے کے گرنے سے پانی کے اوصاف ثلاثہ نہیں بدلے تو پانی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک ہے، اس میں سے ڈول کھینچنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (ابوداود)

محمد یونس صدر مدرس مدرسہ حضرت میاں صاحب مرحوم دہلوی (گزٹ اہلحدیث جلد ۹ شمارہ ۹)

الجواب صحیح الراقم علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ اگر دس یا پندرہ یا بیس سیر دودھ یا شربت یا گھی گرم شدہ میں ناپاکی پڑ جائے تو کیا سب خراب تصور ہوگا یا کیسے کیا جائے۔ قرآن و حدیث سے جواب دیا جائے۔

الجواب:۔ حدیث شریف میں آیا ہے اگر گھی گرم میں چوہا پڑ جائے تو اس کے نزدیک نہ جاؤ، چنانچہ حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں:۔ دان کان مائعاً فلا تقربوہ (ابوداؤد شریف) اگر پگھلا ہوا (گھی ہو) تو اس کے نزدیک نہ جاؤ، یہی حکم شربت اور دودھ کا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صـ۳۰)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ کتے نے گنے کے رس سے بھرے ہوئے برتن میں منہ ڈالا اس سے گڑ تیار کر لیا گیا، اب وہ گڑ قابلِ استعمال ہے یا نہیں، کہتے ہیں آگ سے جلی ہوئی چیز پاک ہو جاتی ہے۔

الجواب:۔ بعض ائمہ نے شکاری کتے کے جوٹھے پر محمول کر کے اجازت دی ہے، مگر امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ نے ناجائز لکھا ہے، اس لئے احوط مذہب یہی ہے کہ مسلمان کو پرہیز کرنا چاہیئے، اور گڑ مویشیوں کو کھلا دینا چاہیئے۔ آگ سے پکی ہوئی چیز کے پاک ہونے کا مسئلہ حدیث شریف کا نہیں ہے۔

(قوانین فطرت صـ۵ جلد ۲) الجواب صحیح علی محمد سعیدی خانیوال

سوال:۔ گنے کا رس جس بیلنا میں نکالا جاتا ہے اس بیلنا کو رات کتے چاٹتے رہتے ہیں۔ صبح اسی ناپاک بیلنا میں پھر رس نکلنا شروع ہو جاتا ہے کیا یہ رس اور اس کا گڑ پاک رہتا ہے عوام کہتے ہیں آگ پر پک جانے والی چیز پاک ہو جاتی ہے۔

اخبار قوانین فطرت میں اسی سوال کے جواب میں لکھا ہے جب کے چاٹنے کا یقین ہو جائے تو پھر وہ رس اور اس کا پکا ہوا گڑ بالکل ناپاک ہے اس بیلنا اور کڑاہ کو ایک بار مٹی سے اور چھ بار پانی سے دھو کر استعمال کریں ورنہ دینی اور دنیوی طور پر یہ جرم عظیم ہے اس مسئلہ کے بارہ میں آپ اپنی تحقیق سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستفیض فرمادیں۔

الجواب: کتے کے جوٹھے کے متعلق حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس برتن میں کوئی ایسی شئے ہے جس کا اراقہ ہوسکے یعنی اس کو بہایا جاسکے جیسے پانی دودھ وغیرہ اس کو اگر کتا نوش کر جائے تو اس کو گرانا چاہیئے کیوں کہ اس کی لعاب سرایت کر گئی ہے اسے گرا دینا چاہیئے اور سات مرتبہ دھونا چاہیئے آٹھویں بار یا ایک مرتبہ اول آخر اس کو مٹی سے صاف کیا جائے پھر وہ پاک ہوگا محدثین اس کے متعلق مختلف القول ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ نجس ہوجاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ نجس نہیں بلکہ کسی زہریلے مادے کی وجہ سے اسے صاف کرنا پڑتا ہے گویا کہ یہ ایک تعبدی امر ہے جیسا کہ امام بخاری اور امام مالکؒ کا خیال ہے۔ احناف بھی سات مرتبہ دھونے کے قائل نہیں بلکہ تین بار کافی ہے اور امام مالک بھی تثلیث کے قائل ہیں۔ جمہور محدثین سات مرتبہ (تسبیع) کے قائل ہیں جیسے حدیث میں صریحاً وارد ہے لہذا بہتر تو یہی ہے کہ اگر کوئی ایسی شئی اس میں موجود ہے جو سارے برتن میں سرایت کر سکتی ہے تو سارا برتن دھویا جائے اور اگر کوئی ایسی شئی نہیں بلکہ خشک برتن ہے صرف شیرینی کی وجہ سے چاٹ گیا ہے تو پھر اسی جگہ کو دھویا جائے جس جگہ سے اس نے چاٹا ہے۔ اور اس جگہ کے چاٹنے کا یقین ہو اگر کسی نے کتے کو چاٹتا نہیں دیکھا ویسے ہی ظن غالب کی بنا پر اسے شک ہے تو پھر ظنون کی تابعداری کرنا اور ضروری پلید سمجھ لینا اس کو ایک انتہائی پرہیزگاری تو کہا جاسکتا ہے کہ روزانہ ایسے مقامات کو دھو کر استعمال کرنا مگر شرعی حکم کے لحاظ سے مظنون جگہ کا بغیر دیکھے دکھائے دھونا لازم نہیں ہے ہاں اگر آنکھوں سے دیکھے کتا چاٹ جائے تو اس جگہ کا دھونا ضروری ہے اگر وہ برتن اتنا بڑا ہے جیسے بڑے کڑاہے ہوتے ہیں جس میں قلتین کا پانی سما سکتا ہے تو وہ کتے بلے درندوں کے منہ ڈالنے سے ناپاک نہیں ہوتے جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منقول ہے کہ جنگلی حوضوں سے پانی استعمال کر لیا کرتے تھے، اور لوگوں کو بتانے سے بھی منع کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے تردعلینا ونردعلیھا الخ یعنی درندے کبھی ہم سے بعد پیتے ہیں اور کبھی ہم ان سے بعد پیتے ہیں۔ کما ھو فی المبسوطات کالفتح والنیل۔

ھٰذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب۔

انا العبد الفقیر الی ربہ الغنی الکبیر ابوالحسن عبد اللہ بڈھیمالوی صدر مدرس جامعہ سلفیہ

۲۱-۱۲-۱۸ ، ۲۷ شوال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال :۔ ایک کتاب میں لکھا ہے کہ جس طرح کسی برتن سے کوئی کتا کھا جائے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر بلی کھا جائے تو وہ برتن بھی ناپاک ہو جاتا ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟ (نور احمد فتحپوری)

الجواب :۔ غلط ہے بلی کے کھانے سے برتن ناپاک نہیں ہوتا۔ یہ الگ بات ہے، اگر جی نہ چاہے تو نہ کھایئے برتن صاف کرنا ہو تو کر لیجیے، مگر کتے کے حکم میں نہیں ہے۔ (بلکہ حدیث سے تو یہ ثابت ہے کہ بلی کے کھانے سے اس کا بقیہ کھانا بھی ناپاک نہیں ہوتا۔) یہ لکھنے والا غلط لکھ گیا ہے۔ (اہلحدیث سوہدرہ جلد ۳ شمارہ ۴۵)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال :۔ مکرمی حافظ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ ایک ضروری مسئلہ درپیش ہے، جواب سے جلد مرحمت فرمائیں:۔ "بلی کا جوٹھا قرآن و حدیث کے دلائل سے پاک ہے یا پلید؟ اور اگر بلی کسی پانی والے برتن میں منہ ڈال دے تو اس سے وضو کرنا جائز ہے یا نہیں اور اگر بلی کسی ہانڈی میں منہ ڈال دے تو وہ کھانا پاک ہے یا پلید؟ قرآن و حدیث کی رو سے یہ مسئلہ مدلل بیان فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو جزائے خیر دے گا۔ نیز کتاب کا حوالہ اور متن ضرور ارقام فرمائیں۔ (سائل عاشق حسین)

الجواب بعون الوھاب :۔ بلی کا جوٹھا پاک ہے۔ پانی کے برتن میں بلی منہ ڈال دے تو اس پانی سے وضو کرنا بھی جائز ہے۔ ان مسائل کے لئے احادیث درج ذیل ہیں۔

عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی الھرۃ انھا لیست بنجس انما ھی من الطوافین علیکم (ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی کے متعلق فرمایا کہ یہ پلید نہیں ہے۔ یہ تم پر (ہر وقت) پھرنے والوں میں سے ہے۔ (حدیث دوم) عن داؤد بن صالح بن دینار عن امہ ان مولاتھا ارسلتھا بھریسۃ الی عائشۃ قالت فوجدتھا تصلی فاشارت الی ان ضعیھا فجاءت ھرۃ فاکلت منھا فلما انصرفت عائشۃ عن صلوتھا اکلت من حیث اکلت الھرۃ فقالت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتوضؤ من فضلھا۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوۃ باب احکام المیاہ فصل ۲) حضرت داؤد بن صالح بن دینار اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی لونڈی کے ہاتھ حضرت عائشہ رضی کی خدمت میں حلیم کی قسم کا کھانا بھیجا۔ حضرت عائشہ رضی نماز پڑھ رہی تھیں، لونڈی کو اشارہ سے کھانا رکھنے کے لئے فرمایا۔ بلی آئی اور اس نے اس میں سے کچھ کھا لیا، حضرت عائشہ رضی نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز سے فارغ ہو کر وہیں سے کھالیا، جہاں سے بلی نے کھالیا تھا اور حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بلی کے جوٹھے پانی سے وضو فرمالیا کرتے تھے، ان احادیث میں سوالات کا جواب تفصیلاً آ گیا، مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔ حافظ عبدالقادر روپڑی جامعہ اہلحدیث لاہور "تنظیم اہلحدیث جلد ۱۹ شمارہ ۱۹"

الجواب صحیح الراقم علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ اونٹ کا پیشاب پینا مریض کے لئے حدیث میں ہے مگر بڑی مکروہ چیز ہے کیسے جائز ہوا؟ ہندو لوگ عورت کو نفاس کیحالت میں گائے کا پیشاب پلاتے ہیں کیا باعث اعتراض نہیں ہے۔ (سائل مذکور)

الجواب:۔ حدیث شریف میں بطور دوائی استعمال کرنا جائز ہے، جسکو نفرت ہو وہ نہ پیئے لیکن حلت کا اعتقاد رکھے ایسا ہی گائے بکری کے بول کے متعلق بھی آیا ہے۔ لا باس ببول ما یوکل لحمہ

(فتاویٰ ثنائیہ جلد اول ص ۵۵) الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ اگر کسی کپڑے کو گوبر یا پیشاب حلال جانور ماکول اللحم کا لگا ہوا ہو اور اس سے بچنا محال اور مشکل ہو، جیسا کہ دیہاتیوں کے لئے مشکل ہے تو اس کپڑے میں نماز جائز و درست ہے یا نہیں اور ماکول اللحم کا گوبر یا پیشاب پاک ہے یا پلید؟ (سائل ایک اعرابی)

الجواب:۔ ماکول اللحم کا بول و براز عند الشرع پاک ہے (دیکھو مشکوٰۃ)۔ اور جس کپڑے پر وہ لگا ہوا ہو اس میں نماز پڑھنی درست ہے۔ کراہت طبعی دیگر شے ہے اگر دھو لیا جائے تو بہتر ہے ورنہ کوئی قباحت شرعی نہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرابض الغنم بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھا کرتے تھے، نیز ماکول اللحم کا بول و براز بطور ادویات کے استعمال کرنا جائز ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اصحاب کو اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پینے کا حکم فرمایا تھا (سنن نسائی، وغیرہ) ہاں فقہ حنفیہ مثل در مختار وغیرہ عربی اور مثل مفتاح الجنہ وغیرہ اردو میں لکھا ہے کہ اگر کپڑے پر مثل درہم شرعی یعنی ہتھیلی کے برابر نجاست غلیظہ (مثل پاخانہ انسان وغیرہ) لگی ہوئی ہو تو بھی نماز پڑھ لینی جائز و درست ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰہِ وَھٰذَا غَلَطٌ جِدًّا فقط

(مفتی) ابو محمد عبدالستار غفرلہ الغفار وصانہ عن شرور الاشرار

الجواب صحیح والرای نجیح ابو محمد عبدالوہاب امام جماعت غرباء اہلحدیث

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاضل مجیب بارک اللہ فی علمہ وفہمہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ یقیناً صحیح ہے۔

ابو خلیل عبدالجلیل خاں مدرس مدرسہ موری دروازہ دہلی

ابوالخلیل عبدالجلیل جھنگوی
خادم شریعت نبوی

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان۔

فتاویٰ ستاریہ جلد اول صہ ۱۰۵

سوال:۔ اگر کسی کپڑے میں گوبر یا پیشاب ماکول اللحم کا لگا ہوا ہو تو اس کپڑے میں نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں اور ماکول اللحم کا گوبر یا پیشاب پاک ہے یا نہیں؟ (محمد اسماعیل پٹنہ)

جواب:۔ ماکول اللحم کا گوبر یا پیشاب پاک ہے اور جس کپڑے میں لگا ہوا ہو اس میں نماز پڑھنی درست ہے۔ طبعی شئے دیگر ہے، اگر دھو لیا جائے تو بہتر ہے ورنہ شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرابض الغنم یعنی بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھا کرتے تھے (نیز بطور ادویات کے استعمال کرنا درست ہے چنانچہ آپ نے چند اصحاب کو اونٹنیوں کا دودھ و پیشاب پینے کا حکم فرمایا۔ (کتب صحاح ستہ)

(فتاویٰ ستاریہ جلد اول صہ ۶۳)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ جھٹکا کیے ہوئے جانوروں کا چمڑا پاک ہے یا نہیں۔ اور اس کی تجارت درست ہے، یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ جو جانور جھٹکا سے مارا جاتا ہے وہ حکم میں مردار کے ہے اور مردار کا چمڑا بعد دباغت دینے کے پاک ہو جاتا ہے اور جب اس کا چمڑا پاک ٹھیرا تو جس طرح چاہے اس سے نفع حاصل کر سکتا ہے اس لئے اس کی اگر تجارت کی جائے تو جائز ہے، واللہ اعلم بالصواب حررہ العبد العاجز عین الدین عفی عنہ سید محمد نذیر حسین

ھو الموفق:۔ جھٹکا کیے ہوئے جانوروں کا چمڑا قبل دباغت کے ناپاک ہے اور اس کی تجارت جائز نہیں۔ اور بعد دباغت کے پاک ہے اور اس کی تجارت بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم کتبہ محمد عبدالرحمٰن المبارکپوری عفی عنہ

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان فتاویٰ نذیریہ جلد اول صہ ۱۹۹

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ جانور مردار ماکول اللحم کے چمڑے سے بعد دباغت کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتفاع جائز ہے یا نہیں اور بہ تقدیر جواز غرض یہ ہے کہ یہ انتفاع عام ہے مثل بیع وشراو ساخت ڈول و بسترا وغیرہ وغیرہ یا خاص ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: جانور مردار ماکول اللحم کے چمڑے سے بعد دباغت کے انتفاع جائز ہے اور بجز کھانے کے اس سے ہر قسم کا انتفاع جائز ہے مثلاً بیع وشراو ساخت ڈول و بسترا وغیرہ عن عبد اللہ بن عباس قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا دبغ الاھاب فقد طھر رواہ مسلم وعنہ قال تصدق علی مولاۃ لمیمونۃ بشاۃ فماتت فمر بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ھلا اخذ تم اھابھا فدبغتموہ فانتفعتم بہ فقالوا انھا میتۃ فقال انما حرم اکلھا متفق علیہ وعن سودۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالت ماتت لنا شاۃ فدبغنا مسکھا ثم مازلنا ننبذ فیہ حتی صار شنا رواہ البخاری (مشکوٰۃ شریف)
یہ احادیث صاف صاف دلالت کرتی ہیں کہ جانور مردار کے چمڑے سے بعد دباغت کے ہر قسم کا انتفاع جائز ہے۔ ہاں اس کا کھانا البتہ حرام ہے۔ حررہ عبد الرحیم اعظم گڑھی عفی عنہ

سید نذیر حسین

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان
فتاویٰ نذیریہ جلد اول صـ ۱۹۹

سوال: جنبی آدمی کا پسینہ اگر پاک کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک رہتا ہے یا ناپاک ہو جاتا ہے؟

الجواب: اگر جنابت کے علاوہ جسم پر اور ظاہری نجاست نہیں ہے تو ایسے جنبی آدمی کا پسینہ کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا پاک رہتا ہے۔ (بخاری) عبد السلام بستوی دہلوی (الاعتصام جلد ۱۹ شمارہ ۴)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال: ایک شخص پیشاب کر رہا تھا۔ پیشاب کی چھینٹیں اس کے بدن پر پڑیں اس نے فوراً پانی سے دھو ڈالا، یا ڈھیلے سے سوکھا ڈالا۔ وہ شخص پاک رہیگا یا غسل کی حاجت رہے گی۔

الجواب: پیشاب کی چھینٹیں بدن پر پڑنے سے غسل کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے، فقط اس مقام کو جہاں چھینٹیں پڑی ہیں دھو ڈالنا چاہیے۔ حررہ عبد الرحیم عفی عنہ

(فتاویٰ نذیریہ صـ ۱۱۱، ۱۱۲ جلد اول)

الجواب صحیح۔ علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ حقہ کشتی اور کھانا تمباکو کا اور استعمال اس کا ناک میں حرام ہے اور پانی اس کا ناپاک ہے پس زید کا یہ قول صحیح ہے یا غلط؟ بینوا توجروا۔

الجواب :۔ واضح ہو کہ حقہ کشتی میں علماء کا اختلاف ہے بعض حرمت کے قائل ہیں اور بعض اباحت مع الکراہت کے اور بعض کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے رد المحتار میں ہے اضطرب اراء العلماء فیہ فبعضھم قال بکراھتہ وبعضھم قال بحرمتہ وبعضھم باباحتہ وافردوہ بالتالیف وفی شرح ابو ھبانیۃ ویمنع من بیع الدخان وشربہ۔ وشاربہ فی الصوم لاشک یفطر وللعلامۃ الشیخ علی الاجھوری رسالۃ نقل فیھا انہ افتی بحلہ من یعتمد علیہ من ائمۃ المذاھب الاربعۃ قلت والف فی حلہ سیدنا العارف عبد الغنی النابلسی الحنفی رسالۃ سماھا الصلح بین الاخوان فی اباحۃ شرب الدخان واقام الطامۃ الکبری علی القائل بالحرمۃ او الکراھۃ فانھما حکمان شرعیان لابد لھما من دلیل ولا دلیل علی ذالک فانہ لم یثبت اسکارہ ولا تفتیرہ ولا اضرارہ وان فرض اضرارہ للبعض لایلزم منہ تحریمہ علی کل احد انتھی اور شیخ عبد الخالق زبیدی تحریر فرماتے ہیں۔ قد تکلم العلماء المتاخرون فی ذالک لانہ لم یکن فی القرون السالفۃ فمنھم من فرط فی ذمہ ومنھم من فرط فی مدحہ ومنھم من توسط وقال انہ مکروہ تحریما وھذا عندی احسن الاقوال واعدلھا اذلا قاطع بتحریمہ ولیس کل موذ ومنتن حراما والا لکان اکل الثوم والبصل والفجل والکراث حراما ھذا کلہ فی شرب دخانہ واما اکلہ وشمہ فھو مکروہ تنزیھا عندی لانھما دون شرب دخانہ انتھی۔

جو لوگ حقہ نوشی کی حرمت کے قائل ہیں ان کا قول ناقابلِ اعتماد ہے اس واسطے کہ حرمت موقوف ہے اوپر دلیل قطعی کے اور قائلین حرمت نے حرمت پر کوئی دلیل قطعی قائم نہیں کی ہے بلکہ جتنی دلیلیں وہ پیش کرتے ہیں کل کی کل ظنی ہیں اور وہ بھی مخدوش۔ اور جو لوگ اباحت مطلق کے قائل ہیں ان کا قول بھی لائق اعتماد نہیں اس واسطے کہ ان کے دلائل بھی مخدوش ہیں۔ اور جو لوگ اباحت مع الکراہت کے قائل ہیں ان کا قول البتہ قابلِ اعتماد ہے یہ گفتگو حقہ نوشی میں ہے۔ رہا تمباکو کا کھانا اور استعمال کرنا اس کا ناک میں سو کوئی دلیل معتبر اس کی کراہت پر قائم نہیں ہے اور تمباکو ایک پاک چیز ہے اور اس کا دھواں بھی پاک ہے پس اس کے پانی کے ناپاک ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور دھوئیں کی وجہ سے پانی جو متغیر ہو جاتا ہے سو اس سے وہ پانی ناپاک نہیں ہو سکتا کیوں کہ نجاست کی وجہ سے پانی میں جب تغیر ہوتا ہے تب پانی ناپاک ہوتا ہے اور کسی پاک چیز کی وجہ سے تغیر ہو تو ناپاک نہیں ہوتا۔ ہمارے اتنے بیان سے معلوم ہوا کہ زید کا قول غلط ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زید کو لازم ہے کہ بلا دلیل کسی چیز کو حرام اور ناپاک کہنے سے احتراز کرے، واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ خلیل الرحمن غفرلہ المنان عفی عنہ

واضح ہو کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے یعنی نہ اس کے کرنے سے ثواب اور نہ اس کے ترک میں عتاب جیسا کہ آیت قرآنی اس امر پر دال ہے قال اللہ تعالیٰ ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا۔ فتح البیان میں تحت اس آیت کے لکھا ہے فیہ دلیل علی ان الاصل فی الاشیاء المخلوقۃ الاباحۃ حتی یقوم دلیل یدل علی النقل عن ھذا الاصل ولا فرق بین الحیوانات وغیرھا مما ینتفع بہ من غیر ضرر وفی التاکید بقولہ جمیعا اقوی دلالۃ علی ھذا انتھی۔ مختصراً اور تفسیر اکلیل میں ہے استدل بہ علی ان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ الا ما ورد الشرع بتحریمہ پس جب معلوم ہوا کہ اصل ہر شے میں اباحت ہے تو اب مسئلہ مسئول عنہا میں دیکھنا چاہیئے کہ آیا یہ از قبیل اباحت ہے یا حرمت تو ہم جس وقت تمباکو اور حقہ کے اوصاف تلاش کرتے ہیں تو کوئی علت حرمت کی نہیں پاتے بناءً علیہ حقہ نوشی و تمباکو کھانا اپنے اصل اباحت پر رہیگا باقی رہا یہ امر کہ اس کے پینے والے کے منہ سے بدبو آتی ہے تو یہ وصف باعث حرمت کا نہیں ہو سکتا اگر یہ وصف باعث حرمت کا ہو تو لہسن و پیاز و مولی و گندنا وغیرہ بھی حرام ہونا چاہیئے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے سے منع نہیں فرمایا ہے بلکہ کھا کر مسجد میں جانے کو منع فرمایا ہے تو یہاں پر بھی حقہ پینا ممنوع نہیں ہوگا بلکہ وہ حقہ پی کر مسجد میں جانا ممنوع ہوگا جس کے پینے سے منہ بدبو کرتا ہے اور بعد دفع کرنے بدبو کے مسواک وغیرہ سے جائز ہوگا اور وہ حقہ جس کے پینے سے منہ بدبو نہیں کرتا جیسا کہ امراء نفیس الطبع و نفاست پسند کا ہوتا ہے، سو ایسا حقہ پی کر مسجد میں جانا ممنوع نہیں ہوگا بالجملہ جس حقے کے پینے سے منہ بدبو کرتا ہے وہ مکروہ تنزیہی ہے اور جو حقہ خوشبودار ہوتا ہے وہ مکروہ تنزیہی بھی نہیں اور جب ثابت ہوا کہ تمباکو حرام نہیں تو پانی حقہ کا کیوں کر ناپاک و پلید ہوگا غایت ما فی الباب بدبودار ہو جائے گا۔ اور پانی بدبودار ہو جانے سے پلید و ناپاک نہیں ہوتا، ہاں اگر نجاست کی وجہ سے بدبو ہو جائے تو البتہ ناپاک ہوگا۔ ھذا ما ظھر لی واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ السید محمد عبد الحفیظ غفرلہ ولوالدیہ

ھو الموفق:۔ حقہ نوشی ایک مضر چیز ہے اور اس کا ضرر ظاہر ہے۔ جو شخص حقہ کا عادی نہ ہو وہ پانچ چھ کش اچھی طرح کھینچ کر دیکھ لے دماغ چکر کھانے لگتا ہے آسمان زمین اور ساری چیزیں گھومتی نظر آنے لگتی ہیں، نفسانی اور جسمانی قویٰ اور افعال میں فتور و خلل پیدا ہو جاتا ہے اس حالت میں حقہ کش بجز اس کے کہ اپنے سر کو تھام کر چپ بیٹھ جائے یا زمین پر پڑ جائے کوئی اور کام کرنے کے قابل نہیں رہتا اور یہی حالت تمباکو کھانے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بھی ہوتی ہے پس ایسی مضر چیز کو شریعت کب جائز رکھ سکتی ہے۔ اور حقہ کشی اور تمباکو خوری کی عادت ہو جانے سے اس کا اصلی ضرر اور اس کا اثر مرتفع نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کا ضرر محسوس نہیں ہوتا ہے، دیکھو جو لوگ افیون کی زیادہ مقدار کھانے کے عادی ہو جاتے ہیں ان کو افیون کا ضرر محسوس نہیں مگر کیا افیون کا جو ضرر ہے وہ ان سے مرتفع ہو جاتا ہے۔ ہم نے مانا کہ تمباکو جیسی مضر چیز کی عادت کر لینے سے اس کا ضرر مرتفع ہو جاتا ہے لیکن شریعت نے اس کی کہاں اجازت دی ہے کہ ایسی مضر چیز کو استعمال کر کے اس کے عادی ہو اور اپنے تئیں اس کا ایسا محتاج بنا کر رکھو کہ بغیر اس کے راحت اور چین میں خلل واقع ہو وقت پر نہ ملنے سے پیٹ پھول جائے پائخانہ نہ آئے، کسل و کاہلی اور بدمزگی پیدا ہو، علاوہ بریں حقہ پینے میں بجز اس کے منہ سے بدبو آئے اور کچھ مال اور وقت ضائع ہو اور کیا دھرا ہے پس تمام مسلمانوں کو بالخصوص اہلحدیث و متبعین سنت کو حقہ پینے اور تمباکو کھانے سے احتراز واجتناب چاہیئے۔ اسی طرح ناک میں تمباکو بھرنے کی عادت ڈالنے سے بھی بچنا چاہیئے اگرچہ ناک میں تمباکو استعمال کرنے سے وہ ضرر نہیں ہوتا جو اس کے کھانے اور پینے سے ہوتا ہے مگر اسکی بھی عادت ڈالنی اچھی بات نہیں۔ اور یہ مسئلہ کہ ہر شے میں اصل اباحت ہے علی الاطلاق نہیں ہے بلکہ ان اشیاء میں اصل اباحت ہے جو مضر نہیں ہیں اور جو اشیاء مضر ہیں ان میں اصل اباحت نہیں ہے۔ فتح البیان کی عبارت منقولہ میں لفظ "من غیر ضرر" اس مدعی پر صاف دلالت کرتا ہے اور معلوم ہوا کہ تمباکو ایک مضر شے ہے، پس تمباکو اس مسئلہ میں داخل ہو کر مباح نہیں ہو سکتا۔ ہذا ما عندی واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ محمد عبدالرحمٰن المبارکفوری عفا اللہ عنہ

سید نذیر حسین (فتاویٰ نذیریہ جلد ثانی صہ ۵۰۲ تا ۵۰۵)

تشریح:۔ اضرار حقہ اور تمباکو جو اطباء اور ڈاکٹروں نے بیان فرمائے ہیں وہ علمائے ماہرین پر مخفی نہیں۔ اس لئے بھی اہل حدیث اور متبع سنت کے لئے حقہ نوشی لائق نہیں۔

علی محمد سعیدی

جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

نوٹ:۔ مزید تحقیق کے لئے ماہانہ ہمدرد صحت کراچی شمارہ ۸ جلد ۳۹ اگست ۱۹۷۱ء کا مطالعہ فرمادیں (دفانی)

سوال:۔ مردہ گھوڑی کی کھال اتار کر مسجد کا نقارہ بنانے کے کام آسکتی ہے یا نہیں؟ (خوشی محمد گوٹھ محمد صادق سندھ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب:۔ کھال کو رنگ دے کر استعمال کر سکتے ہیں۔ (اہلحدیث سوہدرہ جلد ۱۵ شمارہ نمبر ۲)

(مولانا) عبد المجید سوہدری (متوفی ۱۳۷۹ھ مطابق ۶ نومبر ۱۹۶۲ء)

الجواب صحیح۔ علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ شراب یعنی خمر کپڑے پر لگ جائے، بغیر دھوئے نماز جائز ہے یا نہیں۔ شراب پاک ہے یا ناپاک؟ (خریدار الاعتصام)

الجواب:۔ خمر کی نجاست میں اگرچہ اختلاف ہے مگر احتیاط اسی میں ہے کہ جس کپڑے کو لگ جائے، وہ کپڑا دھو لیا جائے۔ از حضرت العلام مولانا حافظ محمد صاحب (الاعتصام جلد نمبر ۲ شمارہ ۳)

الجواب صحیح۔ علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ اگر کوئی مسلمان حقہ پی رہا ہو تو دوسرا مسلمان اس کے جھوٹے حقے کو پی سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ سرے سے حقہ پینا شرعاً جائز نہیں ہے، لیکن مسلمان کا جوٹھا کھانا پینا درست ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ سؤر المؤمن طاهر مومن کا جوٹھا پاک ہے۔ عبد السلام بستوی دہلوی

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال (الاعتصام جلد ۱۹ شمارہ نمبر ۴)

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے اہلحدیث اس مسئلہ میں کہ منی پاک ہے یا ناپاک؟ بینوا توجروا

الجواب:۔ منی کے پاک اور ناپاک ہونے کے بارے میں حدیثیں مختلف آئی ہیں بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ منی پاک ہے اور بعض سے ظاہر ہوتا ہے کہ ناپاک ہے اسی وجہ سے اس بارے میں علماء کی رائیں مختلف ہیں۔ امام شافعی اور امام احمد اور اصحاب الحدیث کے نزدیک منی پاک ہے، امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ بہت سے لوگوں کا مذہب ہے کہ منی پاک ہے اور حضرت علی اور سعد بن وقاص اور عبد اللہ بن عمرو اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے کہ منی پاک ہے اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک ناپاک ہے۔ اصحاب الحدیث کے نزدیک منی پاک ہونے کی تصریح حافظ ابن حجر نے فتح الباری صفحہ ۱۶۵ جلد ۱ میں اور نووی نے شرح صحیح مسلم صـ ۱۴۰ میں کی ہے۔ مگر متاخرین اہلحدیث میں علامہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شوکانی کی تحقیق یہ ہے کہ منی ناپاک ہے چنانچہ انہوں نے نیل الاوطار صفحہ ۴۵ جلد ا میں اس مسئلہ کو مع مالہا وما علیہا لکھ کر آخر میں لکھتے ہیں فالصواب ان المنی نجس یجوز تطہیرہ باحد الامور الواردۃ انتھیٰ یعنی صواب یہ ہے کہ منی نجس ہے اس کا پاک کرنا کسی ایک طریقہ سے منجملہ ان طریقوں سے جو احادیث میں وارد ہیں جائز ہے،

جن علماء کے نزدیک منی پاک ہے ان کی دلیل وہ حدیثیں ہیں جن میں منی کے کھرچنے اور چھیلنے کا ذکر ہے وہ کہتے اگر منی ناپاک اور نجس ہوتی تو اس کا صرف کھرچنا وچھیلنا کافی نہ ہوتا بلکہ اس کا دھونا ضروری ہوتا جیسا کہ تمام نجاستوں کا حال ہے اور جن حدیثوں میں منی دھونے کا بیان ہے ان احادیث کو استحباب پر محمول کرتے ہیں اور ان لوگوں کی ایک دلیل ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا منی کے بارے میں جو کپڑے میں لگ جاوے۔ آپ نے فرمایا کہ منی بمنزلہ تھوک اور رینٹ کے ہے کسی خرقہ اور یا اذخر سے اس کا پونچھ ڈالنا کافی ہے۔ رواہ الدارقطنی قال فی المنتقی بعد ذکرہ رواہ الدارقطنی وقال لم یرفعہ غیر اسحاق الازرق عن شریک قلت وھذا لا یضر لان اسحٰق امام مخرج عنہ فی الصحیحین فیقبل رفعہ وزیادتہ انتھی۔ اور ان لوگوں کی ایک دلیل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کپڑے سے منی کو اذخر کی جڑ سے پونچھتے تھے پھر اس میں نماز پڑھتے تھے اور جبکہ خشک ہوتی تو کپڑے سے کھرچتے تھے پھر اس میں نماز پڑھتے تھے۔ اخرجہ احمد فی مسندہ وذکرہ فی المنتقی۔

اور جو علماء منی کو ناپاک کہتے ہیں ان کی دلیل وہ حدیثیں ہیں جن میں منی کے دھونے کا ذکر ہے وہ کہتے ہیں کہ منی اگر پاک ہوتی تو اس کے دھونے کی ضرورت کیا تھی جو چیز نجس وناپاک ہوتی ہے وہی دھوئی جاتی ہے اور ان لوگوں کی ایک دلیل عمار کی یہ مرفوع روایت ہے کہ نہ دھویا جائے کپڑا مگر پائخانہ اور پیشاب اور مذی اور منی اور خون اور قے سے، مگر یہ روایت ضعیف ہے دیکھو نیل الاوطار صفحہ ۴۵ جلد ا۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ منی کے دھونے اور کھرچنے کی حدیثوں میں تعارض نہیں ہے کیوں کہ جو لوگ منی کے پاک ہونے کے قائل ہیں ان کے قول پر ان احادیث میں تطبیق وتوفیق واضح ہے بایں طور کہ دھونے کو استحباب پر محمول کریں تنظیف کے لئے نہ وجوب پر اور یہ طریقہ شافعہ اور احمد اور اہل حدیث کا ہے اور جو لوگ منی کی نجاست کے قائل ہیں ان کے قول پر بھی ان احادیث میں تطبیق ممکن ہے بایں طور کہ دھونے کو تر منی پر محمول کریں اور کھرچنے کو خشک پر اور یہ طریقہ حنفیہ کا ہے بایں طور ابن حجر لکھتے ہیں کہ پہلا طریقہ ارجح ہے کیوں کہ اس میں حدیث اور قیاس دونوں پر عمل ہوتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اس واسطے کہ منی اگر نجس ہوتی تو قیاس یہ تھا کہ اس کا دھونا واجب ہوتا۔ اور اس کا صرف کھرچنا کافی نہ ہوتا جیسے خون وغیرہ اور دوسرے طریقہ کو حضرت عائشہ کی یہ روایت رد کرتی ہے کہ "وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے سے منی کو اذخر کی جڑ سے دور کرتی تھیں پھر آپ اس میں نماز پڑھتے تھے اور جبکہ منی خشک ہوتی تو آپ کے کپڑے سے کھرچتی تھیں پھر آپ اس میں نماز پڑھتے تھے" اس واسطے کہ یہ روایت متضمن ہے ترک غسل پر منی کے تر ہونے کی حالت میں بھی اور خشک ہونے کی حالت میں بھی۔ عبارۃ الفتح ھکذا ولیس بین حدیث الغسل وحدیث الفرك تعارض لان الجمع بینھما واضح علی القول بطھارۃ المنی بان یحمل علی الاستحباب للتنظیف لا علی الوجوب وھذہ طریقۃ الشافعی واحمد واصحاب الحدیث وکذا الجمع ممکن علی القول بنجاستہ بان یحمل الغسل علی ماکان رطبا والفرك علی ماکان یابسا وھذہ طریقۃ الحنفیۃ والطریقۃ الاولی ارجح لان فیھا العمل بالخبر والقیاس معا لانہ لو کان نجسا لکان القیاس وجوب غسلہ دون الاکتفاء بفرکہ کالدم وغیرہ وھم لا یکتفون فیما لا یعفی عنہ الدم بالفرك ویرد الطریقۃ الثانیۃ ایضاً مافی روایۃ ابن خزیمۃ من طریق اخری عن عائشۃ کانت تسلت المنی من ثوبہ بعرق الاذخر ثم یصلی فیہ وتحکہ من ثوبہ یابسا ثم یصلی فیہ فانہ یتضمن ترك الغسل فی الحالتین انتھت عبارۃ الفتح۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم کتبہ محمد عبدالرحمٰن المبارکپوری عفا اللہ عنہ سید محمد نذیر حسین (فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص ۱۹۷)

تشریح فائدہ سے مراد قبل دباغت استعمال کرنا ہے جو جائز نہیں۔

علی محمد سعیدی
جامعہ سعیدیہ خانیوال

سوال :۔ مردار کا چمڑا گیلا خریدنا اور فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب :۔ مردار کے چمڑے کی خرید و فروخت دباغت دے لگنے سے پہلے جائز ہے، بعض سلف سے ایسا ہی منقول ہے لیکن اس سے فائدہ اٹھانا میرے ناقص علم میں جائز نہیں ہے۔ اللہ اعلم

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال (فتاویٰ ثنائیہ جلد دوم ص ۱۹۲، ۱۹۳)

سوال :۔ پانی ناپاک کس طرح ہوتا ہے اور اس کے پاک کرنے کا کیا حکم ہے کیا ابتدائے اسلام میں تا خلافتِ راشدہ ۳۰ سال تک آب نوشی کے چاہات نہ تھے اگر تھے تو ان میں کوئی چیز مثلاً چوہا، چڑیا یا بلی کتا گرتا تو کس طرح پاک کرتے تھے اور اگر کوئی میلا کپڑا گرتا تھا تو کسطرح پاک کرتے تھے (شجاع الدین)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب :۔ پانی جتنا بھی ہو پاک ہے جب تک اسمیں کوئی ناپاک چیز اتنی نہ گرے جس سے اس کی بو یا مزہ یا رنگ بدل جائے، زمانہ نبوت میں پانی کے کنویں تھے مگر ایسے جانور گرنے سے ناپاک نہ سمجھے جاتے تھے یہ رائے پچھلوں کی ہے۔ وہاں وہی قانون تھا جو مذکور ہوا۔

تشریح سوال چہ فرمانید علمائے دین دریں مسئلہ کہ اگر سگ درچاہ افتادہ چہ حکم است بینوا (یعنی جس کنویں میں کتا گر جائے اس کے لئے کیا حکم ہے۔)

الجواب :۔ حکم چاہ مذکورہ آنست کہ اگر آب آں چاہ از افتادن سگ متغیر نہ شدہ است بلکہ بر حال خود است آں چاہ طاہر است واگر بو یا مزہ یا رنگ متغیرہ شدہ است نجس است عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الماء طهور لا ينجسه شئ اخرجه الثلاثة وصححه احمد كذا في بلوغ المرام وفيه ايضا عن ابي امامة الباهلي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الماء لا ينجسه شئ الا ما غلب ريحه وطعمه ولونه اخرجه ابن ماجة وضعفه ابو حاتم وللبيهقي الماء طهور الا ان تغير ريحه اوطعمه اولونه بنجاسة تحدث فيه انتهى

الخ الراقم ابو محمد عبد الحق اعظم گڑھی عفی عنہ سید محمد نذیر حسین (فتاویٰ نذیریہ جلد اول صــ۲)

خلاصہ اس کا یہ ہے کہ کنواں وغیرہ محض کتا گرنے سے ناپاک نہیں ہو سکتا جب تک اس کا بو یا مزہ یا رنگ تبدیل نہ ہو۔ احادیث سے یہی چیز ثابت ہے اور اسی پر علمائے اسلام کا اجماع ہے سبل السلام میں ہے اجمع العلماء على ان الماء القليل والكثير اذا وقعت فيه نجاسة فغيرت له طعما اولونا اوريحا فهو نجس فالاجماع هو الدليل على النجاسة ما تغير احد اوصافه لا هذه الزيادة انتهى عبد اللہ بن عمر کی روایت میں اتنی تفصیل اور آتی ہے اذا كان الماء قلتين لم يحمل الخبث وفي لفظ لم ينجس اخرجه الاربعة وصححه ابن خزيمة یعنی جب پانی دو قلہ ہو تو جب تک اس کا رنگ یا مزہ یا بو نہ بدلے ناپاک نہیں ہوتا۔ دو قلوں کا اندازہ عرب کی جیسی بڑی بڑی مشکوں سے ۱۰۔۱۲ مشک پانی کا ہے، مزید تفصیلات کے لئے حوالہ مذکورہ ملاحظہ ہو۔ محمد داود راز

الجواب صحیح ۔ علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صــ۳۸۴، ۳۸۵)

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قصبہ کلاس والا میں گندی نالیاں جوہڑوں میں گرتی ہیں، یعنی جوہر چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں۔ اور ان کا پانی جلدی بگڑ جاتا ہے اور بڑے جوہڑ کا پانی جلد نہیں بگڑتا۔ مگر نجاست بدرو کے ذریعہ اس میں ہر وقت پہنچتی رہتی ہے اور اس جوہڑ میں دھوبی کپڑے دھوتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہتے ہیں۔ اور وہی کپڑے تمام لوگ نمازی و غیر نمازی استعمال کرتے ہیں۔ اس کے متعلق وضاحت فرمائیں کہ شریعت مطہرہ کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت سے سوال کیا گیا کہ بضاعتہ کنویں کا پانی آپ کے استعمال کے لئے لایا جاتا ہے کیا ہم اس سے وضو کرسکتے ہیں۔ حالانکہ اس میں گندگی پڑجاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانی طہور ہے، یعنی پاک کرنے والا ہے۔ اس کو کوئی شے پلید نہیں کرتی، یعنی جب اس میں پلیدی کا اثر ظاہر نہ ہو۔ تو وہ پانی پاک ہے۔

آپ نے جس جوہڑ کا ذکر کیا ہے اگر اس میں پلیدی کا اثر رنگ و بو، مزے کی صورت میں ظاہر ہوجائے تو قابلِ استعمال نہیں، ورنہ قابلِ استعمال ہے۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم الاعتصام جلد ۲۰ ش ۷

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ حرام جانوروں کی چربی کا استعمال خواہ وہ کسی نوعیت کا ہو؟ شرع محمدی میں اس کے استعمال کے متعلق کیا حکم ہے۔ (۲) حلال مردہ جانوروں کی چربی۔

الجواب:۔ حرام جانور یا مردار کی چربی کا کھانا حرام ہے اور باقی جلانے یا کشتیوں وغیرہ میں ملنے کے متعلق اختلاف ہے بعض جائز سمجھتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ حدیث میں ہے کہ لوگوں نے سوال کیا کہ مردار کی چربی جو جلانے میں کام آتی ہے اور دوسری جگہ بصورت مالش استعمال کرتے تھے کشتیوں وغیرہ کو ملتے ہیں کیا اس کی بیع جائز ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، اس حدیث میں بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صرف بیع منع ہے، اور بعض کہتے ہیں نہی کا دونوں سے تعلق ہے بیع سے بھی اور استعمال سے بھی۔

۲۔ حلال جانور کو ذبح کرنے کے بعد تو بالاتفاق کھائی جاسکتی ہے۔ اگر جانور مرجائے تو اس کی چربی کھائی نہیں جاسکتی نہ اس کی بیع جائز ہے استعمال میں اختلاف ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ استعمال جائز ہے۔ (الاعتصام جلد ۲۰ شمارہ ۴۸)

الجواب صحیح۔ علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ محترم مولانا حافظ عبدالقادر صاحب روپڑی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گذارش ہے کہ حسب ضرورت مسئلہ کی شدید ضرورت ہے۔

سوال :۔ حلال جانور مرجائے تو کیا اُس مردار کی چربی صابن وغیرہ میں استعمال کرنی جائز ہے؟ اور ایسے صابن سے کپڑے پاک ہو جائیں گے؟ (ملک نذر حسین مراکیوال ضلع سیالکوٹ)

(نوٹ، اس بارہ میں حضرت العلامؒ کا مطبوعہ فتویٰ درج ذیل ہے۔ (حافظ عبدالقادر روپڑی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم **الجواب بعون الوہاب** حدیث میں ہے۔ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰی مَوْلَاةٍ لِمَيْمُوْنَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهٖ فَقَالُوْا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا۔ متفق علیہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے میمونہ رضی اللہ عنہا کی لونڈی کو کسی نے ایک بکری صدقے میں دی۔ وہ مرگئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پڑا ہوا دیکھا تو فرمایا: تم نے اس کی کھال کیوں نہ لی؟ دباغت کر کے کام میں لاتے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ وہ مردار تھی۔" آپ نے فرمایا: مُردار کا کھانا حرام ہے۔" (اس حدیث میں صاف تصریح ہے کہ مُردار کا کھانا حرام ہے اس سے انتفاع حرام نہیں۔ "انما" کلمہ حصر ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ مُردار کا صرف کھانا ہی حرام ہے اس سے دوسرا ہر قسم کا انتفاع درست ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اعطیت جوامع الکلم یعنی خدا نے مجھے جامع کلمات دیئے ہیں۔ اِس بنا پر آپؐ نے ایک لفظ میں کھانے کی حرمت بھی بیان کر دی اور دیگر صورتوں میں اِستعمال کی اجازت بھی دے دی، الگ لفظ بولنے کی ضرورت نہ رہی۔

رہی یہ بات کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چمڑے کی بابت فرمایا ہے کہ تم نے اس کا چمڑا کیوں نہ اُتار لیا اور چربی وغیرہ کے بابت کچھ نہیں فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اصُول کا مسئلہ ہے کہ "وقائع الاعیان لا یحتج بھا علی العموم (نیل الاوطار جلد ۳ باب انعقاد الجمعہ بارد العین ص۱۰) یعنی خاص واقعہ سے عام استدلال صحیح نہیں، کیوں کہ خاص واقعہ میں کئی طرح کے احتمال ہوتے ہیں اور جہاں احتمال ہو وہاں استدلال صحیح نہیں ہوتا، اسی لئے مشہور ہے۔ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

اور یہاں اسی طرح ہے کیوں کہ چربی تو موٹے تازے حیوان پر ہوتی ہے، خدا جانے وہ بکری بیچاری کس حالت میں مری ہوگی، اس لئے احتمال ہے کہ چربی کے نہ ہونے کی وجہ سے آپؐ نے چربی کا ذکر نہ کیا ہو یا چربی ہو، لیکن چمڑہ چوں کہ بے فائدے کی شے ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی پر اکتفا کی، خاص کر معمولی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چربی کے لئے مُردار کی اتنی چیر پھاڑ کون کرتا ہے، چوہڑے چمار بھی نہیں کرتے، مسلمان کیا کریگا؛ ہاں چمڑا بڑے فائدہ کی شئے ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کیطرف توجہ دلائی اور بکری کے مُردار ہونے پر شبہ پر ایسا لفظ بول دیا جس سے اس بات کی اجازت نکل آئی کہ اگر ماکول اللحم مُردار کی کسی دوسری شے کی بھی کسی وقت ضرورت ہو تو کھانے کے علاوہ کسی اور صورت سے فائدہ اٹھالیا جائے۔

اور بہت سے علماء اس طرف گئے ہیں کہ مُردار کے بال، ہڈی، ناخن، کھُر یہ سب کچھ پاک ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کا یہی مذہب ہے اور ایک قول امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا بھی یہی ہے اور امام ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ جلد اول ص۳۹ میں فرمایا ہے۔ وھو الصواب (یعنی یہی قول حق ہے) پھر جہاں اور دلائل دیئے ہیں، ایک دلیل "انما حرم اکلھا" بھی دی ہے۔ بلکہ امام احمدؒ سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث میں دباغت کا ذکر سفیان بن عیینہؒ (جو زہریؒ تابعی کے شاگرد ہیں) کی غلطی ہے کیونکہ زہریؒ وغیرہ اس حدیث کی وجہ سے چمڑے سے انتفاع، قبل از دباغت بھی جائز قرار دیتے تھے۔ گویا نجاست کی حالت میں چمڑے کو خواہ پہنو خواہ نیچے بچھاؤ یا کسی اور طرح سے فائدہ اٹھاؤ، یہ سب کچھ ان کے نزدیک درست ہے اور دلیل یہی ہے انما حرم اکلھا ہے۔ رہی یہ بات کہ چمڑہ کے علاوہ مردار کی دیگر اشیاء چربی کی بیع جائز ہے یا نہیں؛ سو حدیث میں ہے عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول عام الفتح وھو بمکۃ ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام فقیل یا رسول اللہ ارأیت شحوم المیتۃ انہ تطلی بھا السفن وتدھن بھا الجلود ویستصبح بھا الناس فقال لا ھو حرام، ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند ذالک قاتل اللہ الیھود ان اللہ لما حرم علیھم شحومھا اجملوہ ثم باعوہ فاکلوا ثمنہ۔ متفق علیہ (بلوغ المرام، کتاب البیوع) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے سال فرماتے سُنا اور آپ مکہ میں تھے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے شراب اور مُردار اور خنزیر اور بتوں کے فروخت کرنے کو حرام کیا ہے، عرض کیا گیا اے رسول خدا، مُردار کی چربی کے متعلق کیونکہ اس سے کشتیاں اور چمڑے چکنے کئے جاتے ہیں۔ اور لوگ اس کو چراغ میں جلاتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: نہیں بلکہ وہ حرام ہے، پھر اسی وقت رسول خدا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود کو قتل کرے اللہ تعالیٰ نے باوجودیکہ اس کو حرام کیا لیکن انہوں نے اس کو پگھلا کر فروخت کرنا اور قیمت کھانی اختیار کی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مُردار کی چربی اور دیگر اشیاء کی بیع حرام ہے نہ کہ انتفاع۔ یعنی چمڑے کے

؎ یاد رہے کہ اس حدیث میں لفظ "ھو حرام" میں ھو کا مرجع بیع ہے، چنانچہ امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار جلد ۵ میں اور علامہ یمنیؒ نے سبل السلام شرح بلوغ المرام میں اس کی تصریح کی ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوا مُردار کی کوئی شے بیچ کر پیسے برتنے دُرست نہیں ویسے فائدہ اُٹھانا درست ہے، حرمتِ بیع سے حرمت انتفاع ثابت نہیں ہوتی مثلاً قربانی عقیقہ وغیرہ کا گوشت کھا سکتے ہیں اور اس کی دیگر اشیاء برت سکتے ہیں، لیکن فروخت کر کے پیسے نہیں برت سکتے، اسی طرح کتے بلی کی خرید و فروخت منع ہے مگر ان سے فائدہ اٹھانا درست ہے۔

پس ماکول اللحم جانور مر جائے تو اس کی چربی کی بیع منع ہے صابن وغیرہ میں استعمال دُرست ہے۔

(حافظ عبداللہ روپڑی امرتسری) (تنظیم اہلحدیث جلد ۱۷ شمارہ ۱۸)

سوال:۔ مٹی اور گوبر ملا کر گھر لیپنا یا اپلوں پر کھانا پکانا جائز ہے یا نہیں؟ کیا آپ کی نگاہ سے ممانعت کی کوئی دلیل گذری ہے؟ (سائل مولوی عمر الدین ضلع ملتان)

الجواب:۔ نہیں۔ اس کے متعلق میری نگاہ سے ممانعت کی دلیل کوئی نہیں گذری، اپلوں سے کھانا پکانے کو بعض لوگ مکروہ سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ماکول اللحم کا بول و براز شرعاً پاک ہے۔ ہمارے شیخ الشیوخ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے چنانچہ "الحیات بعد الممات" کے ص ۲۰۸ میں مرقوم ہے۔

وطہارت بول ابل و پشک آں و سرقین ماکول اللحم نزد امام مالکؒ و احمدؒ و دیگراں از سلف و بیع آں بلانکیر یافتہ شد۔ و نیز نزد ابو موسیٰ اشعری طاہر۔ چنانچہ از صنیع امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مستفاد مے شود۔ و نزد حنفیہ از امام محمدؒ ثابت است۔ چنانچہ از بحر الرائق وغیرہ واضح میشود۔ و بیع سرقین نزد حنفیہ بلانکیر در کتب فقہ مذکور است۔

یعنی اونٹ کا پیشاب اور اس کی مینگنیاں اور ماکول اللحم کا گوبر امام مالکؒ و امام احمد بن حنبلؒ و دیگر سلف مثل صحابی رسول ابو موسیٰ اشعریؓ وغیرہ کے نزدیک پاک ہے اور اس کی بیع بلانکیر جائز و درست ہے، جیسا کہ صحیح بخاری سے مستفاد ہوتا ہے۔ حنفیہ کے امام محمدؒ سے بھی اسی طرح ثابت ہے، جیسا کہ بحر الرائق وغیرہ سے واضح ہوتا ہے۔ اور اپلوں کی خرید و فروخت بھی کتب فقہ حنفیہ میں بلانکیر درست ہے[1]۔

الجواب صحیح۔ علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال (صحیفہ اہلحدیث کراچی جلد ۳۲ ش ۱)

سوال:۔ جن ادویات میں شراب کی آمیزش ہو ان کو بغرضِ دفاع و فلاحِ استقامت استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ بعض میں از حد کم مقدار ہوتی ہے، بعض میں زیادہ، ہر دو طریق میں اسکار (نشہ) نہیں لاتی۔

[1] اہل ہنود کی طرح عقیدہ نہ رکھے کہ ان کے ہاں گائے کے بول براز کے بغیر کوئی چیز پوتر ہوتی نہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب :- جس دوا میں شراب ہو اس کا استعمال جائز نہیں، نہ دوا کے طور پر، نہ غذا کے طور پر، کیونکہ مسلم میں حدیث ہے کہ طارق بن سویدؓ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شراب کی بابت سوال کیا تو آپؐ نے اس کو منع فرمایا۔ اس نے کہا: یا رسول اللہ! میں صرف دوا کے لئے بناتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا وہ دوا نہیں داء (بیماری) ہے۔ (مشکوٰۃ باب الخمر و وعید شاربہا فصل اول ص ۳۰۹) (تنظیم اہلحدیث جلد ۲۲ ش ۶)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال :- مٹی، تانبے، پیتل وغیرہ کے برتن کو پاخانہ پیشاب لگ جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ کیا دھونے مانجنے سے برتن پاک ہو جاتا ہے اگر نیچے نجاست لگ جائے تو کیا حکم ہے اور درمیان لگ جائے تو کیا حکم ہے؟

الجواب بعون الوهاب :- تانبے، پیتل وغیرہ کا برتن دھونے مانجنے سے پاک ہو جاتا ہے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے صرف مٹی کے برتن میں بعض شبہ کرتے ہیں۔ "جب شراب کی حرمت نازل ہوئی، تو شراب کے مٹکے توڑے گئے" اس سے بعض کا خیال ہے کہ کچے برتن کو نجاست لگ جائے تو پھوڑ دیا جائے، کیونکہ شراب کی طرح پلیدی بھی اندر سرایت کر جاتی ہے۔

مگر یہ خیال غلط ہے اس لئے کہ شراب کے مشکوں کا پھوڑنا ایسا ہی ہے جیسے شراب کا سرکہ بنانے کی اجازت نہیں دی گئی، بلکہ بہا دی گئی۔ یعنی اس سے مقصود شراب کی شدت حرمت کا اظہار تھا۔ رہا پلیدی کی سرایت کا شبہ تو اس کا جواب یہ ہے کہ دھو کر اچھی طرح دھوپ میں خشک کر لیا جائے تو اس کا اثر زائل ہو جاتا ہے، اس کے علاوہ ایسے مواقع پر شریعت میں تنگی نہیں۔ جیسے کپڑے سے حیض وغیرہ کا داغ نہ اترے تو معاف ہے۔ چنانچہ کتب حدیث میں موجود ہے۔ اسی طرح بدن میں مسامات کے رستے پلیدی سرایت کر جاتی ہے مگر شریعت نے صرف دھونے سے طہارت کا حکم لگایا ہے۔ زمین نجس ہو جائے تو اس پر صرف پانی بہا دینا کافی ہی ہے، اکھاڑنے کا حکم نہیں۔ پس مٹی کے برتن میں تنگی نہ ہونی چاہیئے۔ (عبداللہ امرتسری روپڑی) تنظیم اہلحدیث جلد ۲۳ ش ۹

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال :- چمچہ کو اگر کتا چاٹ جائے تو کیا وہ پاک ہو سکتا ہے؟ مٹی اور دوسرے برتنوں کے پاک کرنے کا کیا ہوتا ہے؟ (محمد عزیز پوٹھہ شیر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب :۔ پاک ہو سکتا ہے ایک دفعہ مٹی لگا کر پھر سات دفعہ دھو لیا جائے، جیسا کہ حدیث میں ہے۔ خواہ مٹی کا برتن ہو یا کسی اور دھات کا۔ (حضرت العلام) حافظ محمد صاحب مدظلہٗ العالی (الاعتصام ج ۲۰ ش ۳)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال :۔ کیا انسانی منی پاک ہے؟ اگر ناپاک ہے تو بتایئے کہ جس منی سے انبیاء علیہم السلام کی پیدائش ہوئی کیا وہ منی ناپاک تھی؟ دلیل سے واضح کیجئے۔ (محمد ظفر اقبال۔ گل گشت کالونی ملتان)

الجواب :۔ انسان کی منی پاک ناپاک ہونے کی بحث منتقیٰ مع نیل الاوطار میں ملاحظہ کریں۔ اس میں سخت اختلاف کیا ہے۔ رہا یہ سوال کہ انبیاء اس سے کس طرح پیدا ہوئے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ "تغیر" سے چیز پاک ہو جاتی ہے۔ جیسے زمین کھاد، سبزی بن کر پاک ہو جاتی ہے۔ یہ جواب ان کی طرف سے ہے جو منی کو ناپاک کہتے ہیں۔ اور جو لوگ پاک کہتے ہیں ان پر کوئی اعتراض نہیں۔ "تنظیم اہلحدیث لاہور جلد ۱۶ شمارہ ۳۷"

تشریح :۔ پیشاب، پاخانہ اور منی جب تک اپنے مقام سے خارج نہ ہوں پلید نہیں ہیں۔ جس منی سے انسان کی پیدائش ہوتی ہے وہ خارج کے حکم میں نہیں، اپنے مقام سے خارج ہونے کے بعد پلید ہیں۔ تطہیر کی مختلف صورتیں حدیث میں مذکور ہیں۔ فافہم وتدبر حررہ علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال ۱۳۹۱ھ

سوال :۔ حقہ کا پانی پاک ہے یا ناپاک؟ کپڑے لگ جانے سے نماز ہو گی یا نہیں؟ بشیر الدین

الجواب :۔ اگر اوصاف ثلاثہ بوجہ نجاست کے متغیر ہو گئے ہوں تو ناپاک ہے، ناپاک کپڑے میں نماز نہیں ہوتی۔ (مفتی) ابو محمد عبدالستار غفرلہٗ الغفار المہاجری (فتاویٰ ستاریہ جلد ۱ ص ۸۱)

تشریح :۔ پانی حقہ پلید ہونے پر کوئی دلیل نہیں پانی بند رہنے کی وجہ سے اوصاف ثلاثہ متغیر ہوتے ہیں۔ نہ کہ نجاست کی وجہ سے جیسا کہ کنوئیں سے پانی نہ کھینچنے سے اوراق شجر گرنے کی وجہ سے پانی بدبودار ہوتا ہے۔ تو استعمال کو دل نہیں چاہتا ایسا ہی یہ ہے۔ فافہم وتدبر علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَابُ قَضَاءِ الْحَاجَتِ

مسائلِ قضاءِ حاجت ۱۔ قضاء حاجت کے لئے لوگوں کی نظروں سے دور ہونا چاہیئے ۲۔ مندرجہ ذیل جگہوں میں قضاء حاجت کے لئے بیٹھنا منع ہے ۔ لوگوں کے راستہ میں ۔ عام استعمال کے سایہ میں ، ۔ پانی کے گھاٹ پر ۔ پھلدار درخت کے نیچے ۔ بل (سوراخ) میں کیوں کہ وہاں جنات اور زہریلی چیزیں رہتی ہیں ۔ جو انسان کے لئے باعثِ تکلیف بنتی ہیں ۔ غسل خانہ اور حمام میں (کیوں کہ باعثِ وسواس ہے) پیشاب کرنا منع ہے ۔ کھڑے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے ۳۔ قضاء حاجت کے وقت ایک دوسرے کے قریب ہو کر بیٹھنا اور باتیں کرنا خدا تعالیٰ کے غصے اور غضب کا باعث ہے ۔ ۴۔ پیشاب کے لئے نرم جگہ تلاش کرنی چاہیئے تاکہ پیشاب کی چھینٹوں سے محفوظ رہا جا سکے ، پیشاب کی چھینٹوں سے پرہیز نہ کرنا کبیرہ گناہ اور عذاب قبر کا سبب ہے ۔ ۵ پیشاب بیٹھ کر کرنا چاہیئے عذر اور ضرورت کے سوا کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منع ہے ایک تو خلافِ سنت ہے اور دوسرے پیشاب کی چھینٹوں سے ملوث ہونے کا خطرہ ہے ، ہاں اگر کوئی معقول عذر ہو اور پیشاب کی چھینٹوں کا خطرہ نہ ہو تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بھی جائز ہے ۶۔ قضاء حاجت سے پہلے مندرجہ ذیل دعا کا پڑھنا سنت ہے ۔ بِسْمِ اللهِ ۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ۔ شروع اللہ کے نام سے ، اے اللہ تحقیق میں پناہ پکڑتا ہوں ساتھ تیرے خبیث جنوں اور جنیوں سے ۔ ۷ ۔ قضاء حاجت کے وقت زمین کے قریب ہو کر کپڑا اٹھانا چاہیئے ۸ ۔ پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا یا پیٹھ کرنا منع ہے ۔ بیت الخلا میں بوقتِ ضرورت جائز ہے ۔ ۹ ۔ قضاء حاجت کے وقت بائیں پاؤں پر بوجھ دے کر دائیں پاؤں کو کھڑا رکھنا چاہیئے ۔ ۱۰ ۔ قضاء حاجت کی حالت میں دائیں ہاتھ سے شرم گاہ کو چھونا یا استنجا کرنا منع ہے ۱۱ ۔ پیشاب سے فارغ ہو کر پیشاب گاہ کو تین دفعہ نچوڑنا چاہیئے تاکہ پیشاب کا قطرہ خارج ہو جائے ۱۲ ۔ ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنا منع ہے ۱۳ ۔ قضاء حاجت کے بعد تین یا پانچ ڈھیلے استعمال کرنا سنت ہے ۱۴ ۔ ڈھیلے استعمال کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا خدا تعالیٰ کو بہت محبوب ہے ۱۵ ۔ استنجا کے بعد مٹی سے بائیں ہاتھ کو صاف کر کے دھونا چاہیئے ۱۶ ۔ قضاء حاجت سے فارغ ہو کر مندرجہ ذیل دعا کا پڑھنا سنت ہے ۔ غُفْرَانَكَ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ ۔ اے اللہ میں اس وقت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکرِ الٰہی سے کوتاہی کرنے کی معافی مانگتا ہوں، سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو لے گیا مجھ سے تکلیف کو اور دی اُس نے مجھے تندرستی۔ (ماخذ مشکوٰۃ شریف، بلوغ المرام) علی محمد سعیدی

سوال:۔ بلا عذر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ (سائل نور محمد ولد خدا بخش جی جودھپور)

الجواب:۔ اگر پیشاب کی چھینٹوں سے بچتے ہوئے کھڑے ہو کر پیشاب کیا جائے تو جائز ہے، حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کھڑے ہو کر پیشاب کیا ہے اکثر محدثین اس کے قائل ہیں ملاحظہ ہو ترمذی شریف و دیگر کتب شروح حدیث۔ حضرت العلام مولانا محمد یونس صاحب دہلوی

الجواب صحیح۔ علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال (اہلحدیث گزٹ دہلی جلد ۸ شمارہ ۲۱)

سوال:۔ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی ممانعت میں حدیث پیش کریں؟ (خریدار الاعتصام)

الجواب:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا عمر لا تبل قائماً۔ (رواہ ترمذی) اے عمر کھڑے ہو کر پیشاب نہ کر، یہ حدیث ضعیف ہے، اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ کھڑے ہو کر پیشاب کیا تھا جیسا کہ بخاری وغیرہ میں ہے، مگر آپ کی یہ عام عادت نہ تھی، بلکہ مائی عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ جو شخص یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پیشاب کرتے تھے، اس کی بات نہ مانو، آپ صرف بیٹھ کر پیشاب کرتے تھے۔ (احمد، ترمذی) حضرت العلام حافظ محمد صاحب (الاعتصام جلد ۲ شمارہ ۳۰)

تشریح:۔ حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ ضعیف ہے لیکن فعلی حدیث قولی حدیث کی مؤید ہے لہٰذا حدیث حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنداً ضعیف ہے اور معنیً صحیح ہے۔ فافہم وتدبر

الراقم علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان ۷۲-۱-۲ مورخہ

سوال:۔ پیشاب کرنے کے بعد پانی اور مٹی سے طہارت کرنا فرداً فرداً کفایت کرتا ہے یا مٹی استعمال کرنے کے بعد پانی سے طہارت کرنی اسی طرح پانی کے بعد مٹی استعمال کرنی ضروری ہے؟

الجواب۔ فرداً فرداً بھی کافی ہے۔ مٹی کے بعد پانی کا استعمال تو آیا ہے مگر پانی کے بعد مٹی کا ثبوت نہیں

الجواب صحیح علی محمد سعیدی خانیوال (فتاویٰ ثنائیہ جلد اول صہ ۶۰۲)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال :۔ اگر کسی شخص کو سلسل البول یا ریاح کا مرض ہو، برابر پیشاب کا تقاطر رہتا ہو یا ہر وقت ریاح خارج ہوتی رہتی ہو۔ ایسی صورت میں وضو کا قائم رہنا مشکل ہے لہٰذا ایسا شخص کس طرح نماز ادا کرے۔

الجواب :۔ ایسے شخص کے متعلق فقہاء نے لکھا ہے کہ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کرے اور اس وقت کی نماز فرض و سنتیں اس وضو سے ادا کرے دوسرے وقت کی نماز اس وضو سے نہیں پڑھ سکتا۔ ہدایہ جلد اوّل

الجواب صحیح۔ علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال (اہلحدیث گزٹ جلد ۸ شمارہ ۴)

سوال :۔ جس آدمی کو جریان ہو قبل پیشاب یا بعد پیشاب منی کے ایک دو قطرے بغیر دفق کے خارج ہو جاتے ہوں، تو اس پر غسل ہے یا صرف استنجا اور وضو سے نماز ہو جائے گی؟ سائل محمد یوسف خاں

الجواب :۔ غسل کی کوئی ضرورت نہیں صرف وضو کر لینا کافی ہے۔ مولانا محمد یونس دہلوی

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال (اہلحدیث گزٹ دہلی جلد ۹ شمارہ ۴)

سوال :۔ کاغذ کے ساتھ استنجا کرنے کا کیا حکم ہے؟ پیشاب اور پاخانے کا اثر اگر کاغذ سے دُور کر دیا جائے تو کیا وہ پانی کے قائم مقام ہو سکتا ہے اور اس طرح نماز پڑھنا درست ہو گا۔؟

الجواب :۔ ہاں کاغذ سے استنجا کرنا اور بول و براز کے محل کو صاف کرنا جائز اور درست ہے اس کے علاوہ ہر جامد اور خشک چیز سے استنجا کرنا درست ہے بشرطیکہ وہ طاہر ہو جیسا کہ پتھر، لکڑی، کپڑا اور مٹی وغیرہ سے استنجا کرنا درست ہے اور بول و براز کا محل اس سے پاک ہو جائے گا۔ البتہ ہڈی اور جانوروں کی لید اور گوبر سے استنجا کرنا درست نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ ان چیزوں سے استنجا کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہ اس مقام کو صاف کر دے جہاں بول و براز کا اثر ہے اور کم از کم بول و براز والی جگہ کو تین دفعہ صاف کرنا ضروری ہو گا۔ اور یہ چیزیں پانی کے قائم مقام ہوں گی۔ جیسا کہ بہت سی روایات میں اس کی تفصیل آتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت سے فارغ ہو تو اسے تین پتھروں سے پاکیزگی حاصل کرنی چاہیئے۔ یعنی تین پتھروں سے استنجا کرنا چاہیئے اور یہ اس کے لئے کافی ہو جائے گا۔ یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور اسے امام احمدؒ، ابوداؤدؒ اور نسائیؒ نے روایت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے اور حافظ دار قطنیؒ نے فرمایا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے۔

خزیمہ بن ثابت انصاری فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استنجا کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تین پتھروں سے استنجا کیا جائے مگر اس میں لید اور گوبر نہ ہو، اسکو امام احمدؒ، ابوداؤد اور ابن ماجہؒ نے روایت کیا ہے حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ہڈی اور گوبر سے استنجا کرنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں ناپاک کرتی ہیں۔ اس حدیث کو امام دار قطنی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اسکی سند صحیح ہے۔ امام مسلمؒ نے اپنی صحیح میں حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ تین پتھروں سے کم میں استنجا کیا جائے اور منع فرمایا کہ گوبر اور ہڈی سے استنجا کیا جائے۔ اس سلسلہ میں بہت سی اور روایات بھی ہیں مگر اختصار کی خاطر انہی روایات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

واللہ اعلم از شیخ عبدالعزیز بن باز مدینہ یونیورسٹی سعودی عرب مترجم مولانا محمد شریف اشرف

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال تنظیم اہلحدیث جلد ۲۳ شمارہ ۶

سوال :۔ اگر کسی کا ایک سالہ لڑکا گود میں پیشاب کر دے اور اس کے پاس کوئی دوسرا کپڑا نہ ہو اور سردی کے موسم میں دھونے سے بیماری کا اندیشہ ہو تو کیا اسی کپڑے میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔

الجواب :۔ پڑھ سکتے ہیں، ایک حدیث کی رو سے تو دودھ پیتے بچے کے پیشاب پر چھینٹے مار دینا بھی جائز ہے اور اسی سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ اہلحدیث سوہدرہ جلد ۳ شمارہ ۱۵

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال :۔ زید اگرچہ پیشاب میں بہت احتیاط کرتا ہے مگر وہ کہتا ہے کہ پھر بھی چھینٹے پڑ جاتے ہیں کیا اس پر اسے مواخذہ ہوگا۔ (علی محمد)

الجواب ۔ احتیاط کرنے سے تو چھینٹے نہیں پڑ سکتے جب دوسرے لوگ بھی احتیاط کرتے ہیں تو ان پر چھینٹے نہیں پڑتے صرف زید پر کیوں پڑتے ہیں اسے اس کے متعلق سبق لینا چاہیئے کیوں کہ اس پر مواخذہ کا خطرہ ہے۔ (اہلحدیث سوہدرہ جلد ۴ شمارہ ۲۴) **تشریح** اِتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ کے مطابق اپنی پوری کوشش کرے گا تو لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کے مطابق مواخذہ نہ ہوگا۔ الراقم علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال :۔ زید کو پیشاب کے بعد قطرہ آجاتا ہے کیا وہ پاجامہ کے نیچے نکر رکھ سکتا ہے اور نماز کے وقت نکر کا اتارنا ضروری ہے یا اس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے ؟ (خریدار ۱۰۱)

الجواب :۔ اگر نماز میں قطرہ آنے کا خطرہ نہ ہو تو نکر اتار دے اور اگر قطرہ وقت بے وقت آتا رہتا ہو تو نکر سمیت نماز ہو جائے گی۔ ہاں علاج جاری رکھئے۔ (اہلحدیث سوہدرہ جلد ۲ شمارہ ۱)

تشریح :۔ ایسے مریض کو وضو کے بعد پانی کے چلو سے پاجامہ اور چادر کے اندر چھینٹے مارنے چاہئیں اس سے مرض میں بھی افاقہ ہوگا اور طہارۃ کے لئے بھی کفایت ہوگی۔ جیسے شیرخوار بچے کے پیشاب میں پانی کے چھینٹوں سے کفایت کی گئی ہے۔ الراقم علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

قضاءِ حاجت کے احکام

:۔ مندرجہ ذیل احادیث کے مطالعہ کے وقت اب سے چودہ سو برس پہلے کے عرب کے حالات اور وہاں کی عادات اور اس دور کے تمدن کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔"

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا اللاعنین قالوا وما اللاعنان یا رسول اللہ قال الذی یتخلی فی طریق الناس او فی ظلھم (مسلم) ترجمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "کہ لعنت کا سبب بننے والی دو باتوں سے بچو، صحابہ نے عرض کیا کہ حضرت وہ دو باتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ایک یہ کہ آدمی لوگوں کے راستہ میں قضاء حاجت کرے اور دوسرے یہ کہ ان کے سایہ میں ایسا کرے۔

راستہ اور سایہ سے بچنا :۔ لوگ جس راستہ پر چلتے ہوں یا سایہ کی جگہ میں آرام کے لئے بیٹھتے ہوں اگر کوئی گنوار آدمی وہاں حاجت کرے گا تو لوگوں کو اس سے اذیت اور تکلیف پہنچے گی، اور وہ اس کو برا بھلا کہیں گے، اور لعنت کریں گے، لہٰذا ایسی باتوں سے بچنا چاہیئے اور سنن ابی داؤد میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اس مضمون کی ایک حدیث مروی ہے، اس میں راستے اور سایے کے علاوہ ایک تیسری جگہ موارد کا بھی ذکر کیا ہے جس سے مراد وہ مقامات ہیں جہاں پانی کا کوئی معقول انتظام ہو اس کی وجہ سے لوگ وہاں آتے جاتے ہوں۔ اصل مقصد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت کا بس یہ ہے کہ اگر گھر سے باہر جنگل وغیرہ میں ضرورت پیش آئے۔ تو ایسی جگہ تلاش کرنی چاہیئے جہاں لوگوں کی آمد و رفت نہ ہو، اور ان کے باعث تکلیف نہ بنے۔

عن جابر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد البراز انطلق حتی لایراہ احد (ابوداؤد)

ترجمہ :۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور تھا کہ جب

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ قضاحاجت کے لئے باہر جانا ہوتا، تو اتنی دور اور ایسی جگہ تشریف لے جاتے۔ کہ کسی کی نظر آپ پر نہ پڑ سکتی۔

قضاحاجت کے لئے دُور جانا:۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت میں شرم وحیا اور شرافت کا جو مادہ ودیعت رکھا ہے اس کا تقاضا ہے کہ انسان اس کی کوشش کرے کہ اپنی اس قسم کی بشری ضرورتیں اس طرح پوری کرے، کہ کوئی آنکھ اس کو نہ دیکھے، اگرچہ اس کے لئے اس کو دُور سے دُور جانے کی تکلیف اٹھانی پڑے یہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تھا اور یہی آپ کی تعلیم تھی۔ عن عبد اللہ بن مغفل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبولن احدکم فی مستحمہ ثم یغتسل فیہ او یتوضا فیہ فان عامۃ الوسواس منہ (ابوداود) ترجمہ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ تم میں سے کوئی ہرگز ایسا نہ کرے کہ اپنے غسل خانے میں پہلے پیشاب کرے پھر اس میں غسل یا وضو کرے کیوں کہ اکثر وسوسے اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔

غسل خانے میں پیشاب کی ممانعت:۔ ایسا کرنا بہت ہی غلط اور بڑی بے تمیزی کی بات ہے کہ آدمی اپنے غسل کرنے کی جگہ میں پہلے پیشاب کرے اور پھر وہیں غسل یا وضو کرے ایسا کرنے کا ایک بُرا نتیجہ یہ ہے کہ اس سے پیشاب کی چھینٹوں کے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ اس آخری جملہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا تعلق اسی صورت سے ہے جب غسل خانہ میں پیشاب کے بعد غسل یا وضو کرنے سے ناپاک جگہ کی چھینٹوں کے اپنے اوپر پڑنے کا خطرہ ہو، ورنہ اگر غسل خانہ کی بناوٹ ایسی ہے، کہ اس میں پیشاب کے لئے الگ جگہ بنی ہوئی ہے، یا اس کا فرش ایسا بنایا گیا ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد پانی بہا دینے سے اس کی پوری طہارت ہو جاتی ہے تو پھر اس کا حکم یہ نہیں۔

عن عبد اللہ بن سرجس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبولن احدکم فی جحر (ابوداود، نسائی)

ترجمہ:۔ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ تم میں سے کوئی کبھی ہرگز کسی سوراخ میں پیشاب نہ کرے۔

سوراخ میں پیشاب کرنا۔ جنگل میں اور اسی گھروں میں جو سوراخ ہوتے ہیں وہ عموماً حشرات الارض کے ہوتے ہیں، اگر کوئی گنوار آدمی یا نادان بچہ کسی سوراخ میں پیشاب کرے، تو ایک تو اس میں رہنے والے حشرات الارض کو بے ضرورت اور بے فائدہ تکلیف ہوگی، دوسرے یہ بھی خطرہ ہے کہ وہ سوراخ سانپ بچھو جیسی کسی زہریلی شے کا ہو اور وہ اچانک نکل کر کاٹ لے، ایسے واقعات بکثرت نقل بھی کئے گئے ہیں۔ بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جو امت کے ہر طبقہ کے لئے اصل مربی اور معلم ہیں) سوراخ میں پیشاب کرنے سے ان ہی وجوہ سے بتاکید منع فرمایا ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ھذہ الحشوش محتضرۃ فاذا اتی احدکم الخلاء فلیقل اعوذ باللہ من الخبث والخبائث۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قضا حاجت کے ان مقامات میں خبیث مخلوق شیاطین وغیرہ رہتے ہیں، پس تم سے کوئی جب بیت الخلاء جائے تو چاہیئے کہ پہلے یہ دُعا کرے، کہ میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں، خبیثوں اور خبیثنیوں سے۔

قضاء حاجت کے وقت دعا پڑھنا:۔ جس طرح ملائکہ کو طہارت و نظافت اور ذکر اللہ سے اور ذکر و عبادت سے خاص مناسبت ہے اور وہیں ان کا جی لگتا ہے، اسی طرح شیاطین جیسی خبیث مخلوقات کو گندگیوں سے اور گندے مقامات سے خاص نسبت ہے اور وہی ان کے مراکز اور دلچسپی کے مقامات ہیں۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو یہ تعلیم دی کہ قضائے حاجت کی مجبوری سے جب کسی کو ان گندے مقامات پر جانا ہو تو پہلے وہاں رہنے والے خبیثوں اور خبیثنیوں سے شر سے اللہ سے پناہ مانگے، اس کے بعد وہاں قدم رکھے، ہم عوام کا یہ ہے کہ نہ ذکر و عبادت کے مقام میں فرشتوں کی آمد اور ان کا نزول محسوس کرتے ہیں اور نہ گندے مقامات پر ہم شیاطین کے وجود کا احساس کرتے ہیں۔ لیکن صادق و مصدوق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے اور اللہ کے بعض بندے اس کے خاص فضل سے ان حقیقتوں کو کبھی کبھی خود بھی اس طرح محسوس کرتے ہیں، اور اس سے ان کے ایمان میں ترقی ہوتی ہے۔

عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج من الخلاء قال غفرانک (ترمذی ابن ماجہ)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دستور تھا۔ کہ جب آپ حاجت سے فارغ ہو کر بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے غفرانک اے اللہ تیری پوری مغفرت کا طالب و سائل ہوں۔

قضا حاجت کے بعد دُعا کا فلسفہ:۔ قضا حاجت سے فارغ ہونے کے بعد آپ کی اس مغفرت طلبی کی متعدد توجیہیں کی گئی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ لطیف اور دل کو لگنے والی توجیہہ اس عاجز کے نزدیک یہ ہے کہ انسان کے پیٹ میں جو گندہ فضلہ ہوتا ہے، وہ ہر انسان کے لئے ایک قسم کے انقباض اور گرانی کا باعث ہوتا ہے، اور اگر وہ وقت پر خارج نہ ہو تو اس سے طرح طرح کی تکلیفیں اور بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں، اور اگر طبعی تقاضے کے مطابق پوری خارج ہو جائے تو آدمی ایک ہلکا پن اور ایک خاص قسم کا انشراح محسوس کرتا ہے، اور اس کا تجربہ ہر انسان کو ہوتا ہے اسی طرح سمجھنا چاہیئے، کہ صحیح احساس رکھنے والے عارفوں کے لئے گناہوں کا بالکل یہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حال گناہوں کا ہے، وہ ہر طبعی انقباض اور دنیا کے ہر اندرونی اور بیرونی بوجھ اور ہر گرانی سے زیادہ گناہوں کے بوجھ اور ان کی گرانی اور اذیت کو محسوس کرتے ہیں، اور گناہوں کے بارے اپنی پیٹھ کے ہلکا ہونے کی فکر ان کو بالکل ویسی ہی صورت ہوتی ہے، جیسی کہ ہم جیسے عام انسانوں کو پیٹ اور آنتوں کے گندے فضلہ کے خارج ہو جانے کی، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس بشری تقاضے سے فارغ ہوتے اور انسانی فطرت کے مطابق طبیعت ہلکی اور منشرح ہوتی تو مذکورہ بالا احساس کے مطابق اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے، کہ جس طرح تو نے اپنے کرم سے اس گندے فضلہ کو میرے جسم سے خارج کر کے میری طبیعت کو ہلکا کر دیا اور مجھے راحت و عافیت عطا فرمائی، اسی طرح میرے گناہوں کی پوری پوری مغفرت فرما کر میری روح کو پاک، صاف اور گناہوں سے بوجھ سے میری پیٹھ کو ہلکا کر دے۔

(قوانین فطرت سوہدرہ جلد ۷ شمارہ ۱۲)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ ایک شخص جب بھی استنجا کرنے کے لئے مسجد کے غسل خانے میں داخل ہوتا ہے۔ تو وہ پیشاب کر دیتا ہے اسے بعض دفعہ منع بھی کیا گیا ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ میں مجبوری کی بنا پر ایسا کرتا ہوں۔ آیا اس کا یہ فعل ٹھیک ہے یا نہیں؟

(سائل عبد الحمید عابد پنڈی گھیپ)

الجواب:۔ غسل خانہ میں پیشاب کرنا اچھا نہیں۔

(الاعتصام لاہور جلد ۱۹ شمارہ ۱۵)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب السواک

فضائل مسواک :۔ اسلام ایک فطری مذہب ہے اس میں ایک ایسی جامعیت پائی جاتی ہے کہ جس میں دین اور دنیا کی تمام بھلائیت سمٹ کر آجاتی ہے ظاہر ہیں اس کے فوائد اور نتائج سمجھنے سے قاصر ہیں لیکن اطبا رقدیم اور جدید اس پر متفق ہیں کہ اکثر امراض دانتوں کی خرابی یا مسوڑھوں کی خرابی کے سبب پیدا ہوتے ہیں جو انسان کو ختم کر دیتے ہیں اسی وجہ سے بعض بیمہ کمپنیوں نے اپنے گاہکوں کے دانتوں کی حفاظت کے لئے معالج اور ڈاکٹروں کو مقرر کر رکھا ہے تاکہ ان کے گاہکوں کی موت دانتوں کی خرابی کی وجہ سے واقع نہ ہو (صحت و ثبات صہ۲۱) دانتوں کی صفائی کا اثر جسمانی صحت پر پڑتا ہے اسی لئے یورپ میں ہر فوجی سپاہی کے دانت صاف کرنیکے برش کا روزانہ معائنہ کیا جاتا ہے جیسا کہ توپ اور بندوق کا (صحت و ثبات صہ۲۱) موجودہ ڈاکٹروں اور حکما نے بھی تسلیم کیا ہے کہ دانتوں کی صفائی امراض پھیپھڑوں کے لئے اکسیر اعظم ہے اس لئے دانتوں کی حفاظت کے لئے کئی قسم کے ٹوتھ پیسٹ یا ٹوتھ پوڈر اور منجن تیار ہو چکے ہیں۔ اسلام نے ایک ایسا بہترین برش تعلیم فرمایا ہے جو کہ ہر جگہ ہر وقت حاصل ہو سکے پھر اس میں خالق المخلوقات نے ایسی تاثیر پیدا کر رکھی ہے جو کہ تمام امراض کے لئے شفا ہے اسی لئے پیشوائے اسلام حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسواک کو بہت دوست رکھتے اس کو کبھی ترک نہ فرماتے جب رات کو نیند سے بیدار ہوتے تو مسواک کرتے جب گھر میں داخل ہوتے تو مسواک کرتے جب وضو کرتے تو مسواک کرتے جب نماز کو کھڑے ہوتے مسواک کرتے پھر وقت وفات حالِ نزع کے بھی مسواک کی، حدیث میں آیا ہے اگر امت پر گراں نہ ہوتا تو میں مسواک کو ان پر فرض قرار دیتا جیسا کہ نماز کے لئے وضو فرض ہے۔

فوائد ۱۔ مسواک کرنے سے منہ کی بدبو اور عفونت دور ہو جاتی ہے ۲۔ مسواک کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے ۳۔ منہ کی صفائی سے فرشتے خوش ہوتے ہیں ۴۔ مسواک کرنے سے شیطان خفا ہوتا ہے۔ ۵۔ مسواک کرنے سے جنت میں درجات بلند ہوتے ہیں ۶۔ مسواک کرنا تمام انبیاء کی سنت ہے ۷۔ مسواک کرنے سے ایمان اور نیکیاں بڑھتی ہیں۔ ۸۔ مسواک سے فصاحت زیادہ ہوتی ہے۔ ۹۔ مسواک کرنے سے معدہ کی اصلاح ہوتی ہے ۱۰۔ بلغم اور کھانسی کو روکتی ہے ۱۱۔ مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے ۱۲۔ آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتی ہے ۱۳۔ موت کے علاوہ ہر مرض کی شفا ہے ۱۴۔ موت کے وقت کلمۂ شہادت یاد دلاتی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے ۱۵. روح کے نکلنے کو آسان کرتی ہے ۱۶. مسواک سے نماز پڑھنا ستّر گنا زیادہ ثواب ہے ۱۷. مسواک کرنے سے لڑائی میں کفار پر فتح حاصل ہوتی ہے ۱۸. مسواک کرنے سے فخر و غرور دور ہو جاتا ہے۔

(منبہات، کشف الغمہ، ترمذی شریف، رسائل ملا علی قاری حنفی رح) علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ

احکامِ مسواک

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسواک کرنے کو بہت دوست رکھتے تھے اور کبھی اس کو ترک نہ فرماتے، رات کو جب نیند سے اٹھتے تو مسواک کرتے جب گھر جاتے مسواک کرتے جب وضو کرتے مسواک کرتے جب نماز پڑھتے مسواک کرتے پھر وقت وفات کے حال نزاع میں بھی مسواک کی اور فرماتے تھے لولا ان اشق علی امتی لامرتھم بالسواک عند کل صلوٰۃ رواہ مالک واحمد والشیخان والترمذی والنسائی وابن ماجۃ عن ابی ھریرۃ رواہ احمد ابوداود والنسائی عن زید بن خالد دوسری روایت میں مع کل وضوء آیا ہے تیسری روایت کا لفظ یہ ہے عند کل صلوٰۃ ومع کل وضوء بسواک۔ عباس بن عبد المطلب نے رفعاً کہا ہے لولا ان اشق علی امتی لفرضت علیھم السواک عند کل صلوٰۃ کما فرضت علیھم الوضوء رواہ الحاکم مکحول کا لفظ مرسلاً یوں ہے لامرتھم بالسواک والطیب عند کل صلوٰۃ رواہ سعید بن منصور یعنی اگر امت پر گراں نہ ہوتا تو میں ان کو حکم کرتا کہ وہ ہر نماز کے بعد مسواک کریں اور خوشبو ملیں اور عطر لگائیں اور حدیث عائشہ میں فرمایا ہے السواک مطھرۃ للفم مرضاۃ للرب رواہ احمد والنسائی وابن حبان والحاکم والبیہقی ابن عباس نے مجلاۃ للبصر زیادہ کیا ہے رواہ الطبرانی دوسرا لفظ ان کا رفعاً یہ ہے السواک یطیب الفم ویرضی الرب رواہ الطبرانی واسنادہ حسن رافع بن خدیج رفعاً کہتے ہیں کہ السواک واجب وغسل الجمعۃ واجب رواہ ابونعیم حدیث ابن جزء میں سواک کو فطرت فرمایا ہے رواہ ابونعیم ابوہریرہ کہتے ہیں مسواک مرد کی فصاحت کو زیادہ کر دیتی ہے۔ رواہ العقیلی وابن عدی والخطیب عائشہ کا لفظ یہ ہے السواک شفاء من کل داء الا السام والسام الموت رواہ الدیلمی یعنی مسواک کرنا ہر بیماری کی شفا ہے مگر موت ابن عباس کہتے ہیں حضرت ہم کو ہمیشہ حکم مسواک کرنے کا دیتے یہاں تک کہ ہم ڈرے کہ کہیں اس مقدمہ میں ان پر وحی نہ اتر آئے رواہ احمد حدیث ابو ایوب میں فرمایا ہے کہ چار چیزیں سنن مرسلین سے ہیں۔ حیا و تعطر و نکاح و سواک رواہ احمد والترمذی والبیہقی اور یہ حدیث عائشہ کی کہ صلوٰۃ بسواک افضل من سبعین صلوٰۃ بغیر سواک رواہ ابویعلی والحاکم وغیرھما صحیح نہیں ہے ابن القیم رح نے کہا ہے کہ یہ حدیث نہ صحاح میں ہے نہ کتب سنن میں بیہقی نے کہا اس کی سند قوی نہیں ہے اس کے سب طریق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضعیف[1] ہیں۔ بالجملہ نماز ساتھ مسواک کے پڑھنا سنت مؤکدہ ہے ابن حنظلہ کہتے ہیں حضرت نے ہم کو حکم دیا کہ ہر نماز کے لئے ہم وضو کریں طاہر ہوں یا غیر طاہر پھر جب ہم پر یہ بات گراں گزری تو ہم کو حکم دیا کہ ہم نماز کے لئے مسواک کیا کریں رواہ احمد وغیرہ ابن عباس نے کہا ہے حضرت ہر دو رکعت نماز پڑھ کر مسواک کرتے تھے یعنی نماز شب میں رواہ النسائی بطولہ زید بن خالد جہنی نماز مسجد میں آکر پڑھا کرتے ان کے کان پر مسواک بجائے قلم کے گوش کاتب پر رکھی ہوتی جب نماز کو کھڑے ہوتے تو مسواک کرتے رواہ ترمذی بطولہ وصححہ انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے تم مسواک کو لازم پکڑو مسواک بہت اچھی چیز ہے حفر[2] یعنی زردی دندان کو دور کرتی ہے بلغم کو نکالتی ہے۔ آنکھ کی جوت کو جلا دیتی ہے مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے بدبو دہن کو لے جاتی ہے معدہ کی اصلاح کرتی ہے درجات جنت کو بڑھاتی ہے فرشتے حمد کرتے ہیں اللہ راضی ہوتا ہے شیطان خفا ہو جاتا ہے رواہ عبد الجبار الخولانی فی تاریخہ حدیث ابو سعید خدری میں فرمایا ہے غسل جمعہ کا ہر محتلم پر فرض ہے اور مسواک اور لگانا خوشبو کا جو میسر ہو رواہ مسلم بعض اہل علم نے لکھا ہے افواھکم طرق لکلام ربکم فنظفوھا مختار مسواک میں یہ ہے کہ درخت اراک کی ہو اگرچہ سعد یہ اشنان و خرخہ رخشن وغیرہ اشیاء منظف بھی جائز ہے علماء نے کہا ہے فضائل مسواک میں سے ایک یہ فضیلت ہے کہ وہ مرتے وقت یاد شہادت کی دلا دیتی ہے اور روح کے نکلنے کو آسان کر دیتی ہے۔ (عشرہ کاملہ ص۲ تا ۴)

ص۲ بالتحریک خفگی دندان صراح ۱۲

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال :۔ مسواک اگر گھستے گھستے بالکل چھوٹی رہ جائے اور قابل گرفت نہ رہے تو اس کو کیا کرنا چاہیے اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ اس کو زمین میں گاڑ دینا چاہیے کہ قیامت کے دن اس کا سایہ اس شخص پر ہو گا۔ یہ مسئلہ صحیح ہے، یا مصنوعی۔ بینوا توجروا

الجواب :۔ یہ مسئلہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے بلکہ محض مصنوعی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

حررہ حمید الرحمن عفی عنہ

سید محمد نذیر حسین

فتاوی نذیریہ ص۱۲۶ جلد ۱

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال :۔ مسواک کرنا جیسا کہ وقت وضو کرنے کے مستحب ہے اسی طرح وقت ہر نماز پڑھنے کے قبل بھی مستحب ہے، یا نہیں؟

(سائل)

ص۱ عن ابن عباس یرفعہ لان اصلی رکعتین بسواک احب الی من ان اصلی سبعین رکعۃ بغیر سواک رواہ ابو نعیم فی کتاب السواک باسناد جید وعن جابر یرفعہ رکعتان بالسواک افضل من سبعین رکعۃ بغیر سواک رواہ ابو نعیم ایضاً باسناد حسن (ترغیب منذری)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب: مستحب ہے چنانچہ رد المختار کے صفحہ ۱۱۸ میں لکھا ہے انہ مستحب فی جمیع الاوقات ویؤکد استحبابہ عند قصد الوضوء فیسن ویستحب عند کل صلوٰۃ الاو من صرح باستحبابہ عند الصلوٰۃ ایضاً الحلبی فی شرح المنیۃ الصغیر وفی ھدیہ ابن العماد ایضاً وفی التتارخانیۃ عن التتمۃ ویستحب السواک عندنا عند کل صلوٰۃ ووضوء یعنی بہ تحقیق مسواک کرنا مستحب ہے سب وقتوں میں اور مؤکد ہے مستحب ہے اس کا وقت ارادہ کرنے وضو کے پس مسنون یا مستحب ہے نزدیک ہر نماز کے الخ اور جنہوں نے تصریح کی ہے ساتھ مستحب ہونے مسواک کے وقت نماز کے ان میں سے ایک حلبی ہے شرح منیہ میں ہے ہدایہ ابن العماد میں بھی اور تتارخانیہ میں تتمہ سے نقل کیا ہے کہ مستحب ہے مسواک کرنا نزدیک ہمارے وقت ہر نماز اور وضو کے الخ

اور عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں ملک العلماء مولانا محمد عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے، ووقتہ فی الوضوء عند المضمضۃ ویستحب ایضاً عند کل صلوٰۃ یعنی اور وقت مسواک کرنے کا وضو میں وقت کلی کرنے کے ہے اور نیز مستحب ہے۔ وقت ہر نماز کے الخ

از رسالہ محدث لاہور جلد ۱ شمارہ ۵

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

باب الحیض والنفاس

سوال۔ مستورات حائضہ ہونے کی صورت میں قرآن پاک کے علاوہ کوئی ایسی کتاب جس میں کچھ قرآن مجید کی آیات یا احادیث ہوں، یا ان کے مطالب لکھے گئے ہوں پڑھ سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب: قرآن مجید کی آیت نہ پڑھیں، باقی مضامین اور ترجمہ قرآن مجید کا پڑھ سکتی ہیں، کیوں کہ تراجمہ قرآن نہیں اور اس کو قرآن پڑھنا منع ہے۔ نہ کوئی اور چیز۔ (تنظیم اہلحدیث جلد ۱۶ شمارہ ۳۲)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال: کیا حائضہ عورت اعتکاف بیٹھ سکتی ہے؟ بابو عبدالجبار کیمبل پور

الجواب: ایسی حالت میں نہ بیٹھنا چاہیئے، کیوں کہ صلوٰۃ و تلاوت سے محرومی رہیگی، ہاں دورانِ اعتکاف میں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ عارضہ ہوجائے تو اعتکاف نہ توڑنا چاہیئے، منہیات سے قطع نظر صرف ذکر الٰہی اور تفکرات صنائع قدرت میں مشغول رہیے۔ الحدیث سوہدرہ جلد ۱۵ شمارہ ۸

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال :۔ حائضہ عورت سے سطحی میل ملاپ اور اس کے ہاتھ سے پکی ہوئی اشیاء کھانے کا عند الشرع کیا حکم ہے، ہاں اس کے ساتھ ہی قواعد طبیہ اور اصول حکمت کا بھی لحاظ رہے۔

الجواب :۔ جائز ہے، حدیثوں سے ثابت ہے قرآن شریف میں جماع سے منع ہے فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ طبی حکم بھی یہی ہے کہ حیض میں جماع کرنا فریقین کو مضر ہے۔ (فتاوی ثنائیہ جلد اول صفحہ ۶۰۲)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال :۔ کنواری بالغہ یا شادی شدہ لڑکی اپنے سسرال میں اول مرتبہ جب حیض میں مبتلا ہوتی ہے تو گھر والے اسے امور خانہ داری سے الگ تعلق رکھتے ہیں اور گھر کے رشتہ داروں کے ساتھ خلط ملط بھی نہیں ہونے دیتے گویا اس کے ساتھ ترک موالات کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ گھر کے چھوٹے بڑے اور بچے بھی حائضہ کو نہیں چھوتے، گویا ایام حیض میں اُسے اچھوت سمجھتے ہیں، جب حیض سے فارغ ہوجاتی ہے، تو حائضہ کے ناخن ترشواتے ہیں غسل کرواتے ہیں اور محلہ والوں کے لڑکے لڑکیوں کو بلا کر ان کے بیچ میں حائضہ کو بٹھاتے ہیں اور کوئی شیریں چیز کھلاتے ہیں۔ اور اس کی گود میں ایک لڑکا دیتے ہیں۔ ملکی اصطلاح میں اس رسم کو گود بھرانا کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں جس گھر میں حائضہ رہتی ہے اس گھر کو اچھی طرح لیپتے ہیں اور گدڑی، تکیہ، بستر وغیرہ غرضیکہ جس چیز کو حائضہ چھوتی ہے اس کو دھوتے ہیں۔ یہ رواج ہنوز ان اطراف میں جاری ہے۔ آپ اس پر قرآن وحدیث کی رو سے روشنی ڈالیں، کیا یہ رواج صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں تھا؟

الجواب :۔ یہ رسم اسلامی نہیں بلکہ یہود ایسا کیا کرتے تھے چنانچہ حدیث شریف میں حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ ان الیهود کانوا اذا حاضت المراة فیهم لم یؤاکلوها ولم یجامعوهن فی البیوت الحدیث (ابوداؤد وغیرہ) کہ یہودی لوگ حیض والی عورت کے ساتھ نہ کھاتے اور نہ گھر میں اکٹھے رہتے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رسم بند فرمادی، ہاں اتنا فرمایا۔ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ یعنی حیض کی حالت میں عورتوں سے جماع نہ کرو۔ فتاوی ثنائیہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال :۔ ایک عورت نے حیض آنے کے تین روز بعد غسل کیا۔ شوہر کے پوچھنے پر بیان کیا کہ میں پاک ہو گئی، بعد ملاپ خون نظر آیا۔ اس صورت میں اس گناہ پر کفارہ کیا ہے؟

الجواب :۔ بحکم حدیث ایک درم یعنی آج کل کے حساب کے مطابق ۴/۱ کفارہ کافی ہو گا۔ ۲۸ ذی قعدہ ۱۳۲۷ھ

شرفیہ :۔ یہ کفارہ ۴/۱ نصف بعد انقطاع حیض نہیں بلکہ بحالت حیض ہے، دم احمر میں دینار، دم اصفر میں نصف دینار۔ ابوداؤد، ترمذی، مشکوٰۃ صد ۵۶ (ابوسعید شرف الدین دہلوی) فتاوی ثنائیہ جلد ۱ صد ۱۱

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

سوال :۔ شیخ الاسلام نے کہا کہ اگر حیض والی عورت آخر دن میں پاک ہو تو ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں پڑھے، اور اگر رات میں پاک ہو تو مغرب اور عشا دونوں نمازیں ادا کرے اس عبارت کا کیا مطلب ہے؟

الجواب :۔ جو کچھ ظاہر سمجھ میں آتا ہے یہ ہے کہ اس حکم کی بنا دونوں وقتوں کے اشتراک پر ہے احتیاط پر عمل کرنے کو یعنی آخر دن سے مراد اول وقت عصر کا ہے کہ ظہر کا آخر وقت ہے اور رات سے مراد عشا کا اول وقت ہے کہ مغرب کا وقت کا آخر ہے پس جو ان وقتوں میں پاک ہوا احتیاطاً دونوں نمازیں ادا کرے کیوں کہ شرکت وقتین کے خیال سے کہہ سکتے ہیں کہ اس نے دونوں کو پالیا تو دونوں وقتوں کی نماز ادا کرنی چاہیئے اور حدیثوں سے ظاہر یہی بات ہے کہ اس نماز کو ادا کرے جس نماز کے وقت میں پاک ہوئی۔ مجموعہ فتاوی جلد دوم صد ۲۶

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب الوضو

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ جمیع امور نیک مثل وقت وضو یا کھانے پینے یا وقت جماع وغیرہ کے سوائے شروع سورہ قرآن شریف کے پوری بسم اللہ یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنی سنت ہے یا فقط بسم اللہ ہی پر اکتفا کیا جائے اور درصورت پوری بسم اللہ پڑھنے کے بدعت ہو جاتی ہے یا نہیں۔

بینوا توجروا۔

الجواب :۔ میرے فہم میں یہ سب تشددات ہیں الفاظ ماثورہ پر اگر کچھ الفاظ حسنہ زیادہ ہو جائیں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے صحیح مسلم وغیرہ کتب حدیث میں موجود ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضؓ فرماتے تھے کہ تلبیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسی قدر تھا لبیك اللھم لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد و النعمة لك والملك لا شریك لك اور عبد اللہ بن عمر رضؓ اس پر یہ کلمات زیادہ کرتے تھے لبیك و سعدیك والخیر بیدیك لبیك والرغباء الیك والعمل بہت مواضع میں ثابت ہے کہ صحابہ کرام اور علماء اسلام الفاظ ماثورہ پر درود شریف اور دعوات میں بعض الفاظ زیادہ کرتے تھے اور یہ تعامل بلا نکیر جاری رہا۔ نماز میں بھی اگر ادعیہ ماثورہ پر زائد دعا پڑھی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں دیکھو صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث میں ہے ایک شخص نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتا تھا قومہ میں یہ دعا پڑھی ربنا ولك الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیه جس وقت آپ نماز سے فارغ ہو گئے آپ نے فرمایا یہ کلمات کس نے پڑھے ایک روایت میں ہے کہ آپ نے تین دفعہ فرمایا صحابہ ساکت ہو گئے اور پڑھنے والا ڈر گیا کہ شاید آپ میرے پڑھنے سے ناراض ہو گئے آپ نے فرمایا من القائل فانه لم یقل باسا کس نے یہ کلمات کہے ہیں اس نے کوئی بری بات نہیں کہی پھر وہ شخص بولا انا قلتها لم ارد بها الا الخیر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت بضعة وثلاثین ملکا یبتدرونها ایھم یکتبھا اول یعنی تیس ۳۰ سے کچھ زیادہ فرشتے اس کے لکھنے کیواسطے آئے تھے ہر ایک چاہتا تھا کہ میں اس کو پہلے لکھوں، اس سے ثابت ہوا کہ ماثورہ پر زیادت جائز ہے کیوں کہ یہ دعا اس شخص نے اپنی طرف سے ماثورہ پر زیادتی کی تھی اگر یہ تعلیم نبوی ہوتی تو خوف کس بات کا تھا جس سے وہ سکوت کرتا رہا اور جواب نہ دے سکا۔ اسی طرح ایک شخص نے نماز میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چھینک کر یہ دعا پڑھی الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ کما یحب ربنا ویرضیٰ آپ نے نماز سے فارغ ہو کر دو دفعہ پوچھا یہ پڑھنے والا کون تھا کوئی نہ بولا تیسری دفعہ پھر پوچھا آخر وہ شخص بولا کہ یا رسول اللہ میں نے پڑھا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد ابتدرها بضعة وثلثون ملكا ايهم يصعد بها۔ آپ نے فرمایا کہ کچھ اوپر تیس فرشتے دوڑے ان کلمات کے لئے کہ کون اوپر لے جاویگا۔ رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی۔ حدیث میں تو فقط چھینک کے واسطے اس قدر وارد ہے الحمد للہ علی کل حال، یہ زیادت اس شخص نے اپنی طرف سے کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تحسین فرمائی اس کے نظائر بکثرت ہیں اگر کل کا استیعاب کیا جاوے تو ایک مستقل کتاب بنے گی۔ غرضیکہ اس قسم کے زیادات بدعت سے نہیں بلکہ فمن تطوع خیرا فہو خیر لہ میں داخل ہیں۔ فقط عبدالجبار عفی عنہ سید محمد نذیر حسین

ھوالموفق:۔ اس مسئلہ کی تحقیق عون المعبود شرح ابی داؤد صفحہ ۴۰۹ جلد ۴ میں بسط کے ساتھ کی گئی ہے من شاء زیادۃ التحقیق فلیراجع الیہ۔ کتبہ محمد عبدالرحمن المبارکفوری عفا اللہ عنہ فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۴۴۸ الجواب صحیح علی محمد سعیدی

سوال:۔ اگر وضو کرتے ہوئے کچھ دنیاوی باتیں آپس میں لوگ کریں تو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ نماز پڑھتے ہوئے خاموش رہنے کا حکم ہے نہ کہ وضو کرتے ہوئے۔ لہٰذا وضو کرتے ہوئے کلام کرنا جائز ہے ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ گزٹ اہلحدیث جلد ۹ شمارہ ۱۰

تشریح:۔ بوقت ضرورت جائز ہے بلاضرورت توجہات وضو میں خلل انداز ہیں۔ اس لئے احتیاط اچھی ہے۔

الراقم علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ اگر مؤذن بغیر وضو اذان دیوے تو جائز ہے یا نہیں؟ سائل عبدالغفار از باول محلہ حسن پور

الجواب:۔ جائز ہے مگر افضل نہیں جیسا کہ کھڑے ہو کر پانی پینا جائز ہے مگر افضل بیٹھ کر ہے۔

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال (فتاویٰ ستاریہ جلد اول ص ۸)

سوال:۔ اگر آدمی کسی غسل خانہ میں جہاں ننگے جسم نہایا جاتا ہے نہا کر نکلے اور ننگے جسم ہی وضو کرے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور اس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جائز ہے اور اس وضو سے نماز بھی پڑھ سکتا ہے ہاں وضو کے بعد استنجا گاہ پر ہاتھ نہیں لگانا چاہیئے۔ الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال اہلحدیث سوہدرہ جلد ۷ شمارہ ۲۹

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضو کا فلسفہ :۔ اعضائے وضو کی ترتیب کی حکمت ، جسم اور روح کی صفائی اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ۞ وضو کے فوائد روحانی نکتہ نگاہ سے ۔

اللہ تعالےٰ عزاسمہٗ نے ہر قدرتی شے میں ایک خاص تاثیر ودیعت رکھی ہے پانی مصداق ارشاد خداوندی وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ہر شے کو زندہ کرنے والا ہے حتیٰ کہ لوہے اور فولاد میں بھی زندگی پیدا کرتا ہے اور وہ یوں آہنگر لوہے یا فولاد کا کوئی آلہ بناتا ہے تو وہ اس کو پانی سے پان دیتا ہے جس سے اس کو حدت اور تیزی پیدا ہو جاتی ہے بس یہی اس کی زندگی ہے ۔ بعینہٖ یہی حالت انسانی جسم کی ہے ۔ غسل اور وضو سے قوائے انسانی میں جلا اور چمک پیدا ہوتی ہے ، عقل کا مادہ ترقی پذیر ہوتا ہے پس عقل و ہوش کی قائمی اور زیادتی ہی ایمان کی فراوانی ہے اور حفظِ نماز کا راز مضمر ہے ۔ یاد رہے وضو جہاں ازدیاد عقل کا موجب ہے وہاں نفس پر بھی اثر انداز ہوتا ہے ، وضو کیا ہے نفس کو اس کی بدعنوانیوں اور شرارتوں سے روکنے کا واحد ذریعہ جب کہ اعضاءِ وضو کو دھونے سے اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ متوضی ان تمام گناہوں سے توبہ کر رہا ہے جو ان اعضاء سے سرزد ہو چکے ہیں اور ساتھ ہی یہ دعا کر رہا ہے ۔ کہ اے مولیٰ کریم جس طرح میں نے اپنے ہاتھ منہ اور پاؤں کو دھویا ہے ایسے ہی تو میرے اس اعمال نامہ کو اپنی باران رحمت سے دھو ڈال ، جو انہی اعضاء کے گناہوں سے مرتکب ہو چکا ہے ۔

وضو کی ترتیب :۔ قرآن پاک میں وضو کے متعلق جو ترتیب منصوص بیان کی گئی ہے اس میں ایک لطیف پیرایہ میں ترکِ ذنوب کی تعلیم پائی جاتی ہے ۔ وہ یوں کہ سب سے پہلے چہرہ کو دھونے کا حکم ہے جس میں آنکھ منہ اور ناک داخل ہے ان میں سے اوّل کلی کے ذریعے زبان کو صاف کیا جاتا ہے ۔ یہ اس لئے کہ زبان ہی جسم کا اعلیٰ حصّہ ہے اور زبان ہی اس کا ارذل حصّہ ہے ، لقمان حکیم کو جب اس کے مالک نے کہا کہ قصاب کی دکان سے اعلیٰ گوشت لائیں تو پھر زبان کا گوشت خرید کر لائے پھر کہا کہ اب ادنیٰ تر گوشت لائیں پھر بھی آپ زبان ہی کا گوشت لائے سوال کرنے پر بتایا کہ اگر زبان نیکی کیطرف راغب ہو تو خداوند قدوس کی حمد و ثنا میں مصروف رہ کر اعلیٰ کہلائے گی اگر بدی کیطرف مائل ہوگی تو پھر غیبت و بدگوئی کے لئے وقف ہو کر ارذل متصور ہوگی ، نبی اکرم علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جس نے زبان کی حفاظت کی میں بہشت کیلئے اس کا ضامن ہوں پس ثابت ہوا کہ وضو میں سب سے پہلے زبان کو دھونے سے غرض یہ ہے کہ متوضی توبہ زبان کو تمام امور پر مقدم خیال کرکے بارگاہ الٰہی میں اسکی حفاظت کی التجا کرے ، ناک دھونے میں کبر و غرور اور مشمومات ممنوعہ سے مجتنب رہنے کا ایماء ہے ، چشم شوئی کا مقصد وحید یہ ہے کہ آنکھ کو نظر بد سے روکا جائے ہاتھ دھونے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم کو اپنے فضل و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرم سے دست درازی اور تعدی کے علاوہ ان تمام گناہوں چوری وغیرہ سے بچائے جو ہاتھوں سے سرزد ہوتے ہیں۔ القصہ ہاتھ دھونے کا مختصر فلسفہ یہ ہے کہ متوضی تمام گناہوں سے ہاتھ دھو رہا ہے کان اور سر کے مسح سے یہ غرض ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو سرکشی سے بچائے اور کانوں کو ممنوعات شرعی اور غیبت کے سننے سے محفوظ رکھے، وضو میں سب سے آخر پاؤں دھوتے ہیں پاؤں کو سب سے پیچھے دھونے میں یہ راز ہے کہ جب انسان کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے تو سب سے پہلے آنکھ دیکھتی ہے دل سوچتا ہے اور زبان اقرار کرتی ہے کان برائی کا پروگرام سنتے ہیں۔ جب جسم انسانی کے یہ ارکان کسی برائی کا فیصلہ کر کے آمادہ ہو جاتے ہیں تو پھر پاؤں چلنے کا کام کرتے ہیں گویا پاؤں واقعی اعضائے رئیسہ کے خادم و غلام ہیں۔ یہ افعال کی اس ترتیب طبعی کے لحاظ سے پاؤں کو آخیر میں دھویا جاتا ہے۔ اے رب العالمین اے ارحم الراحمین میں تیری رضا کے لئے پاؤں دھو رہا ہوں تو اپنا فضل و کرم کر تو میرے تن اور من کو اپنی طرف پھیرے اور ایسا پھیر دنیا و مافیہا نظر میں نہ لائے سوائے تیرے کسی اور طرف رجوع نہ کرے تاکہ ان پاؤں کو بدی کیطرف نہ چلنا پڑے۔ خلاصہ یہ کہ اعضاء وضو کے دھونے سے ان کے ترک ذنوب کیطرف اشارہ ہے چنانچہ ہر اندام کو تین بار دھونے کا یہ فلسفہ ہے کہ مومن توبہ کے ارکان ثلاثہ کی پابندی کر رہا ہے یعنی ندامت گناہ، ترک گناہ، گناہ سے اجتناب کرنے کا حتمی اقرار کیا جا رہا ہے۔

از مولانا عبدالرحمٰن صاحب فضل آبادی (تنظیم اہلحدیث روپڑ جلد ۸ شمارہ ۱۳)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ برہنہ ہونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ نہیں ٹوٹتا کیوں کہ برہنہ ہونا نواقض وضو میں سے نہیں ہے۔ اہلحدیث دہلی جلد ۹ شمارہ ۲۱

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ ستر کے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں ہے؟

الجواب:۔ محدثین کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے کیوں حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اذا افضیٰ احدکم بیدہٖ الیٰ فرجہ ولیس بینھما ستر ولا حائل فلیتوضأ (طبرانی۔ دار قطنی، شافعی) یعنی جب کسی کا ہاتھ شرمگاہ پر پہنچے اور ان دونوں کے درمیان کوئی پردہ اور آڑ نہ ہو تو وہ وضو کرے، یہ حکم مرد و عورت دونوں کے لئے ہے لفظ فرج کے معنی مطلق شرمگاہ کے ہیں۔ جیسا کہ آپ کے اس ارشاد سے معلوم ہوتا ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَیُّمَا رَجُلٍ مَسَّ فَرْجَهٗ فَلْیَتَوَضَّأْ وَاَیُّمَا امْرَاَۃٍ مَسَّتْ فَرْجَهَا فَلْتَتَوَضَّأْ (احمد بیہقی) یعنی جو مرد اپنی شرم گاہ کو چھوئے وہ وضو کرے اور جو عورت اپنی شرمگاہ کو چھوئے وضو کرے۔ شرم گاہ پیشاب اور پاخانہ دونوں کی جگہ کو کہتے ہیں۔

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال (اخبار اہلحدیث دہلی جلد ۹ شمارہ ۲۱)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اذان بغیر وضو کے کہنی کس طرح ہے، قرآن و حدیث سے جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔ بینوا و توجروا۔

الجواب: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یؤذن الا متوضی۔ یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ اذان دے مگر وضو والا۔

یہ تو حدیث ہے اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس کے بعد قول ابوہریرہ رضی اللہ عنہ موجود ہے لاینادی بالصلوٰۃ الا متوضی یعنی نماز کی اذان نہ دے مگر وضو والا۔ پھر امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے باب ایسا قائم کیا ہے۔ جس میں صریح کراہت ثابت ہوتی ہے۔ کتاب سبل السلام صفحہ ۸۰ میں اس مسئلہ کو آپ دیکھیں من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ بلفظ ان الاذان متصل الصلوٰۃ فلا یؤذن احدکم الا وھو طاھر وھو دلیل علی اشتراط الطھارۃ للاذان من الحدث الاصغر ومن الحدث الاکبر بالاولی ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ الامام ضامن والمؤذن مؤتمن بڑے تعجب کی بات ہے جو مولوی صاحبان اسقدر حدیثیں و قول دیکھ کر بھی فتوی دیتے ہیں کہ بغیر وضو اذان کہنی جائز ہے۔ ذرا غور فرمائیے نبی علیہ السلام سے تو صریح النص ثابت ہو چکا ہے کہ بغیر وضو اذان نہ کہنی چاہیئے۔ آپ صاحبان جو بغیر وضو کے اذان جائز کہتے ہیں۔ کوئی ایسی صریح النص حدیث پیش کریں اگرچہ ضعیف ہو۔ دلالۃ النص جو آپ صاحبان بیان فرماتے ہیں وہ بالکل دلیل نہیں ہو سکتی ایسے تو آپ کو حنفی علماء فاتحہ خلف الامام کے متعلق بہت سی حدیثیں پیش کرتے ہیں آپ کیوں نہیں مانتے پھر ایسا مسئلہ کوئی بھی آپ ثابت نہیں کر سکتے جس میں اوّل سے اختلاف نہ ہو۔ ہمارا تو مذہب ہے خُذُوْا مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَھُوْا۔ اس سے زیادہ دلیل اور کیا ہو سکتی ہے پھر آپ لفظ المؤذن مؤتمن کیطرف غور سے نظر کریں۔ امین وہ ہوتا ہے جو کہ امانت میں کسی کی خیانت نہ کرے موذن کو وضو کرنا وقت معلوم کرنا صحیح لفظوں سے اذان کہنی تکمیل امانت اذان سے اس کے ذمے کئے ہوئے ہیں۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے وقت سے پہلے صبح کی اذان دے دی تھی۔ آپ نے دوبارہ حکم دیا تھا کہ پھر وقت پر اذان دیں۔ اور اپنا عذر بھی بیان کریں کہ بندہ سو گیا تھا جناب من اذان نماز

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ایک جزو اعظم ہے بغیر اذان کے ایک دفعہ بھی ثابت نہیں کہ نبی علیہ السلام نے کہیں جماعت کرائی ہو صحابہ کرام کے اختلاف کیطرف آپ صریح النص کے ہوتے ہوئے مت خیال کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب ہے کہ تمام عمر پانی نہ ملے تو تیمم ہرگز نہ کریں۔ حضرت ابن عباسؓ کا مذہب ہے کہ منی تھوک جیسی ہے، کیسے جلیل القدر صحابی ہیں مگر ان مسئلوں میں بالکل بھول گئے ہیں۔ کیا یہ ہمارے لئے دلیل ہو سکتے ہیں۔ جب ایسے صحابہ کا قول ہمارے لئے حجت نہیں تو ایک مولوی صاحب کا فعل مسئلہ میں کیسے حجت ہو سکتا ہے اہلحدیث کا مذہب بھی یہ ہے کہ بغیر قرآن و حدیث کے کسی اور چیز کو دلیل شرعی نہیں مانتے۔ کتبہٗ محمد عثمان عفی عنہ کوہار ٹیا نوالہ مورخہ ۲۳ رجمادی الثانی ۱۳۵۳ھ

مفتی کے فتویٰ پر تعاقب:۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔ مزاج شریف آپ کا فتویٰ نظر سے گزرا دیکھنے میں محض تعصب ثابت ہوا اس لئے حقیقت کا انکشاف ضروری معلوم ہوا۔ مسائل میں کلام کرنے سے پہلے میں آپکی چند لفظی اغلاط پیش کرتا ہوں۔

۱۔ حدیث ابن عباسؓ میں اِن الاذان متصل بالصلوٰۃ کی بجائے متصل الصلوٰۃ لکھا ہے۔

۲۔ وھو دلیل علی اشتراط الطھرۃ للاذان میں للاذان الف کی مد کے ساتھ لکھا ہے باب تفعیل کی مصدر سلام کیطرح اذان بغیر مد چاہیئے ایسی غلطی مفتی کو نہیں چاہیئے۔

۳۔ اوّل حضرت بلالؓ کو ظ کے ساتھ لکھا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ اور ابن عباسؓ کو ظ کے ساتھ لکھا ہے۔ (داجی) مفتی آپ جیسے مقرر کرنے چاہئیں جو صحیح لکھیں اسی پر اکتفا نہیں ع آگے چل کے دیکھنا ہوتا ہے کیا۔

۴۔ وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ فانتھوا میں خذوا کو مقدم کیا اور ف اور ہ ضمیر کو حذف کیا اور فانتھوا کے الف کو جو واؤ جمع کے بعد ہوتا ہے حذف کیا۔ آج تک کسی مفتی نے کسی فتویٰ میں آیت نہیں الٹی تھی اس بارے میں آپ سبقت لے گئے دوبارہ علم صرف اور قرآن پاک پڑھنا چاہیئے کیوں کہ اب بحث خط بالکل بھول گئے۔ آپکو علم کا فخر ہے اس کی شامت پڑگئی۔ کسی شاعر نے خوب لکھا ہے ؎

جناب بحر کو دیکھو کہ کیسے سر اٹھاتا ہے ؞ تکبر وہ بری شے ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے۔

آپ نے اندھا دھند لکھ دیا ہے یہ خبر نہیں کہ میرے فتوے کو دیکھنے والے دیکھیں گے اور خوب دل کھول کر ہنسی اڑائیں گے ایسے اور کئی جگہ لغزش کھائی ہے لیکن چھوڑتا ہوں اب آپ نے جو دلائل دیئے ہیں اب ان کیطرف لوٹتا ہوں اوّل آپنے ترمذی کی حدیث پیش کی ہے کہ اس کے متعلق امام ترمذی خود فیصلہ کر چکے ہیں، لکھتے ہیں:۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال ابو عیسیٰ وھذا اصح من الحدیث الاول ھذا کا اشارہ قول ابی ہریرہؓ کیطرف ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ حدیث ایسی ضعیف ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول اس سے بہتر اور راجح ہے لیکن درحقیقت یہ قول بھی ضعیف ہے جیسے مولانا عبدالرحمٰن مبارک پوریؒ اپنی شرح تحفۃ الاحوذی کے صفحہ ۱۷۹ میں لکھتے ہیں. الموقوف ضعیف من وجه داخل وھو الانقطاع موقوف ایک وجہ سے ضعیف ہے اور وہ منقطع ہونا ہے. تیسری دلیل امام ترمذی کے ترجمہ باب سے استدلال کیا ہے اگر ترجمہ بابوں سے ناجائز نکالیں گے تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے. سنیئے باب کراھیۃ فضل طھور المرأۃ اور باب کراھیۃ رد السلام غیر متوضی اور ما جاء فی کراھیۃ النوم قبل الوتر اگر کراہیت سے ناجائز سمجھو گے تو اس جگہ بھی بابوں سے ناجائز کا فتویٰ دو. چوتھی حدیث ابن عباسؓ کی ہے سو یہ بھی ضعیف ہے اگر نہیں تو صحت بیان کریں (پانچویں) الامام ضامن والمؤذن مؤتمن محض اپنا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے امین سے جو مراد لیا ہے. متقدمین میں سے کوئی نہیں لیتا. امین سے مراد مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوریؒ اپنی کتاب تحفۃ الاحوذی کے صـ۱۸۴ میں لکھتے ہیں قیل المراد انه امین علی مواقیت الصلوۃ وقیل امین علی حرم الناس لانه یشرف علی المواضع العالیۃ کہا گیا ہے کہ موذن نماز کے اوقات پر امین ہے اور کہا گیا ہے کہ لوگوں کے حرموں پر امین ہے کیونکہ اونچی جگہ پر چڑھ کر اذان دیتا ہے جس سے لوگوں کے گھروں پر جھانک سکتا ہے یہ لکھ کر خود فیصلہ کرتے ہیں قلت ویؤید الاول حدیث ابی محذورۃ مرفوعاً المؤذنون امناء الله علی فطرھم وسحورھم اخرجه الطبرانی فی الکبیر قال الھیثمی فی الزوائد اسنادہ حسن پہلی صورت کو حدیث ابو محذورہ کی تائید دیتی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مؤذن لوگوں کی افطاری اور سحری پر امین ہے نیز اگر مشکوٰۃ پر غور کرتے تو اپنی طرف سے امین کی مراد نہ لیتے اور وضو کو امین کی مراد میں داخل نہ کرتے. عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله خصلتان معلقتان فی اعناق المؤذنین للمسلمین صیامھم وصلوتھم رواہ ابن ماجه. ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کی دو خصلتیں مؤذنوں کے ذمہ میں روزے اور نمازیں روایت کیا ابن ماجہ نے. الحدیث یفسر بعضه بعضاً کی رو سے امین کا مطلب حل ہوا اب خود گھڑنے کی کوئی ضرورت نہ رہی. قال الاشرف یستدل بقوله الامام ضامن والمؤذن مؤتمن علی فضل الاذان علی الامامۃ لان حال الامین افضل من حال الضمین تم کلامه یعنی اشرف نے کہا کہ حدیث الامام ضامن ہے اذان کی فضیلت پر سے اس بات پر استدلال کیا جاتا ہے کہ امامت سے اذان افضل ہے کیونکہ امین کی حالت ضامن سے بہتر ہے آگے لکھتے ہیں. ورد بان ھذا الامین یتکفل الوقت فحسب اس استدلال کی تردید کی گئی ہے کہ یہ امین صرف وقت کا محافظ ہے (مطلق امین ہے) میرے بزرگ اب بھی امین کی مراد میں وضو داخل کرو گے فحسب کی قید سے تو صرف امانت میں صرف وقت ہی داخل ہوا. آپ نے اذان کو جزو اعظم نماز کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھا ہے اس کے لئے کسی متقدمین کی کتاب کا حوالہ لکھیں، یا مولانا مولوی فاضل وحافظ روپڑی یا فاضل امرتسری کی یا مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کی یا جو آپ کے اور میرے اُستاد لکھنؤ کے میں موجود ہیں ان کی تحریر پیش کرے ۵ ا روپے انعام کے مستحق ہوں یا دس روپیہ انعام رکھیں بغیر اذان کے نماز پڑھنے پر میں ثبوت دوں گا اور تحریر بھی پیش کر دوں گا کہ کبھی بغیر اذان نماز جماعت کے ساتھ پڑھنی بھی جائز ہے ورنہ موٹی شے اکثر کھو کھلی ہوتی ہے لوگوں پر ڈھول کا پول ظاہر ہو جائیگا۔

آگے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تہمت لگائی ہے یا اپنی تنگ نظری کی اطلاع دی ہے اگر مشکوٰۃ کے صہ ۵۴ باب التیمم میں جو حدیث عمار کی ہے اس پر غور کرتے اور بخاری کی حدیث کو یاد کرتے کہ ایک دفعہ فوج جنگ کو جا رہی تھی ایک جگہ پڑاؤ ڈالنے کے بعد سننے میں آیا کہ اس جگہ طاعون ہے تحقیق کے بعد ثابت ہوا کہ حدیث میں ہے کہ طاعون کی جگہ نہ جاؤ فوراً فوج کے ہمراہ واپس آ گئے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے متبع حدیث تھے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عمار جنبی کے لئے تیمم کی حدیث سنائیں اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ا ـ ر نہ کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کو کسی وجہ حدیث میں شک تھا جب تسلی ہو گئی قائل ہو گئے امام شوکانی کہتے ہیں قال الشوکانی فی النیل۔ قد اجمع علی ذالک العلماء ولم یخالف فیہ احد من السلف والخلف الا ما جاء عن عمر بن الخطاب وعبداللہ بن مسعود وحکی مثلہ عن ابراہیم النخعی من عدم جوازہ للجنب قیل ان عمر وعبداللہ بن مسعود رجعا عن ذالک۔ جنبی کے لئے تیمم پر علماء کا اجماع ہے سلف اور خلف میں کسی نے اس کا انکار اور خلاف نہیں کیا حضرت عمر وعبداللہ بن مسعود سے خلاف روایت آئی ہے اور ابراہیم نخعی سے بھی اس کی مثل حکایت کی گئی ہے کہا گیا ہے کہ حضرت عمر وعبداللہ بن مسعود نے رجوع کر لیا ہے۔

آپ کا لکھنا کہ تمام عمر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیمم کے قائل تھے غلط ہوا اگر رجوع نہ مانیں تو کسی کا قول صحیح حدیث کے خلاف نہ مانا جائے گا۔ بغیر وضو اذان کہنے والا کونسی صحیح حدیث کے خلاف کرتا ہے وہ تو جواز میں سلف کا تابع ہے۔

www.KitaboSunnat.com

اب رہا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول منی تھوک کے برابر ہے اس میں آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی بھول بتلائی ہے سو یہ غلط ہے بھول آپ کی ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بھول نہیں جیسے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔ ذھب کثیرون الی ان المنی طاھر روی ذالک عن علی ابن ابی طالب وسعد بن ابی وقاص وابن عمر وعائشۃ وداؤد واحمد فی اصح الروایتین وھو مذھب الشافعی واصحاب الحدیث وقد غلط من اوھم ان الشافعی منفرد بطھارتہ۔ بہت علماء منی کے پاک ہونے کی طرف گئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، ابن عمر رضی اللہ عنہ، عائشہ سے مروی ہے اور امام احمد سے اصح روایت یہی ہے اور امام شافعی اور اصحاب حدیث کا مذہب بھی یہی ہے اور جس نے امام شافعی کو اس مسئلہ میں اکیلے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا ہے اس کی غلطی ہے اسی طرح حافظؒ کا مطلب فتح الباری سے سمجھا جاتا ہے طوالت کے خوف سے عبارت چھوڑ دی گئی ہے اگر حضرت ابن عباس کو کہیں کہ آپ بھول گئے تو ان سب کو بھی بھول گئے کہنا پڑے گا ....

اب میں اپنی تحقیق بغیر وضو کے اذان کہنے کے متعلق لکھتا ہوں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے فکرهہ بعض اهل العلم الخ بعض اہل علم نے اس کو مکروہ لکھا ہے اس کی شرح میں مولوی عبد الرحمٰن مبارکپوری صـ۱۷۹ میں لکھتے ہیں وهو قول عطاء قال البخاری فی صحیحه قال عطاء الوضوء حق وسنة انتهی قال الحافظ وصله عبد الرزاق عن ابن جریج قال قال لی عطاء حق وسنة مسنونة ان لا یؤذن المؤذن الا متوضأ هو من الصلوٰة هو فاتحة الصلوٰة وذکر العینی فی شرح البخاری الشافعی مع احمد فی الخصلتین حیث قال قال صاحب الهدایة من اصحابنه وینبغی ان یؤذن ویقیم علی طاهر لان الاذان والاقامة ذکر شریف فیستحب فیه الطهارة فان اذن علی غیر وضوء جاز وبه قال الشافعی واحمد وعامة اهل العلم وعن مالك ان الطهارة شرط فی الاقامة دون الاذان. عطاء کا یہی قول ہے اور امام بخاری صحیح بخاری میں کہتے ہیں عطاءؒ نے کہا وضو حق اور سنت ہے۔ (حافظ ابن حجرؒ) کہتے ہیں عبد الرزاق نے اس کو ابن جریر سے روایت کیا ہے۔ عطاءؒ نے کہا مؤذن بے وضو اذان نہ دے اذان نماز سے ہے یعنی نماز کی ابتداء ہے اور علامہ عینی نے نقل کیا ہے اذان اور اقامت وضو کے ساتھ لائق ہیں۔ کیوں کہ یہ شریف ذکر ہیں ان کیلئے طہارت مستحب ہے اگر کوئی بے وضو اذان دیدے تو جائز ہے امام شافعی۔ امام احمد اور اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے۔ اور امام مالکؒ سے مروی ہے کہ وضو اقامت میں شرط ہے نہ اذان میں۔

اس سے ثابت ہوا کہ کراہیت تحریمی نہیں تنزیہی ہے اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اذان نماز کی جزو اعظم نہیں بلکہ اصغر بھی نہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ انہوں نے استحباب سمجھا ہے مولوی عبد الرحمٰن صاحب امام ترمذی کے قول ورخص فی ذلك بعض اهل العلم الخ پر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں۔ وهو قول ابراهیم النخعی کما فی صحیح البخاری وهو قول مالك والکوفیین لان الاذان لیس من جملة الارکان فلا یشترط فیه ما یشترط فی الصلوٰة من الطهارة ولا من استقبال القبلة کما لا یستحب فیه الخشوع الذی ینافیه الالتفات وجعل الاصبع فی الاذن کذا فی فتح الباری۔ یعنی بے وضو اذان کا جواز ابراہیم نخعی اور امام مالک اور اہل کوفہ کا ہے کیوں اذان رکن نہیں پس جو نماز میں طہارت اور قبلہ رو ہونے کی شرط ہے اس میں شرط نہیں جیسے اس میں خضوع مستحب نہیں کیوں کہ ادھر ادھر جھانکنا خشوع کے منافی ہے اور کان میں انگلی بھی اس کے منافی ہے

اس سے ثابت ہوا کہ اذان کے لئے وضو شرط نہیں کیوں کہ یہ رکن نہیں جب رکن نہیں تو جزو کیسے ہو سکتا ہے اور وضو کے بغیر اذان کہنا ناجائز کیسے ہو سکتا ہے۔ آگے مولانا موصوف خود فیصلہ کرتے ہیں۔ قلت العمل علی حدیث الباب وهو الاولی فان الحدیث وان کان ضعیفا لکن له شاهد من حدیث وائل میں کہتا ہوں کہ اذان کیلئے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضو کرنے کی حدیث پر عمل بہتر ہے اگرچہ یہ ضعیف ہے لیکن اس کے لئے وائل کی حدیث مؤید ہے ۔

وائل کی حدیث کئی طرح سے ہے لیکن سب میں راوی عبدالجبار ہے جس کے متعلق امام نووی ؒ لکھتے ہیں نقل النووی اتفاق ائمۃ الحدیث علی انہ لم یسمع من ابیہ انتہیٰ اس بات پر ائمہ کا اتفاق ہے کہ عبدالجبار نے اپنے باپ سے نہیں سنا ۔ اوّل تو وہ روائتیں خود ضعیف ہیں اور پھر شاہد بھی ضعیف .... مثل مشہور ہے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کیا بچا سکتا ہے .... ان شاہدوں سے تقویت نہیں ہو سکتی اگر تقویت مان بھی لیں تو بھی ناجائز ثابت نہیں ہوگا، متقدمین کی عبارت سے ظاہر ہو گیا کہ وہ سب فضیلت کے قائل ہیں اصول حدیث کو غور سے دیکھیں تو کسی امر کو ضعیف حدیث سے ناجائز قرار نہیں دے سکتے ....

ضعیف حدیثیں جواز اور فضیلت ثابت کر سکتی ہے عدم جواز نہیں کر سکتے ...... جو ضعیف حدیثوں سے مسئلہ ثابت کر کے اس پر زور دیتا ہے اس پر انہوں نے بہت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں میرے محترم دل سے تعصب کا پردہ دور کر کے پڑھیں تاکہ حقیقت کو پہنچیں ۔ مولانا وحید الزمان خان صاحب مرحوم ...... ہدیۃ المہدی کی جلد ۳ کے صفحہ ۲۸۸ میں بعد ان احادیث کے ذکر کرنے کے آپ بعد نماز تھوڑی دیر مصلیٰ پر ٹھہرتے تھے لکھتے ہیں :۔

و بھذا یظھر جھل من القوم الذی عابر فع الایدی .... بعد الصلوٰۃ المکتوبۃ وطعن علی تارکہ فان التارک لہ مستحق للمدح و متبع ...... للسنۃ الخ اور اسی سے اس شخص کی جہالت ظاہر ہو گئی جب فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا لازم کر رکھا ہے اور اس کے تارک پر طعن کرتا ہے حالانکہ تارک مدح کا مستحق اور سنت کا متبع ہے ۔

اور اسی کتاب میں آگے جا کر فرماتے ہیں ۔ اتعجب من اھل عصرنا سیما من الاحناف انھم یلتزمون الدعاء بعد الصلوٰۃ برفع الایدی ومن لم یدع کذلک فیعیبون علیہ وھذا جھل عظیم بالسنۃ ۔ .... اور اس زمانہ کے احناف پر تعجب ہے اور انہوں نے فرضوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا لازم کر رکھی ہے اور جو اس طرح دعا نہ مانگے اس پر عیب لگاتے ہیں ۔

جس طرح ضعیف حدیثوں سے دعا ہاتھ اٹھا کر مانگنی ثابت ہے اسی طرح اذان وضو کے ساتھ کہنی بھی مان لیں تو مستحب ہی ثابت ہوگی ۔ مستحب پر لازم کرنے والا جاہل عظیم بالسنۃ کے ملقب ہے لہٰذا وضو کے ساتھ اذان پر التزام کرنے والے کو بھی یہی لقب دینا مناسب ہے ۔

استحباب کے متعلق ملا علی قاری ؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے ۔ من اعتقد المندوب ضروریا فقد اخذ من الضلالۃ جو شخص مستحب ضروری سمجھے کر اس نے گمراہی سے ایک حصہ لیا ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمختار جو مذہب حنفی کی معتبر کتاب ہے اس میں ہے سجدۃ شکر مستحبۃ ولکنہا تکرہ بعد الصلوٰۃ لان الجہلۃ یعتقدون سنۃ او واجبۃ وکل مباح یودی الیہ . مکروہ الظاہر انہا تحریمۃ لانہا تدخل فی الدین مالیس منہ سجدہ شکر مستحب ہے لیکن نماز کے بعد مکروہ ہے اس لئے کہ جہاں اس کو سنّت یا واجب خیال کرتے ہیں . جب حنفی المذہب کے متقدمین مفتی سجدہ شکر جیسی چیز کو دین میں ضروری سمجھنے کی وجہ سے حرام کہہ رہے اور ہاتھ اٹھا کر دُعا پر زور دینے والا جہل عظیم کے ساتھ معبر ہے تو آپ سمجھ لیں وضو کے ساتھ اذان کہنے پر التزام کرنے والا کون سے جرم کا مستحق ہے بس ایک شاعر کا شعر لکھتا ہوں اور ختم کرتا ہوں ؎

سنبھل کر رکھنا قدم میکدہ میں مولوی صاحب ؛ یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں .

از تنظیم اہلحدیث (روپڑ) جلد ۳ نمبر ۴)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال :. کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اذان بغیر وضو کے ہو سکتی ہے . یا وضو کے ساتھ کہنی چاہیئے اور بغیر وضو کے وبال کے متعلق کوئی حدیث آئی ہے ؟ السائل حکیم محمد یعقوب عثمانی . عثمان والا ضلع لاہور

الجواب :. اذان کے لئے وضو ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں دو حدیثیں آتی ہیں، جو دونوں صحیح نہیں ویسے باوضو کہنا بہتر ہے اس لئے کہ ذکر الٰہی کے لئے وضو ہونا اچھا کام ہے . بلا وضو اذان سے وبال کے سلسلے میں کوئی ایسی روایت نظر سے نہیں گزری . جسے قابل اطمینان کہا جائے . الاعتصام جلد ۱۳ نمبر ۵

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان عطاء اللہ حنیف بھوجیانی

سوال :. درود شریف بطور وظیفہ بغیر وضو پڑھ سکتے ہیں یا نہیں ؟

الجواب :. بغیر وضو درود شریف بطور وظیفہ پڑھ سکتا ہے . الاعتصام جلد ۲ شمارہ ۳۱/۳۲

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال حافظ محمد گوندلوی امیر جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان

سوال :. سجدہ تلاوت بغیر وضو کر سکتے ہیں یا نہیں ؟

الجواب :. سجدہ تلاوت میں وضو ہونا چاہیئے . الاعتصام جلد ۲ شمارہ ۶ حافظ محمد گوندلوی

الجواب صحیح علی محمد سعیدی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال :۔ ایک حدیث میں ہے کہ اعضائے وضو کو تین بار سے زیادہ دھونے والا حد سے گزرنے والا، زیادتی کرنے والا ہے اب اگر کوئی اور اعضاء وضو کو چار، چھ، آٹھ دس مرتبہ دھوئے تو اس کا وضو حدیث کے مطابق ہوگا یا نہ۔ اس وضو سے اس کی نماز ہوگی یا نہ، اگر نماز نہ ہوگی تو مقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہوگا۔

الجواب :۔ جو امام مسجد اعضاء وضو کو تین تین بار سے زائد چار، چھ، آٹھ دس مرتبہ دھوئے اگر اس کا ایسا کرنا اس وجہ سے ہے کہ وہ شکی اور وسواسی ہے اور محض اپنے اطمینانِ قلب کے لئے ایسا کرتا ہے تو اس کا وضو درست ہو جائے گا۔ اور اس کی اور اس کے مقتدیوں کی نماز صحیح ہوگی۔ لیکن ایسے امام کو ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ اعضاء وضو کو تین تین بار کامل طور سے دھو کر بس کر دے اور تین بارے سے زائد ہرگز نہ دھوئے، اگر اس ہدایت پر عمل نہ کرے تو خیر! ورنہ ایسے امام کو معزول کر کے کسی دوسرے شخص کو امام بنانا چاہیئے جو شکی اور وسواسی نہ ہو اور اگر اس شخص کا ایسا کرنا اس وجہ سے ہے کہ وہ اعضاء وضو کو تین تین بار سے زائد دھونے کو جائز سمجھتا ہے تو ایسا شخص بلاشبہ مخالف سنت ظالم و عاصی ہے ایسے شخص کو ہرگز امام نہ بنانا چاہیئے۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسالہ عن الوضوء فاراہ ثلثا ثلثا ثم قال ھکذا الوضوء فمن زاد علی ھذا فقد اساء و تعدی وظلم (رواہ النسائی و ابن ماجہ)

یعنی ایک دیہاتی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر وضو کے بارے میں سوال کیا آپ نے وضو کے ہر فعل کو تین مرتبہ کر کے دکھایا اور فرمایا جس نے اس پر زیادتی کی وہ گنہگار اور ظالم ہے روایت کیا اس کو نسائی اور ابن ماجہ نے۔ جامع ترمذی میں ہے:۔

وقال احمد واسحاق لا یزید علی الثلاث الا رجل مبتلی (ترمذی ص۸)

قال القاری فی المرقات ای بالجنون مظنۃ انہ بالزیادۃ یحتاط لدینہ قال ابن حجر ولقد شاھدنا من الموسوسین من یغسل یدہ فوق المئین وھو مع ذلک یعتقد ان حدثہ ھو الیقین۔ انتہی

امام احمدؒ اور اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ پر زیادتی صرف مبتلا ہی کر سکتا ہے یعنی مجنون (سرپھرا) جو احتیاط نہیں کرتا ہے، علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے وہمیوں کو دیکھا ہے کہ وہ ہاتھ کو سو مرتبہ سے زائد دھونے کے باوجود ناپاک سمجھتے ہیں۔ (املاہ محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری)

تنظیم اہلحدیث جلد ۱۷ شمارہ ۱۲

الجواب صحیح　　علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال :۔ کیا عورت ناخن پالش ناخنوں پر لگا کر وضو کر کے نماز پڑھ سکتی ہے ؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ناخن پالش لگا کر وضو کرے تو وضو نہیں ہوتا ؟

الجواب :۔ ناخن پالش مہندی کی قسم سے ہے مہندی کا رنگ بھی دو تین دفعہ لگانے گاڑھا اور موٹا ہو جاتا ہے ۔ جو بالاتفاق جائز ہے ۔ ایسا ہی ناخن پالش کو سمجھ لینا چاہیئے ۔ (از حضرت العلام حافظ صاحب محدث رحمہ اللہ)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال (تنظیم اہلحدیث جلد ۱۷ ش ۳۳)

سوال :۔ جو وضو نماز جنازہ کے لئے کیا گیا ہو اس سے دوسری نماز پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں ؟

الجواب :۔ جنازہ کے وضو سے نماز درست ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے نمازِ ظہر کے لئے وضو کرے ، تو اس سے نماز عصر جائز ہے ۔ یا نفل کے لئے وضو کرے تو فرض جائز ہیں اسی طرح جنازہ کا وضو سمجھ لینا چاہیئے بلکہ اگر قرآن مجید پڑھنے کے لئے وضو کرے تو اس سے بھی نماز پڑھ سکتا ہے پھر جنازہ کے وضو سے دوسری نماز کیوں نہیں پڑھ سکتا ، قرآن مجید تو نماز نہیں ، جنازہ نماز ہے ۔

اصل میں یہ مسئلہ کچھ اور ہے اس کو لوگوں نے کچھ اور ہی بنا لیا ہے ۔ حدیث میں ہے " جو میت کو غسل دے وہ غسل کرے جو جنازہ اٹھائے وہ وضو کرے " اس کو عام لوگوں نے یوں بنا لیا کہ جنازہ کے وضو سے دوسری نماز نہیں پڑھنی چاہیئے کیوں کہ عموماً وضو کے بعد جنازہ اٹھانے کا اتفاق ہو جاتا ہے ۔

حالانکہ اس میں نماز جنازہ اور دوسری نماز کا کوئی فرق نہیں ۔ جیسے جنازہ اٹھانے کے بعد عام نماز کے لئے وضو کرنا چاہیئے ویسے ہی جنازہ اٹھانے کے لئے نمازِ جنازہ کے لئے وضو کی ضرورت ہے ۔

اس بارے میں جنازے اور نماز کا ایک ہی حکم ہے ، پھر یہ حکم کوئی ضروری نہیں بلکہ استحبابی ہے ۔ یعنی جنازہ اٹھانے کے بعد نماز جنازہ کے لئے وضو کرنا ضروری نہیں ۔ مستحب ہے اسی طرح غسل میت کے بعد غسل بھی ضروری نہیں مستحب ہے ۔ (حضرت العلام حافظ صاحب رحمہ اللہ) (تنظیم اہلحدیث جلد ۱۷ ش ۴۶)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال : زید کہتا ہے کہ جنازہ کی نماز پڑھنے کے بعد وضو باطل ہو جاتا ہے ؟

الجواب :۔ جنازہ کا وضو جنازہ پڑھنے سے ٹوٹ نہیں جاتا اس سے نماز پڑھنی جائز ہے جو کہتا ہے کہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جنازہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس کا قول غلط ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد اوّل صہ ۵۳۸)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال: سجدہ تلاوت بے وضو کرنا درست ہے؟ یا نہیں؟

الجواب: سجدہ تلاوت جمہور کے نزدیک بے وضو درست نہیں اور عبداللہ بن عمر بے وضو سجدہ کیا کرتے تھے اور مشرکین نے بھی بے وضو سجدہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے کیا چنانچہ بخاری میں ہے:

عن ابن عباس ان النبیؐ سجد بالنجم وسجد معہ المسلمون والمشرکون والجن والانس رواہ البخاری پس

اس حدیث سے جواز سجدہ بے وضو نیز ثابت ہوتا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ صہ ۳۴۸ جلد اوّل) سید محمد نذیر حسین

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سجدہ تلاوت

سوال: امام جماعت کرا رہا ہو اور اس کا وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرے؟ کیا جماعت کھڑی رہے اور وہ وضو کر کے پھر وہیں آکھڑا ہو اور وہیں سے نماز شروع کر دے۔ (عبدالغنی دوست پورہ)

الجواب: اگر کوئی اور آدمی اس کی جگہ امامت کے فرائض سرانجام دے سکے تو دے سکتا ہے ورنہ اس کے ساتھ ہی سب مقتدی سلام پھیر دیں اور پھر امام صاحب وضو کر کے از سر نو نماز شروع کریں۔

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال (اہلحدیث سوہدرہ جلد ۹ شمارہ ۴۱)

سوال: وضو کر کے ہاتھ منہ کپڑے سے صاف کر لینا جائز ہے یا نہیں؟ (محمد طفیل کامونکی)

الجواب: جائز ہے ممانعت پر کوئی دلیل میری نظر سے نہیں گزری۔ (اہلحدیث سوہدرہ جلد ۸ ش ۱)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال: ایک شخص کو روزانہ بلا ناغہ احتلام ہوتا ہے وہ حج کر سکتا ہے یا نہیں؟ حالت احرام میں اسے شرعاً کیا کرنا چاہیئے؟

الجواب: کثرت احتلام کا عارضہ حیض کے حکم میں ہے اس لیے حضرت عائشہ کی حدیث کے مطابق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاجی عمل کر سکتا ہے۔ حرم میں جاتے وقت نہالے۔ (فتاویٰ ثنائیہ صد ۵۱۱ جلد ۱)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ زید کو کثرت ریاح کی شکایت ہے نماز بھی بمشکل ریاح کو روک روک ادا کرتا ہے ایسی صورت میں قرآن کریم یا حدیث پاک کی تلاوت بلا وضو کر سکتا ہے یا نہیں؟ (ثناء اللہ جیوآنوی)

الجواب:۔ کر سکتا ہے وہ معذور ہے۔ (اہلحدیث سوہدرہ جلد ۵ شمارہ ۲۰)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ زید مرض احتلام میں مبتلا ہے اور اسے اکثر رات کو احتلام ہو جاتا ہے وہ بیمار بھی رہتا ہے اور سردی کی وجہ سے غسل نہیں کر سکتا۔ کیا ایسی حالت میں وہ نماز اور قرآن پڑھ سکتا ہے یا پڑھا سکتا ہے؟

الجواب:۔ اگر سخت مجبوری ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ مگر امامت کسی اور ہی کو کرنی چاہیئے، دوپہر کو گرم پانی سے غسل کر سکتا ہے، تلاوت غسل کے بعد ہی ہونی چاہیئے۔ اولیٰ اور افضل یہی ہے۔

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال (اہلحدیث سوہدرہ جلد ۶ شمارہ ۴۴)

سوال:۔ منہ اور ناک میں ایک ہی دفعہ پانی دینا دوران وضو جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جائز ہے اور مسنون ہے۔ رد المختار المعروف بشامی مطبوعہ مصر ۱۲۹۴ھ حاشیہ درمختار کے صد ۱۲۰ میں ہے۔ فی البحر عن المعراج ان ترک التکرار مع الامکان لا یکرہ وایدہ فی الحلیۃ بانہ ثبت عنہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ تمضمض واستنشق مرۃ کما اخرجہ ابوداؤد یعنی بحر الرائق میں معراج سے نقل کیا ہے کہ وضو میں دوبار یا تین بار دھونے کو چھوڑ دینا باوجود قدرت کے مکروہ نہیں اور تائید کی ہے اس کی حلیہ میں ساتھ اس بات کے کہ ثابت ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی دیا ایک ہی دفعہ، جیسا کہ اسکو ابوداؤد نے روایت کیا۔ (محدث لاہور جلد ۱ شمارہ ۵) الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے دھوتی پہنے ہوئے وضو کیا اور بعد فارغ ہونے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وضو کے دھوتی اس کی ہوا سے اڑ کر کاندھے پر جا پڑی اور جانگ کھل گئی اب عرض یہ ہے کہ جانگ کے کھل جانے سے وضو اس کا باطل ہوا یا نہیں؟ فقط بینوا توجروا۔

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں دھوتی کے کھل جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے الانحطوا است قارتکم الحدیث جبکہ چوتڑ کے کھل جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو جانگ کے کھل جانے سے بدرجہ اولیٰ نہیں ٹوٹے گا۔ فتح الباری میں ہے وکذا من استدل بہ بان ستر العورۃ فی الصلوٰۃ لیس شرطا لصحتہا بل ہو سنۃ واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ عین الدین عفی عنہ سید محمد نذیر حسین فتاویٰ نذیریہ جلد اول صفحہ ۲

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ ہم لوگ چونکہ متبع امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں اور امام صاحب کے نزدیک ستر کو ہاتھ لگ جانے سے وضو ساقط نہیں ہوتا ہے پس ہم لوگ غسل میں اول وضو کر لیتے ہیں۔ پھر تمام بدن کو دھوتے ہیں پھر اس وضو سے نماز پڑھتے ہیں آیا یہ غسل اور وضو ٹھیک ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ والمستعان ہو اللہ العلے الوہاب بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ آپ صاحبان کا یہ کہنا کہ ہم لوگ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متبع ہیں محض ایک قول ہے جس کے معنی کچھ نہیں ہے کیوں کہ امام صاحب کا متبع وہ ہو سکتا ہے جو ان کے حکم پر چلے اور آپ اُن کے حکم پر چلتے نہیں یعنی وہ فرماتے ہیں کہ کسی کو جائز نہیں ہے کہ میرے کسی قول پر فتویٰ دے جب تک یہ معلوم نہ کرے کہ میں نے وہ قول کس دلیل سے کہا ہے دیکھو عقد الجید و فتح المبین وغیرہ جس کا مطلب یہ ہوا کہ دینیات میں عمل کا مدار میرے قول پر نہ رکھنا بلکہ دلیل یعنی قرآن و حدیث پر رکھنا اور آپ صاحبوں نے سارا مدار قول ہی پر رکھا ہے کہتے ہیں چونکہ ہم حنفی ہیں اس لئے یوں کرتے ہیں۔ چونکہ امام صاحب نے فلاں حکم دیا ہے اس لئے ہم یوں کرتے ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے جس قول کو حدیث کے خلاف دیکھو اس قول کو چھوڑ دینا۔ آپ صاحبان حدیث کی مخالفت کے وقت ان کے قول کو نہیں چھوڑتے ہیں۔ بلکہ حدیث کو چھوڑتے ہیں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی تقلید کو مستحب بھی نہیں فرماتے۔ آپ صاحب اس کو فرض و واجب بتلاتے ہیں۔ پھر اس ضد اور عکس کا نام اتباع رکھنا سراسر زبردستی نہیں ہے تو اور کیا ہے ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

مسائل کا جواب مختصراً یوں ہے کہ ستر کو ہاتھ لگ جانے کے بارے میں دونوں طرف روایتیں موجود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ یعنی بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ اس سے وضو ساقط ہو جاتا ہے اور بعض میں آیا ہے کہ ساقط نہیں ہوتا ہے اور دونوں قسم کی روایتیں اچھی ہیں۔ ہاں اتنی بات ہے کہ وضو کے ساقط ہو جانے کے بیان والی حدیث چونکہ از روئے سند کے زیادہ قوی ہے ترمذی نے اس کو حسن صحیح کہا ہے اور امام اوزاعی، شافعی، احمد، اسحاق، بخاری، ابوزرعہ، ابوداؤد، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان، یحییٰ بن معین بیہقی، حازمی وغیرہم حفاظ وآئمہ رحمہم اللہ نے اس کو صحیح بتلایا ہے دیکھو ترمذی جلد اوّل صفحہ ۱۳ کتاب الوضوء اور دارقطنی صفحہ ۵۴ اور تلخیص الحبیر صفحہ ۴۴ اور نیل الاوطار صفحہ ۱۹۲ جلد اوّل وغیرہ اور دوسری جانب کی حدیث میں کسی قدر ضعف ہے جیسا کہ دارقطنی اور اس کی شرح مغنی صفحہ ۵۴ میں اور تلخیص ص۴۶ میں ہے کہ امام شافعی ابوحاتم ابوزرعہ دارقطنی، بیہقی ابن جوزی وغیرہم رحمہم اللہ نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ دوسرے یہ کہ پہلی حدیث پر عمل کرنے میں احتیاط بھی ہے اس لئے اولیٰ اور افضل تو یہ بات ہے کہ اگر ستر کو ہاتھ لگ جائے تو پھر وضو کر لے اور اگر نہ کرے تو بوجہ دوسری حدیث کے جائز اور معاف ہے کچھ جائے اعتراض نہیں ہے۔

حررہ حمید اللہ عفی عنہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۱۶ھ سید نذیر حسین (فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ ص ۲۴۸، ۲۴۹)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال: بدن کے کسی حصہ میں سے اگر خون نکلے تو وضو جاتا رہتا ہے یا نہیں؟

الجواب: سبیلین یعنی قبل و دبر سے اگر کوئی چیز خارج ہو تو وضو ٹوٹتا ہے ورنہ نہیں (صحیح بخاری) لیٹ کر سو جانا بھی چونکہ مظنہ خروج ہے اس لئے سبب سے مسبب کا احتمال ہے جن احادیث میں علاوہ سبیلین کے وضو ٹوٹنے کا حکم ثابت ہے وہ بطور احتیاط کے ہے یا لغوی وضو مراد ہے واللہ اعلم

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال (فتاویٰ ستاریہ جلد اوّل ص۳)

سوال: اگر کسی شخص کو وضو کر کے دیوار وغیرہ سے ٹیکا لگا کر نیند آ جائے تو اس کا وضو ٹوٹا یا رہا؟

الجواب: ٹیکا لگانے سے وضو ٹوٹنے کی کوئی صریح دلیل نہیں، لیٹ کر سو جانے سے وضو کا ٹوٹنا حدیث سے ثابت ہے۔ (فتاویٰ ستاریہ جلد اوّل ص۷۹)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال :۔ حقہ پینا شرعاً کیسا ہے اس کے پینے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں ؟ (محمد بشیر گگڑ کے)

الجواب :۔ حقہ مکروہ ہے بلکہ اسراف و تبذیر کی دفعہ میں شمار ہو کر حرام کی حد تک پہنچ جاتا ہے ایسی بُری چیز کو با وضو پینا طہارت کی توہین ہے تقویٰ اسی میں ہے کہ حقہ پینے کے بعد وضو دوبارہ کیا جائے۔

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال (الجحدیث سوہدرہ جلد ۵ ش ۲۱)

سوال :۔ بعض لوگوں کو تقطیر البول کا مرض ہوتا ہے اور بعض کی ہوا خارج ہوتی رہتی ہے ان کے لئے نماز کا کیا حکم ہے ؟ (عبد الرشید خاں)

الجواب :۔ نماز معاف تو نہیں ہوگی، پڑھنی ضروری ہے مگر اس کی صورت یہ ہے کہ ایسے بیمار لوگ وضو کر کے نماز شروع کر دیں اور ایک ہی وضو سے پوری نماز پڑھ لیں اگر درمیان میں وضو ٹوٹتا ہے تو ٹوٹا کرے اللہ تعالیٰ معاف کرے گا۔ پر دوسری نماز کے لئے تازہ وضو کرنا ہوگا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک استحاضہ کی مریضہ کو ایسے ہی حکم دیا تھا۔ (اہلحدیث سوہدرہ جلد ا ش ۲۰)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال :۔ سورج کی گرمی سے یعنی دھوپ سے جو پانی گرم ہو جاتا ہے۔ اس سے وضو ہو جاتا ہے یا نہیں ؟

الجواب :۔ مشکوٰۃ باب المیاہ میں ہے۔ عن عمر بن الخطاب قال لا تغتسلوا بالماء المشمس فانه يورث البرص (رواه الدارقطنی) یعنی دھوپ سے گرم پانی کے ساتھ غسل نہ کرو کیونکہ وہ پھلبہری کو پیدا کرتا ہے دارقطنی میں بعض اور روایتیں بھی ہیں۔ جن کا مطلب یہی ہے لیکن یہ مسئلہ طبی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے اور طبی حیثیت سے اتفاقیہ استعمال چنداں مضر نہیں۔ اس لئے اگر اور پانی نہ ملے تو اس کا استعمال کر لینا حرج نہیں، جنگل میں جو ہڑوں، چھپڑوں کے پانی کے استعمال کی بابت مشکوٰۃ وغیرہ میں احادیث موجود ہیں، حالانکہ وہ عموماً دھوپ سے گرم ہو جاتا ہے۔ تنظیم اہلحدیث روپڑ جلد ۱۳ ش ۲۳ الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

سوال :۔ نماز جنازہ کے لئے جو وضو کیا گیا ہے تو اس وضو سے پنجگانہ نماز میں سے کوئی نماز ادا کرنا جائز ہے یا نہیں ؟ (مولوی جمیل علی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب:۔ جائز ہے اس واسطے کہ وضو میں نیت شرط نہیں چاہے جس نیت سے وضو کرے اُس وضو سے نماز ادا کرنا جائز ہے اور تیمم میں کہ نیت شرط ہے اُس میں بھی جائز ہے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے لَوْ تَیَمَّمَ لِصَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ وَسَجْدَۃِ التِّلَاوَۃِ اَجْزَأَہٗ اِنْ صَلّٰی بِہٖ مَکْتُوْبَۃً بِلَاخِلَافٍ کَذَا فِی الْمُحِیْطِ۔ یعنی اگر نماز جنازہ اور سجدۂ تلاوت کے لئے تیمم کیا تو بلا خلاف علماء کے نزدیک جائز ہے کہ اُس تیمم سے فرض نماز پڑھے ایسا ہی محیط میں ہے فقط (فتاویٰ عزیزی مؤلفہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۳۶۱، ۳۶۲)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

سوال:۔ زید ریاح کے مرض میں ایسا گرفتار ہے کہ ایک رکعت تک بھی ریح ضبط نہیں کر سکتا ہے تو وُہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرے اور بعد نماز کے جو کچھ اُس کا معمول ہے وظیفہ ہووے مثلاً منزل کلام اللہ کی پڑھتا ہو اور حدیث شریف پڑھتا ہو تو اُسی وضو سے یہ سب بھی پڑھے گا یا ان سب وظیفوں کے لئے تازہ وضو کرنا ہوگا۔ اور بعد نوافل کے مثلاً تہجد و اشراق و چاشت کے بعد جو کچھ درود اور وظیفہ پڑھے گا معمول ہے اُسی سابق وضو سے ادا کرے گا۔ جو نوافل کے لئے وضو کیا تھا یا تازہ وضو کرنا ہوگا؟

الجواب:۔ پھر تازہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں اگر کوئی دوسرا ناقص وضو صادر نہ ہوا ہو تو وہی سابق وضو کافی ہوگا۔ (فتاویٰ عزیزی ص ۳۶۲) الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال: جنازہ والے وضو کے ساتھ فرض اور نوافل نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب: جنازے کو نہ اٹھانے کی صورت میں یقیناً اس وضو سے فرض نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اور اگر جنازے کو اٹھایا ہو تو پھر احتیاط اسی میں ہے کہ فرض کے لئے دوبارہ وضو کر لیں۔ (اہلحدیث لاہور جلد ۳ ش ۹)

تشریح: اگر مفتی صاحب اس تقسیم پر کوئی دلیل بیان فرما دیتے تو اطمینانِ قلب کے لئے کافی تھی، صحیح اور اطمینانِ قلب بات یہ ہے کہ جب تک سبیلین سے کوئی چیز خارج نہ ہو وضو نہیں ٹوٹتا۔ خواہ جنازہ اٹھایا ہو یا نہ اٹھایا ہو۔ ہذا ما ظہر لی واللہ اعلم

الراقم

علی محمد سعیدی

جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال .. انتقاض وضو بتعمد کذب نمیمہ و مانند آن از دیگر معاصی ثابت ست یا نہ ؟

الجواب .. ثابت نیست و استدلال قائلین آن کہ بحدیث مروی از ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ است ان النبی صلعم رائی رجلا مسبلا ازارہ فی الصلوٰۃ فامرہ باعادۃ الوضوء والصلوٰۃ در سندش راوی مجہول ست پس استدلال بدان برانتقاض وضو مسبل ازار صحیح نباشد تابغیر او از فاعلین کذب و مرتکبین سائر معاصی چہ رسد و نیز استدلال کردہ اند بقصۂ اعمی کہ طبرانی در کبیر از ابی موسیٰ آوردہ گفت بینما النبی صلعم یصلی بالناس اذ دخل رجل فتردی فی حفرۃ کانت فی المسجد و کان فی بصرہ ضرر فضحک کثیر من القوم وہم فی الصلوٰۃ فامر النبی صلعم من ضحک ان یعید الوضوء والصلوٰۃ و در اسناد این قصہ محمد بن عبد الملک بن مروان واسطی ست ابوداؤد گفتہ انہ لم یکن بحکم العقل و بیہقی آنرا از ابو العالیہ مرسلاً روایت کردہ و گفتہ اما ہذا فحدیث مرسل و مراسیل ابی العالیۃ لیست بشئی کان لا یبالی عمن اخذ وشافعی فرمودہ حدیث ابی العالیۃ الریاحی ریاح و ابن عدی گفتہ اکثر ما نقم علی ابی العالیۃ ہذا الحدیث وقد جزم جماعۃ من الحفاظ انہ لم یصح فی کون الضحک ینقض الوضوء شئی و شوکانی در فتاوی گفتہ واقول حاشا لاصحاب رسول اللہ صلعم الذین ہم خیر القرون ان یضحکوا فی صلاتہم لا سیما علی مثل ہذہ القضیۃ التی تقتضی البکاء لا الضحک فای سبب لسائر الناس فی رجل ضریر تردی فی حفرۃ فکیف للصحابۃ المؤمنین بالصادق المصدوق انتہیٰ بیہقی گفتہ لیس فی شئی من الروایات انہ امر بالوضوء واخرج البیہقی ایضاً عن ابی الزناد قال کان من ادرکت من فقہائنا الذین ننتہی الیہم منہم سعید بن المسیب وعروۃ بن الزبیر والقسم بن محمد وابوبکر بن عبد الرحمٰن وخارجۃ بن زید وعبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ وسلیمن بن یسار فی مشیخۃ جلۃ سواہم یقولون فیمن رعف غسل عنہ الدم ولم یتوضأ وفیمن ضحک فی الصلوٰۃ اعاد صلوٰتہ ولم یعد منہ وضوءہ انتہیٰ گویم این ہر ہفت فقیہ ہمان اند کہ در ایام تابعین دوران فتیا بر ایشان بود شاعر در حصر ایشان گفتہ ؎

الا کل من لا یقتدی بائمۃ ؎ فقسمتہ ضیزیٰ عن الحق خارجۃ
فخذہم عبید اللہ عروۃ قاسم ؎ سعید ابوبکر سلیمان خارجۃ

وہمراہ ایشان درین باب غیر ایشان اند چنانکہ لفظ فی مشیخۃ جلۃ سواہم بدان شعر است غرضیکہ عدم نقض وضو از ینہا اجماع تابعین ست و اگر کسی مخالف ایشان میکرد نا گزیر آن را بیان میکردند شوکانی گفتہ وہیہات ان مخالفت ہولاء الجبال غیرہم واجماعہم یدل علی اجماع الصحابۃ ولو قال صحابی من کبارہم او صغارہم ما خفی ذلک علی ہولاء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الائمۃ من التابعین فہذا الحکم اجمع علیہ الصحابۃ والتابعون لاینبغی ان یخالفہم مخالف انتہی واما ناقض وضو بودن کذب وغیبت ونمیمہ ونحو آن پس دلیلی برآن از کتاب وسنت نیست وقصہ مسبل آزار وقصہ اعمی صلاۃ حیث استدلال بر قصہای مذکورہ ندارد وکیف کہ بدان استدلال بر غیبت ونمیمہ کنند وواجب نکردہ ست او تعالیٰ بر فاعل معصیت مگر توبہ وفی ہذا الکفایۃ وقد اوضح شیخنا وبرکتنا القاضی محمد بن علی الشوکانی رضی اللہ عنہ فی مصنفاتہ ہذہ المسائل باکثر مما ہنا واللہ ولی التوفیق۔ دلیل الطالب ص ۲۳۱-۲۳۲

ترجمہ سوال عمداً ارتکاب کذب وغیبت وغیرہا من المعاصی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں ؟

الجواب کوئی ثبوت نہیں ہے اور جو قائل ہیں وہ حضرت ابوہریرہ کی روایت سے استدلال پکڑتے ہیں۔ کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز کی حالت میں دیکھا کہ وہ اپنی چادر ٹخنوں سے نیچے لٹکائے ہوئے تھا تو آپ نے اسکو وضو اور نماز ہر دو کے اعادہ کا حکم فرمایا، چونکہ اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے بنابریں نقضِ وضو وصلوٰۃ مسبل ازار ثابت نہیں ہوتا چہ جائیکہ مرتکب جھوٹ اور غیبت کا نقضِ وضو ثابت ہو۔ نیز بعض لوگ اس قصہ سے بھی استدلال پکڑتے ہیں جو کہ طبرانی کبیر میں لائے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے مسجد میں ایک گڑھا تھا ایک نابینا آدمی آیا اور اس میں گر گیا اکثر لوگ نماز کی حالت میں ہنس پڑے آپ نے سب کو وضو اور نماز پڑھنے کا حکم فرمایا۔ اسکی سند میں بھی محمد بن عبدالمالک بن مروان واسطی ہے جس کے متعلق ابوداؤد فرماتے ہیں کہ وہ صحیح العقل انسان نہیں ہیں اور امام بیہقی نے اس کو ابوالعالیہ سے مرسل روایت کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ ابوالعالیہ کی مرسل روایت لاشی محض ہیں اور وہ اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ کس سے روایت لے رہا ہوں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے۔ کہ ابوالعالیہ کی حدیث ریاح ہے (ہوائی) (جو ویسے ہی کسی سے اڑائی۔) ابن عدی کا فرمان ہے کہ ابوالعالیہ کی اس حدیث کا اکثر نے انکار کیا ہے، حافظوں کی ایک جماعت نے حتمی کہا ہے کہ ہنسی سے وضو کا ٹوٹ جانا صحیح نہیں ہے۔ امام شوکانی رضی اللہ عنہ نے فتاویٰ میں فرمایا ہے کہ اصحابِ رسول صلی اللہ سے ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا کہ نماز میں ہنسیں، خاص کر ایسے قصہ میں جبکہ اندھا گڑھے میں گرے جو کہ رونے کا مقام ہے عام لوگ بھی ایسا نہیں کر سکتے، چہ جائے کہ اصحاب رضوان جو کہ صادق مصدوق کے ساتھی ہیں۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ایسی کوئی روایت نہیں ہے۔ جس میں اس بارہ وضو کرنے کا حکم ہو۔

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: هل الواجب فی القدمین الغسل ام المسح؟

الجواب: اختلف قول اهل العلم فی هذه المسئلة قدیما وحدیثا والحق فیها ما حققه شیخنا وبرکتنا الشوکانی رحمه الله فی وبل الغمام قال الحق ان الدلیل القرانی قد دل علی جواز الغسل والمسح لثبوت قرأة النصب والجر ثبوتا لا ینکر وقد تعسف القائلون بالغسل فحملوا الجر علی الجوار وانه لیس للعطف علی مدخول الباء فی مسح الراس بل هو معطوف علی الوجوه تما جاور مجرورا انجر وتعسف القائلون بالمسح فحملوا قراءة النصب علی العطف علی محل الجار والمجرور فی قوله برؤسکم کما ان قراءة الجر عطف علی لفظ المجرور وکل ذلک ناشئ عن عدم الانصاف عند عروض الاختلاف ولو وجد احد القائلین باحد التاویلین اسما مجرورا فی روایة ومنصوبا فی اخری مما لا یتعلق به الاختلاف ووجد قبله منصوبا لفظا ومجرورا لفظا شک ان النصب عطف علی المنصوب والجر عطف علی المجرور واذا تقرر هذا کان الدلیل القرانی قاضیا بمشروعیة کل واحد منهما علی انفراده لا علی مشروعیة الجمع بینهما وان قال به قائل فهو من الضعف بمکان لان الجمع بین الامرین لم یثبت فی شیء من الشریعة انظر الاعضاء المتقدمة علی هذا العضو من اعضاء الوضوء فان الله سبحانه شرع فی الوجه الغسل فقط وکذلک فی الیدین وشرع فی الراس المسح ولکن الرسول صلی الله علیه وسلم قد بین للامة ان المفروض علیهم هو غسل الرجلین لا مسحهما فتواترت الاحادیث عن الصحابة فی حکایة وضوءه صلی الله علیه وسلم وکلها مصرحة بالغسل ولم یات فی شیء منها المسح الا فی مسح الخفین فان کانت الایة مجملة فی الرجلین باعتبار احتمالها للغسل والمسح فالواجب الغسل بما وقع منه صلی الله علیه وسلم من البیان المستمر جمیع عمره وان کان ذلک لا یوجب الاجمال فقد ورد فی السنة الامر بالغسل ورودا ظاهرا ومنه الامر بتخلیل الاصابع فانه یستلزم الامر بالغسل لان المسح لا تخلیل فیه بل یصیب ما اصاب ویخطی ما اخطاء والامر بتخلیل الاصابع اخرجه احمد من حدیث ابن عباس والدارقطنی من حدیث ابی هریرة ومن حدیث عائشة والترمذی والحاکم من حدیث لقیط بن صبرة واخرجه ایضا ابوداؤد والنسائی من حدیثه ومن الاحادیث المستلزمة للامر بالغسل قوله صلی الله علیه وسلم ویل للاعقاب من النار وویل للعراقیب من النار اخرجه مسلم من حدیث ابی هریرة واحمد وابن ماجة من حدیث عائشة وابن ماجة ایضا من حدیث جابر والبخاری ومسلم وابوداؤد والنسائی وابن ماجة من حدیث ابن عمر واحمد والبخاری ومسلم ایضا من حدیث ابی هریرة ولو کان المسح مشروعا لما وقع منه صلعم ذلک لان المسح لا یصیب کل موضع ولاسیما المواضع الخفیة کالاعقاب والعراقیب ومن ذلک ایضا احادیث الاعرابی الذی امره صلعم باعادة الوضوء لما رای عقبه جافا یلوح فنهما عند

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابی داؤد عن بعض الصحابة وعن انس وعند مسلم وابی داؤد عن جابر قال اخبرنی عمر بن الخطاب رضی الله عنه ان رجلا توضأ فترك موضع ظفر علی قدمه فابصره النبی صلی الله علیه وسلم فقال له ارجع فاحسن وضوءك فرجع فتوضأ ثم صلی وبهذا يتقرر ان الحق ما ذهب اليه الجمهور من وجوب الغسل وعدم اجزاء المسح واما مسح الخفين فهو بدل عن الغسل لا عن المسح ومما يدل على وجوب الغسل حديث هذا وضوء لا يقبل الله الصلوة الا به واخرجه الطبرانی من حديث معاوية بن قرة عن ابيه عن جده والدارقطنی من حديث ابن عمر وابی هريرة وزيد بن ثابت وابن ماجه من حديث ابن عمر وابن العاص وابی بن كعب وابن السكن من حديث انس وابن ابی حاتم من حديث عائشة وفی جميع الطرق المذكورة مقال لكنها يقوی بعضها بعضا وقد استدل بهذه الحديث من قال بوجوب الترتيب لان الوضوء الذی قال فيه النبی صلعم هذه المقالة كان مرتبا ويؤيد ما اخرجه احمد وابوداؤد وابن ماجة وابن خزيمة وابن حبان عن ابی هريرة مرفوعا اذا توضأتم فابدؤا بميامنكم قال ابن دقيق العيد هو خليق بان يصح ولا يعارض المرفوع ما روی عن بعض الصحابة من انه بدأ بشماله فی الوضوء لكن تمام الحديث واذا لبستم فابدؤا بميامنكم فمن قال بوجوب البداءة بالميامن فی الوضوء لزمه فی اللبس وقد حققنا الكلام على هذا فی شرح المنتقى فليرجع اليه ومن جملة ما استدل به القائل بوجوب الترتيب ان الاية مجملة باعتبار ان الواو لمطلق الجمع على ای صفة كان فبين النبی صلی الله علیه وسلم للامة ان الواجب من ذلك هيئه مخصوصة هی المروية عنه وهی مرتبة انتهى قال فی السيل الجرار قد اطال اهل العلم الكلام على القراءتين فی قوله سبحانه وتعالى وارجلكم ولا شك ان ظاهرهما انه يجزی الغسل وحده والمسح وحده وهما قراءتان صحيحتان لكنه لم يثبت عن النبی صلی الله علیه وسلم المسح للرجلين قط بل الثابت عنه فی جميع الروايات انه كان يغسل رجليه وثبت عنه ما يدل على ان الغسل لهما متعين كما فی حديث انه صلعم توضأ ثم قال بعد فراغه من الوضوء هذا وضوء لا يقبل الله تعالى الصلوة الا به وكان ذلك الوضوء مع غسل الرجلين وقال للاعرابی توضأ كما امرك الله ثم ذكر له صفة الوضوء وفيه غسل الرجلين وثبت عنه فی الصحيحين وغيرهما انه قال ويل للاعقاب من النار قال ذلك لما رأى جماعة واعقابهم تلوح ولهذا وقع الاجماع على الغسل قال النووی ولم يثبت خلاف هذا عن احد يعتد به وقال ابن حجر فی الفتح انه لم يثبت عن احد من الصحابة خلاف ذلك الا عن علی وابن عباس وانس رضی الله عنهم وقد ثبت الرجوع منهم من ذلك وبالجملة فاستمراره صلعم على الغسل وعدم فعله المسح اصلا الا فی المسح على الخفين

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصدور الوعيد منه على من لم يغسل وتعليمه لمن علمه انه يغسل رجليه وقوله هذا وضوء لا يقبل الله تعالى الصلوة الا به يدل على ان قرأة الجر منسوخة او محمولة على وجه من وجوه الاعراب كالجر على الجوار او محمولة على المسح على الخفين الثابت ثبوتا اوضح من شمس النهار حتى قيل انه روى من طريق اربعين من الصحابة وقيل من طريق سبعين منهم وقيل من طريق ثمانين منهم انتهى وفى هذا المقدار كفاية لمن له هداية ۔ دليل الطالب على ارجح المطالب ص ۲۳۲-۲۳۵

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال صاحب حدث کہ اکل و شرب بعض ماکولات و مشروبات اور اسبب زیادت حدث لاحق میگردد بروی ترک آں ماکول و مشروب بوجہ اداء علت حدث لازم است یا نہ ؟

الجواب ۔ لازم نیست حتماً زیرا کہ وی چیزی خوردہ کہ شرعاً خوردنش حلال ست و تقییدش بمثل ایں قید کہ اکل آں شئی چیزی را از فضلات بدن نیفزاید وارد نشدہ بلکہ انسان را جائز ست کہ ہرچہ او تعالیٰ باکل آن اذن فرمودہ ما دامیکہ دران ماکول چیزے کہ از وی حدوث علت تواند شد و ازان علت خشیت ہلاک نفس یا ضرر بدن بمرض باشد نبود تناول کند چہ حق تعالیٰ بندگان خود را از قتل نفس شان و از اکل و شرب مضرات ابدان نہی فرمودہ ست لاغیر و ہرچہ چنیں باشد کہ ازان جان میرود یا گزندی بہ تن میرسد ماکول بود یا مشروب او تعالیٰ باکل یا شربش دستوری ندادہ بلکہ ازان نہی فرمودہ و مسئلہ سوال ازیں قبیل نیست چہ مفروض آنست کہ ایں مرد کہ از حالش سوال رفتہ مبتلا بایں علت ست و ورا از استعمال این نوع مسئول عنہ جز مجرد زیادت علت حاصل دیگر نیست حالانکہ متقرر شدہ کہ ہیچ فرق میان خارج مطلق کثیر و میان خارج فی وقت دون وقت نیست گو وقت انقطاعش معلوم ، نبود آری اگر یکی تندرست ست و علت سلس ندارد مگر چون نوعی خاص را از بعض ماکولات و مشروبات استعمال میکند ایں علت بوی حادث میگردد پس دریں صورت اگر چنیں گویند کہ ورا اجتناب ازاں نوع خاص واجب است بشرطیکہ غیر آن ماکول و مشروب را بدون مشقت تحصیل بر وجہی کہ آثم نبود می یابد بعید نباشد زیرا کہ در شکم او ضرر رسیدہ و مرض حادث گردیدہ ست پس چہ قسم ازاں پرہیز نتواند کرد و اگر جزیں نوع کہ محدث علت است نوعی دیگر نمی یابد پس دریں صورت اورا اکل و شرب آن نوع جائز باشد بنا بر آنکہ حق تعالیٰ برای شخص مضطر اجازت انتفاع بشئی حرام کہ منصوص التحریم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحرمتش بدلیل صحیح معلوم ست اکلاً وشرباً فرموده کما فی قوله سبحانهٗ الا ما اضطررتم الیه وجواز اکل وشرب چیزی که دراصل حلال باشد ولکن دربدن محدث مثل این احداث ست بفحوای خطاب ثابت شده واین خطاب ازاں جنس ست که اہل علم بر معمول به بودنش متفق بوده اند تا آنکه کسانیکه نفی عمل بقیاس میکنند یا نفی عمل بمفہوم مینمایند نیز دریں حکم موافقت کرده اند واگر ممکن بر غیر این نوع محدث علت داد مگر بسوال از مردم نه بغیر آن پس دریں صورت ترک سوال واکل وشرب ازاں نوع محدث علت واجب باشد زیراکه صاحب علت بوجود این نوع ازاں اشخاص گردیده که سوال برآنہا حرام است چنانکه ادلهٔ وارده در تحریم سوال غنی وقوی از مردم بران دلالت دارند مگر آنکه چنین گویند که وی وجود آن نوع مضطر غنی نمیگردد بلکه وجودش در ملک وی ہمچو عدم ست و وی دریں حال واجد قوت یک یوم که محرم سوال بروی باشد نیست واین مبنی بر تفسیر غنا ست که غنا مانع از سوال آنست که با خود قوت یکیوم داشته باشد علی ما فی ذلک من اضطراب الاقوال واختلاف المذاہب وبسط الکلام فی ہذا یطول به البحث ویخرجنا عن المقصود فہذان الاحتمالان للمجتہد فان ترجح منہما ما یرجح له بعد توفیة النظر حقه فذالک واللہ اعلم۔ (دلیل الطالب ص۲۴۵)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وقع السوال عما رواه ابوداؤد فی باب ما یجزئ من الماء فی الوضوء ولفظه حدثنا ابن بشار قال حدثنا محمد بن جعفر قال حدثنا شعبة عن حبیب الانصاری قال سمعت عباد بن تمیم یحدث عن جدتی وهی ام عمارة ان النبی صلی اللہ علیه وسلم توضأ فاتی باناء فیه قدر ثلثی المد انتہی وجه السوال فی ہذا الحدیث ان حبیب بن زید بن خلاد ابن السائب بن خلاد بن سوید وخلاد لیس زوجا لام عمارة بل زوج ام عمارة زید ابن عاصم بن عمرو بن عوف بن مبذول وولدت له حبیبا وعبد اللہ بن زید بن عاصم ثم مات زید بن عاصم وتزوجها بعده غزیة بن عمرو فولدت له تمیما وخولة فکیف تکون ام عمارة وهی نسیبة جدة لحبیب الانصاری افیدونا فی ذلک بما یزیل الابہام جزیتم خیرا والسلام والجواب اللہ الموفق لاصابة الصواب انه صرح فی الخلاصة بان ام عمارة وهی نسیبة یروی عنہا حفیدها عباد من تمیم انتہی وام عمارة المذکورة ہذه هی نسیبة بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن غنم بن مازن ابن النجار فہی نجاریة وتزوجت بابن عمہا زید بن عاصم بن عمرو بن عوف بن مبذول فاولدها حبیبا وعبد اللہ فہی وزوجها وولدیها من بنی النجار ثم تزوجها بعد زید

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن عاصم غزیۃ بن عمرو فاولدھا تمیما وخولۃ فزوجھا الآخر ایضا من بنی النجار وھو غزیۃ بن عمرو فولد اھا منہ وھما تمیم وخولۃ واما حبیب بن زید بن خلاد بن السائب بن خلاد بن سوید بن ثعلبۃ بن عمرو بن حارثۃ بن امرئ القیس خزرجی کما فی اسد الغابۃ وجدہ السائب بن خلاد بن سوید صحابی وکنیتہ ابو سھلۃ قال فی الخلاصۃ لہ خمسۃ احادیث وعنہ ابن خلاد وصالح ابن حیوان انتھی فعلم من ھذا ان ام عمارۃ وھی نسیبۃ تزوجت ایضا مرۃ ثالثۃ بخلاد بن السائب بن سوید بدلیل قول حبیب جدتی ام عمارۃ نص انھا جدۃ الحبیب بن خلاد الخزرجی بھذا الاعتبار لا لحبیب بن زید بن عاصم النجاری وھی ام عمارۃ جدۃ ایضا العباد بن تمیم النجاری لانھا تزوجت بغزیۃ بن عمرو فولدت لہ تمیما وخولۃ ثم ان تمیما تزوج ایضا فولد لہ عباد فصارت جدۃ لعباد بن تمیم النجاری ایضا فافھم ترشد ھذا ما ظھر واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم وصلی اللہ علی سیدنا محمد والہ وصحبہ اجمعین۔ (نور العین جلد اوّل ص۶۵)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ وقع السوال عن حدیث ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد توضاء وترک علی قدمہ موضع الظفر لم یصبہ الماء فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارجع فاحسن وضوءک رواہ ابن ماجۃ من حدیث عبد اللہ بن وھب عن جریر بن حازم عن قتادۃ عن انس رضی اللہ عنہ وابوداود قال ابوداود ھذا الحدیث لیس بمعروف ولم یروہ الا ابن وھب وحدہ وقد روی عن معقل بن عبد اللہ الجزری عن ابی الزبیر عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انتھی وفی حدیث ابن عمر اخرجہ مسلم من حدیث معقل المذکور عن ابی الزبیر عن جابر قال اخبرنی عمر بن الخطاب ان رجلا توضاء فترک موضع ظفر علی قدمہ فابصرہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ارجع فاحسن وضوءک فرجع ثم صلے واخرجہ احمد مثلہ وزادہ ثم توضاء قال الحافظ ابن حجر فی التلخیص قال البزار لا نعلم احدا اسندہ عن عمر الا من ھذا الوجہ وقال ابو الفضل الھروی انما یعرف ھذا من حدیث ابن لھیعۃ ورفعہ خطاء فقد رواہ الاعمش عن ابی سفیان عن جابر عن عمر موقوفا وکذا رواہ ھشیم عن عبد الملک عن عطاء عن عبید بن عمیر عن عمر نحوہ فی قصۃ موقوفۃ وفی الباب عن انس ان رجلا جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد توضاء وترک علی قدمہ مثل الظفر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارجع فاحسن وضوءک رواہ احمد وابوداود وابن ماجۃ وابن خزیمۃ والدارقطنی وقال تفرد بہ جریر بن حازم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن قتادة وهو ثقة انتهى قال الامام الشوكانى فى نيل الاوطار حديث انس رواه ابن ماجة وابن خزيمة الا انه قال الحافظ ان ابا داود رواه من طريق خالد بن معدان عن بعض اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم بنحوه قال الحافظ البيهقى مرسل وكذا قال ابن القطان وفيه بحث وكان البحث فى ذلك من وجهة ان خالد بن معدان لم يرسله بل قال عن بعض ازواج النبى صلى الله عليه وسلم فوصله وجهالة الصحابى غير قادحة قال الاثرم قلت لاحمد بن حنبل هذا اسناد جيد قال نعم نقلت له اذا قال رجل من التابعين حدثنى رجل من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم ولم يسمه فالحديث صحيح قال نعم واعله المنذرى بان فيه بقية وهو مدلس وفى المستدرك تصريح بقية بالتحديث واطلق النووى ان الحديث ضعيف الاسناد قال الحافظ وفى هذا الاطلاق نظر لهذه الطرق انتهى كلام الشوكانى فى نيل الاوطار وهى فى الواقع عبارة الحافظ ابن حجر فى التلخيص بلفظها ولكن لا يخفى ان خالد بن معدان الذى رواه ابوداود انما هو حديث الامر باعادة الوضوء والصلاة وكذا رواه ابن ماجة من طريق ابن لهيعة عن ابى الزبير عن جابر عن عمر لا فى الامر باحسان الوضوء واعلال المنذرى له بان فى اسناده بقية بن الوليد انما هو من حديث الامر باعادة الوضوء والصلاة لا فى الامر باحسان الوضوء وكذلك سوال الاثرم للامام احمد بن حنبل وجوابه المذكور انما هو فى حديث الامر باعادة الوضوء والصلاة فليتامل وليراجع ملسلكه الحافظ ابن حجر والامام الشوكانى فى شرح حديث الامر باعادة الوضوء والصلاة حديثا واحدا وقد اعاد الشوكانى فى شرح حديث الامر باعادة الوضوء والصلوة سوال الاثرم للامام احمد وجوابه باللفظ السابق فى حديث الامر باحسان الوضوء وهو مما يقوى الاشكال والجواب المزيل للاشكال والله اعلم بان يقال مودى الحديثين والمراد منهما واحد بدليل قول الحافظ ابن حجر فى التلخيص ورواه ابوداود من طريق خالد بن معدان عن بعض اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم نحوه انتهى وهو ان المراد باحسان الوضوء غسل تلك اللمعة فقط التى فى القدم والامر باعادة الوضوء فى الحديث الاخر المراد به غسل ما تركه قال السيد العلامة محمد بن اسمعيل الامير فى سبل السلام وسماه اعادة باعتبار ظن المتوضئ فانه صلى ظانا بانه قد توضأ وضوء مجزيا وسماه وضوءا لانه وضوء لغة انتهى ويحتمل ان المراد بالاحسان اعادة الوضوء مرة اخرى فيكون دليلا لمن يقول بوجوب الموالاة فى الوضوء واما الامر باعادة الصلاة فلابد منه على كلا الروايتين فاتحدت القصة وزال الاشكال ولله الحمد۔

(نور العین فتاوی شیخ حسین ج ۱ ص ۶۶ تا ۶۹)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم وقع السوال من بعض الفضلاء فیما رواہ ابوداؤد فی سننہ فی باب الرجل یصلی الصلوات کلھا بوضوء واحد حیث قال حدثنا محمد بن عیسیٰ قال حدثنا شریک عن عمرو بن عامر البجلی قال محمد بن یعنی بن عیسیٰ ھو والد اسد بن عمرو **الجواب** واللہ الموفق للصواب اما قولہ عمرو بن عامر البجلی فلا ریب انہ وھم وان عامر بن عمرو کوفی انصاری لا بجلی والحدیث الذی اخرجہ ابوداؤد فی الباب المذکور اخرجہ البخاری فی باب الوضوء من غیر حدث والترمذی عن عمرو بن عامر قال الترمذی عمرو بن عامر الانصاری وقال الحافظ بن حجر فی فتح الباری عمرو بن عامر کوفی انصاری وقیل بجلی وصحح المزی ان البجلی لیس من رجال الستۃ کما ذکرہ الحافظ فی التقریب وصاحب الخلاصۃ وجعل العلامۃ لفظ تمییز یعنی انہ لیس من رجال الستۃ فالوھم بانہ بجلی اما من شریک القاضی وتبعہ محمد بن عیسیٰ شیخ ابوداؤد وزاد انہ ابو اسد بن عمرو واما من محمد بن عیسیٰ شیخ ابوداؤد وظن انہ بجلی فوصفہ بذلک ثم زاد بعد وصفہ بانہ بجلی بانہ والد اسد ابن عمرو وتبعہ تلمیذہ ابوداؤد علی ذلک والعجب ممن صنف فی علم الرجال حیث لم ینبھوا ھذا الغلط الصریح ولا شارح ابی داؤد الشیخ محمد بن شمس الحق فی شرح الذی سماہ عون المعبود علی ابی داؤد۔

واللہ عزوجل اعلم۔ (نور العین جلد اول صفحہ ۶۹)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان۔

سوال ۔ مرد دائم الحدث برای نماز بسوی جماعت برآید اگرچہ حدث میکردہ باشد آنکہ نماز قبل حدث در خانۂ خود بگذارد؟

جواب ۔ دریں جا اولا مقدمۂ تقدیم کنیم پس بپاسخ مسئلہ پردازیم مقدمہ این ست کہ میان اہل علم کہ بالیشان اعتداد توان کرد خلافی دریں معنی نیست کہ ناقض وضو بودن و مبطل طہارت و موجب وضو شدن چیزی جز بشرع نتوان شناخت و حکم عقل و رای محض را درین باب مدخلی نیست پس چوں حکم شرع دربارۂ کدام شئی بابطال حکم طہارت و ایجاب اعادہ این بیاید قبول آن و اذعان بدان برما واجب باشد اگرچہ علت آنرا ندریابیم و وجہ آن فہم نکنیم چنانکہ حال مسّ ذکر و اکل لحوم ابل ست کہ از شارع ناقض طہارت و مبطل وضو بودن این ہر دو امر ثابت شدہ و مارا نمیرسد کہ درین مقام بگوئیم علت دریں حکم معقول یا غیر معقول ست و سبب دریں امر مفہوم یا غیر مفہوم ست ہم چنیں حال چیزیست کہ مشابہ این ہر دو ناقض بود از دیگر نواقض وضو کہ فہم علل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آن بعید و تعقل اسباب او صعب باشد بلکه بعد ورود شرع چنین میگوئیم که هکذا جاءنا عن اللہ سبحانه او عن رسوله صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نقبله ونذعن له کما وجب علینا پس غسل اعضاء وضو که بعض بدن ست بودنش رافع حکم حدث چیزی ہست کہ حس بدان قائم واثر ش در رأی العین موجود نیست ہمچنیں اگر از شارع تصریح بایں معنی بیاید که این شئ مرئی الاثر خارج از فرج ونحو آن ناقض طہارت نیست مارا نمیرسد که بگوئیم چرا ناقض نشد و چگونه مبطل طہارت نیست حالانکه جسمی مدرک بحاسه بصر وحاسه لمس خارج از فرج بوده ست بلکه چنان بگوئیم که ہکذا جاءنا عن الذی جاءنا بتفصیل احکام الطہارة وبیان شروطہا ومقتضیاتہا ومانعہا ومایصح به ومالا یصح و نمیرسد که رجوع بمقتضای عقول خود بکنیم وعبرت بقبول افہام خویش نمائیم چه این معنی در امثال این مدارک امری ورای شرع شریف ست واذا جاء نہر اللہ بطل نہر معقل و چون این معنی متقرر شد پس باید دانست که ورود شرع بموردی بوده ست که احدی از متشرعین بجحود آن نتواند پرداخت خون مستحاضه با آنکه دم خارج از فرج ست و فرج محل حدث ناقض طہارت ومبطل حکم آن نیست اگرچه از وقت شروع در وضو تا فراغ از نماز باستمرار خارج گردد ومعلومیت این امر از شرع بعلم ضروری ست بلکه مجمع علیه ست نزد جمیع اہل این ملت شریفه واحادیث وارده درین باب معروف ست بالجمله این دم خارج بریں صفت از احداث موجبه وضو در حق زن مستحاضه نیست لا ینکر ذلک منکر ولا یخالف فیه مخالف ونماز این زن با آنکه خون استحاضه از وی خارج بخروج کثیر ومنصب بانصباب شدید ومستمر باستمرار مطلق ست یا خارج بخروج یسیر وسائل بسیلان نزر وجاری بجریان قلیل ست وگاہی منقطع وگاہی خارج بوده ست بی شبہ صحیح مجزی مقبول واقع بر منہج شرعی ونہج محمدی وسبیل اسلامی ست وفرقی درین صور نیست وچیزی که بدان استدلال بر فرق میان این صور میتوان کرد درین شریعت سمحه سہله بیضاء نیامده حاصل آنکه درین زن مستحاضه ودیگر زنان که مستحاضات نباشند در نفس فریضه باین وضو فرقی درمیان نیست وآنکه دراحادیث آمده که زن مستحاضه برای ہر نماز غسل تازه بر آرد یا وضوی نو بنو بکند پس اگر این احادیث بصحت برسد غایة آن ست که از آن وجوب مبالغه زن مذکور در رفع حدث بغسل ثابت شود وآنکه زن مستحاضه باین طہارت خود جز یک نماز نگذارد پس این منافی مدعا نیست زیرا که خروج دم ناقض طہارت نیست چه این طہارت در ہمین نماز ست که آنرا موردی ساخته ونیست فرق میان او ومیان دیگر زنان در جمیع احکام پس باید که نماز در اول وقت بگذارد چنانکه سائر زنان نماز میگذارند واہتمام کند بغیر خود

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چنانکہ غیر مستحاضہ امامت میکند و ہر کہ از فقہا زعم کردہ کہ وی نماز در آخر وقت ادا کند پس برین زعم اثری از علم نیست و نہ این قول ازان وادی ست کہ اشتغال برد و قدح در وی میتوان کرد چہ علی کل حال واضح البطلان و قول مجرد از برہان ست و احادیث ایجاب غسل و وضو برای ہر نماز در ما نحن فیہ غیر منتہض ست و اما حدیث عائشہ نزد ابی داود و ابن ماجہ بلفظ استحیضت زینب بنت جحش فقال لہا النبی صلعم اغتسلی لکل صلوٰۃ پس در سندش علت ہاست ازان جملہ آنکہ در رجالش محمد بن اسحاق ست و زعم منذری کہ بعض طرق او حسن ست صحیح نیست کما صرح بہ الشوکانی رح و ہم چنین حدیث عائشہ نزد احمد و ابی داود بلفظ ان سہلۃ بنت سہیل بن عمرو استحیضت فاتت النبی صلعم فسألتہ عن ذلک فامرہا ان تجمع بین الظہر و العصر بغسل و المغرب و العشاء بغسل و الصبح بغسل کہ در سندش نیز ہمان محمد بن اسحاق است کہ روایت میکند از عبد الرحمٰن بن القاسم عن ابیہ و محمد بن اسحاق حجت نیست لا سیما چون روایت حدیث بطور عنعنہ کند و عبد الرحمٰن از پدر خود سماعت ندارد حافظ ابن حجر گفتہ قد قیل ان ابن اسحاق وہم فیہ و ہم چنین حدیث عروۃ بن الزبیر از اسماء بنت عمیس نزد ابی داود بلفظ قالت قلت یا رسول اللہ ان فاطمۃ بنت ابی حبیش استحیضت منذ کذا و کذا فلم تصل فقال رسول اللہ صلعم ہذا من الشیطان لتجلس فی مرکن فاذا رأت صفرۃ فی الماء فلتغتسل للظہر و العصر غسلاً واحداً و تغتسل للمغرب و العشاء غسلاً واحداً و تغتسل للفجر و تتوضأ فیما بین ذلک کہ در سندش سہیل بن ابی صالح ست و در احتجاج بحدیث وی خلاف و ہم چنین حدیث حمنہ بنت جحش و فیہ فان قویت علی ان تؤخری الظہر و تعجلی العصر ثم تغتسلی حتی تطہری و تصلی الظہر و العصر جمیعاً ثم تؤخری المغرب و تعجلی العشاء ثم تغتسلین و تجمعین بین الصلوتین فافعلی و تغتسلین مع الصبح و تصلین قال و ہذا اعجب الامرین الی اخرجہ الشافعی و احمد و ابو داود و الترمذی و ابن ماجہ و الدارقطنی و الحاکم و در سندش عبد اللہ بن محمد بن عقیل مختلف فیہ ست ابن مندہ گفتہ لا یصح بوجہ من الوجوہ و ابن ابی حاتم گفتہ سالت ابی عنہ فوہنہ و لم یقو اسنادہ و ترمذی در کتاب علل گفتہ انہ سأل البخاری عنہ فقال ہو حدیث حسن و ہکذا صححہ احمد و الترمذی لکن ابن عقیل روایتش از ابراہیم بن محمد بن طلحہ کردہ و در سماع او از وی نظر ست و خطابی گفتہ قد ترک العلماء القول بہذا الحدیث و قد ردہ ابن حزم بانواع من الرد و من جملۃ ذلک انہ علہ بالانقطاع بین ابن جریج و ابن عقیل و زعم ان بینہما النعمان بن راشد و ہو ضعیف و قد شارک ابن جریج فی روایتہ عن ابن عقیل ضعفاء و علی الجملہ حفاظ در کلام برین حدیث تعلیلاً و رداً و تضعیفاً و تحسیناً اطالت بسیار کردہ اند و شوکانی رح در مؤلفات خود ایضاح کلام برین مرام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ببسط تمام کردہ واگر گرفتہ شود کہ ایں حدیث صالح تمسک ست تاہم مقید خواہد بود بعدم وجود معارض انہض ازوی حالانکہ دریںجا معارض انہض موجود ست وہو ما ثبت فی الصحیحین وغیرہما من طرق عن عائشۃ بلفظ فاذا اقبلت الحیضۃ فاترکی الصلوٰۃ فاذا ذہب قدرہا فاغسلی عنک الدم وصلی ہم چنین درباره تمیز بصفات دم وتمییز بعادت ورجوع بسوی آں حدیثہا آمدہ وحدیث عدی بن ثابت عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلعم قال فی المستحاضۃ تدع الصلوٰۃ ایام اقرائہا ثم تغتسل وتتوضاء عند کل صلوٰۃ رواہ ابن ماجۃ والترمذی نیز منتہض برای ایجاب نیست زیراکہ در سندش ابو الیقظان عثمٰن بن عمیر بن قیس کوفی ست ویقال لہ عثمٰن بن ابی حمیدہ وعثمٰن بن ابی زرعہ یحییٰ بن معین گفتہ لیس حدیثہ بشئی وابوحاتم گفتہ ترک ابن مہدی حدیثہ ونیز ابوحاتم گفتہ انہ ضعیف منکر الحدیث وکان شعبۃ لایرضاہ وابوحاکم احمد گفتہ لیس بالقوی عندہم ولم یرضہ یحییٰ بن سعید ونسائی گفتہ لیس بالقوی ودارقطنی گفتہ ضعیف وابن حبان گفتہ اختلط بآخرہ حتی لایدری مایقول لایجوز الاحتجاج بہ قال الترمذی سألت محمدا یعنی البخاری عن ہذا الحدیث فقلت عدی بن ثابت عن ابیہ عن جدہ عدی بن ثابت ما اسمہ فلم یعرف محمد اسمہٗ وذکرت لمحمد قول یحییٰ بن معین ان اسمہ دینار فلم یعبأبہ ودمیاطی گفتہ ہو عدی بن ثابت بن ابان بن قیس بن الحطیم الانصاری ووہم من قال اسم جدہ دینار واما قول مجد الدین ابن تیمیہ در منتقی ان الترمذی قال بعد اخرج ہذا الحدیث انہ حسن پس وہم ست زیراکہ ترمذی تحسینش نکردہ بلکہ سکوت ورزیدہ وابن سید الناس در شرح ترمذی گفتہ سکت الترمذی عن ہذا الحدیث ولم یحکم بشئی ولیس من باب الصحیح ولا ینبغی ان یکون من باب الحسن بعدہٗ کلام بر ضعف این حدیث کردہ ودر بیان آں اطالت نمودہ وہمچنین حدیث عبدالرحمٰن بن القاسم عن ابیہ عن زینب بنت جحش انہا قالت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم انہا مستحاضۃ فقال تجلس ایام اقرائہا ثم تغتسل وتوخر الظہر وتعجل العصر وتغتسل وتصلی وتوخر المغرب وتعجل العشاء وتصلیہما جمیعاً وتغتسل للفجر اخرجہ النسائیُ ورجال اسناد این حدیث اگرچہ ثقات اند لیکن حدیث معلول است بعدم سماع عبدالرحمٰن بن القاسم از پدر خودش وہمچنیں حدیث عائشۃ قالت جاءت فاطمہ بنت ابی حبیش الی النبی صلعم فقالت انی امرأۃ استحاض فلا اطہر افادع الصلوٰۃ فقال لہا لا اجتنبی الصلوٰۃ ایام محیضک ثم اغتسلی وتوضئی لکل صلوٰۃ ثم صلی وان قطر الدم علی الحصیر قطرا اخرجہ احمد والترمذی والنسائی وابوداود وابن ماجۃ وابن حبان واین حدیث معلول ست بآنکہ حبیب از عروہ بن الزبیر سماعت ندارد بلکہ سماع او از عروہ مزنی ست پس اسنادش منقطع باشد وحبیب بن ابی ثابت مدلس ست وعروہ مزنی مجہول واصل حدیث نزد مسلم ست بدون قول او وتوضئی الی آخرہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیرا کہ این زیادت محفوظ نیست وقد رواہ غیر من ذکرنا کالدارمی والطحاوی ودریں باب ست از جابر مرفوعاً رواہ ابو یعلی باسناد ضعیف واز سودہ بنت زمعہ رواہ الطبرانی وآثار روایت شیخین در صحیحین کہ ان ام حبیبہ بنت جحش استحیضت فقال لہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاغتسلی ثم صلی فکانت تغتسل عند کل صلوٰۃ پس دریں حدیث انچہ دال باشد برآنکہ آنحضرت صلعم ام حبیبہ را امر بغسل برای ہر نماز کردہ موجود نیست بلکہ وی بطور خود این غسل می برآورد شافعی گفتہ انما امرہا رسول اللہ صلعم ان تغتسل وتصلی ولیس فیہ انہ امرہا ان تغتسل لکل صلوٰۃ قال ولا اشک ان شاء اللہ تعالیٰ ان غسلہا کان تطوعا غیر ما امرت بہ وذلک واسع وکذا قال سفیان بن عیینۃ واللیث بن سعد وغیرہما نووی گفتہ لم یصح عن النبی صلعم انہ امر المستحاضۃ بالغسل الامرۃ واحدۃ عند انقطاع حیضتہا وہو قول صلعم اذا اقبلت الحیضۃ فدعی الصلوٰۃ واذا ادبرت فاغتسلی ولیس فی ہذا ما یقتضی تکرار الغسل قال واما الاحادیث الواردۃ فی سنن ابی داؤد والبیہقی وغیرہما ان النبی صلعم امرہا بالغسل فلیس فیہا شیٔ ثابت وقد بین البیہقی و من قبلہ ضعفہا انتہی ونتوان گفت کہ اگرچہ در ہر واحد ازین احادیث مقال ست کہ بسبب آن منتہض برای استدلال نمیتواند شد لکن مجموع خود در خور انتہاض ست وبعض او شاہد بعض پس از جنس حسن لغیرہ خواہد بود وآن معمول بہ ست ومع ہذا البعض اہل علم تصحیح بعض این احادیث کردہ اند زیرہ کہ میگوئیم کہ تصحیح بعض مصححین وتحسین بعض محسنین بعض آنرا واقع بموقع نیست بلکہ وہم قائل باوست وشہادت بعض برای بعض وانتہاض مجموع آن برای استدلال وقتی باشد کہ سالم از معارض انہض ازان باشد واین احادیث سالم از معارض نیست بلکہ معارض بچیز لیست کہ بلا خلاف صحیح ست وہو انہ لایجب علیہا الاغسل واحد عند ادبار وقت الحیضۃ ولا یلزم تجدید الغسل لکل صلوٰۃ او الصلوتین وکذلک لا یلزمہا تجدید وضوء لکل صلوٰۃ او للصلوتین اگر گویند کہ اینجا معارضہ نیست زیرا کہ غسل متکرر ووضوء متکرر منافی غسل یکبار ووضوء یک بار نباشد وزیادت مقبول ست اگرچہ مزید اصح باشد از وی گوئیم این تقریب وقتی تمام گردد کہ ائمہ بر عدم صحت چیزی ازان بیک بار نص نکردہ باشند وچون درین باب نص کردہ اند پس دلیل مذکور نا تمام باشد وہم چنین نتوان گفت کہ میان این احادیث جمع باید کرد وحمل نکرر غسل ووضوء بر استحباب کما فعل بعض الائمۃ ومقرر ست کہ جمع مقدم بر ترجیح باشد زیرا کہ ہر چند تسلیم کنم کہ این جمع متحتم ست اما دریں جا وجوب غسل متکرر ووجوب وضوء متکرر نیست وہو المطلوب ودریافتہ کہ مطلوب ما دریں جا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جز تقریر ایں مدعا نیست کہ دم استحاضہ از اں احداث نبودہ ست کہ بدان نقض وضو تواند شد بر ہر صفت کہ باشد و بریں تقدیر فرق نیست درمیان مستحاضہ و درمیان کسیکہ سلس البول یا سلس الغائط یا سلس الریح یا زخمی مستمر خارج الدم او القیح دارد بہر وجہی کہ احتراز از ان متعذر ست پس ہر کہ چیزی ازین علل با خود دارد وی ہمچو مستحاضہ باشد بنا بر عدم فارق میان ہر دو بوجہ من الوجوہ و چون برائے او حکم مستحاضہ بثبوتی کہ ثابت شدہ ہیچ شک و اشکال دران نیست پس در مثل این مقام ایراد نفاۃ قیاس ازین اشکالات متیسر نباشد زیرا کہ ہر ایراد و اشکال و تشکیک کہ از الحاق لعدم فارق بچیزیکہ در غایت جلاء و وضوح باشد مندفع ست کما یعرف ذلک فحول علماء الاصول و اہل الرسوخ فی علم المعقول و المنقول و دال ست بر عدم انتقاض طہارت صاحب علتی ازین علل آنچہ از کلیات این شریعت مطہرہ معلوم ست چہ اہل علل مذکورہ و امثال ایشان و امثال ایشان زیر عموم شریعت مذکورہ مندرج اند و ذلک مثل قولہ تعالیٰ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ درین آیہ تقیید تقوی باستطاعت فرمودہ اند پس ہر چہ خارج از استطاعت باشد زیر تکالیفی کہ بدان عباد را مکلف کردہ اند داخل نیست و معلوم ست کہ اگر بانتقاض طہارت اہل علتی ازیں علل بشیء خارج کہ از اں احتراز ممکن نیست و بحدثی کہ قدرت بر امساک آن ندارد قائل شویم تکلیف بچیزی غیر مستطاع باشد و صحابہ رضی اللہ عنہم از آیہ موصوفہ تخفیف تکلیف فہم کردہ اند و لہذا چون آیہ واتقوا اللہ حق تقاتہ فرود آمد بر ایشان شاق گذشت و صاف گفتند کہ این معنی در قدرت ما نیست و نہ داخل زیر استطاعت ماست پس او تعالیٰ کریمہ واتقوا اللہ ما استطعتم فرستاد و بنزول این آیہ شریفہ حرجی کہ از نزول آیہ متقدمہ یافتند زوال پذیرفت و حزن خاطر ایشان بفرح مبدل گردید و مثل این نص ست قول وی صلعم یسروا ولا تعسروا و بشروا و لا تنفروا و این احادیث ثابت در صحیح ست و مثلہ حدیث صل قائما فان لم تستطع فقاعدا فان لم تستطع فعلی جنب و حدیث امرت بالحنیفیۃ السمحۃ السہلۃ و بالجملۃ ناظر حق نظر در کتاب عزیز و سنت مطہرہ میشناسد کہ این ہر دو اصل اصیل دین در بسیاری از مواضع شرع مبین مصرح اند بتقیید تکالیف شرعیہ باستطاعت و عدم حرج و تیسیر و عدم تعسیر و تبشیر و عدم تنفیر و ہیچ تکلیف اشد و تعبد اصعب از ان نباشد کہ بندہ را تکلیف دہند بامریکہ طاقتش ندارد و بران قادر نیست و زیر وسعت او نمی درآید و رحمت خدا کہ واسع ہر شیء و سابق بر غضب اوست مخالف این تکلیف و منافی این حرج شدید و مباین این تعبد صعب ست ۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ٭ باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہوشیار باش

وبالجملہ از مجموع ماتقدم متقرر شد کہ خون مستحاضہ واستمرار حدث کسیکہ حکمش حکم مستحاضہ ست وعدم انقطاع او مگر در بعض اوقات غیر معلوم مبطل طہارت نیست ونہ وضو بدان می شکنند ونہ بر صاحبش تاخیر صلوۃ تا آخر وقت نماز واجب ست ونہ اورا امامت کسیکہ مثل علت او با خود ندارد ممنوع ست ونہ اورا در تادیہ نماز بجماعت حائل میتوان شد ودرین جا مقدمہ کہ اشارت بتقدیمش رفتہ منتہی شد وازان جواب اجمالی سوال سائل متبین گردید واما جوابش بطریق تفصیل پس میگوئیم کہ بالا گذشتہ کہ حدث دائم مطلقاً یا غالباً بروجہی کہ وقت انقطاعش معلوم نیست اصلا حدث نباشد ونہ از ان جنس ست کہ بروی شرعاً اطلاق اسم حدث بکنند ودرین حین تادیہ صاحب علت صلوۃ خود را از خروج خارج مثل تادیہ او مر آن نماز راست باوجود مصادفت انقطاع آن حدث در ہر نماز یا بعض صلوات وترک کردن او نماز جماعت را وعدول نمودنش بسوئی نماز تنہا سبب ترک سنت مجمع علیہا ست وباین ترک اجر کثیر وفضل عظیم وثواب جلیل ازوی فوت گشتہ وہو مانی قولہ صلعم صلوۃ الرجل فی جماعۃ تزید علی صلاتہ فی بیتہ وصلوتہ فی سوقہ بضعا وعشرین درجۃ وہو فی الصحیحین وغیرہما من حدیث ابی ہریرۃ وفیہما ایضاً من حدیث ابن عمر قال قال رسول اللہ صلعم صلوۃ الجماعۃ تفضل علی صلوۃ الفذ بسبع وعشرین درجۃ ودرین باب حدیثہا ست ودر بعض وی تصریح ست بآنکہ نماز جماعت بر صلوۃ فذ بست وپنج درجہ زیادت وفضیلت دارد پس کسیکہ رغبت در خیر وطلب ثواب و حرص بر اجر دارد چہ قسم مسامحت بر نماز تنہا میتواند کرد کہ درین صورت اورا ہمین یک درجہ خواہد بود وبست وشش درجہ ازوی فوت فوت گشت بآنکہ تنہا گذاردن او نماز را بر فرض انقطاع خارج ازوی در حال نماز مزید بر تادیہ آن نماز منفرد وحالانکہ خارج در بر آمدن ست نیست وہکذا نماز او در جماعت وخارج منقطع است زیادہ بر تادیہ او آن نماز را نیست وخارج مطلق ست واین نیست مگر جور بر نفس بحرمان ساختنش از اجور متعددہ وبخس حظ بتفویت مثوبات متکاثرہ وعدم رغبت در خیر کثیر واجر عظیم بعدول کردن ازان بسوئی اجر نزر وثواب قلیل واین وقتی ست کہ از شارع جز مجرد مفاضلہ میان ہر دو نماز نیامدہ باشد فکیف کہ از آنحضرت صلعم بصحت رسیدہ ست کہ فرمود لقد ہممت ان آمر بالصلوۃ ثم آمر رجلا فیصلی بالناس ثم انطلق برجال معہم حزم من حطب الی قوم لایشہدون الصلوۃ فتقام فاحرق علیہم بیوتہم بالنار واین حدیث در صحیح ست بطرق چند تا آنکہ رخصت نفرمود در تخلف از جماعت اعمی را کہ قائد ندارد اگر اذان میشنود و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

این نیز در صحیح ست و تخلف را از نماز جماعت یکی منجملہ علامات نفاق ساختہ و این ہم در صحیح وارد شدہ و این احادیث و امثالش دلیل اند بر آنکہ جماعت نماز متأکد ست بابلغ تاکد و مشدد فیہ ست باعظم تشدید و نمی گوییم کہ جماعت فرض عین ست بر ہر مصلی یا شرط ست کہ نماز بدون آن صحیح و جائز نباشد و چہ قسم چنیں میتوانم گفت و تفصیلی کہ میان نماز جماعت و صلوٰۃ منفرد بالا گذشتہ دلالت میکند بابلغ دلیل و ندا میکند باعظم ندا کہ صلوٰۃ مرد تنہا صحیح ست و از وی اسقاط وجوبش میکند و از فریضہ کہ بر ذمہ اوست اجزا می نماید و ہم چنین حدیث صلوٰۃ الرجل مع الامام افضل من الذی یصلی وحدہ ثم ینام و نحو ذلک من الاحادیث کحدیث المسیٔ صلوتہ و من شابہ ممن صلی منفردا و لکن آنچہ میگوییم این ست کہ عدول بسوی صلوٰۃ انفراد باوجود عدم عذر مانع از نماز جماعت حال آنکہ باین تشدید شدید مشدد فیہ و باین تاکید مزید موکد الحکم ست جز از کسیکہ راغب از خیر و محروم کن نفس از ثواب کبیر و اجر عظیم ست نمی آید پس صاحب علل متقدمۃ الذکر اگر عذر ندارد مگر ہمیں مجرد ظن بآنکہ تادیہ او نماز را تنہا با انقطاع حدث اکثر در ثواب و اعظم در اجر ست نسبت بتادیہ آن نماز در جماعت با عدم انقطاع پس این ظن او باطل و این تصور او فاسد ست و سبب آن خطور ہمین معنی ست کہ آن خارج حدثی از احداث است پس بس حالانکہ چنین نیست کما قدمنا لک ھ (دلیل الطالب ص ۲۳۷ تا ۲۴۵)

الجواب صحیح   علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان۔

04234

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب المسح

سوال:۔ ما قولكم ادام الله تعالىٰ فيوضكم في المسح على الجوربة الشائعة في الامصار المنسوجة من الغزل او الصوف غير منعلة ولا ثخينة ومعلوم ان الحديث المروي في الباب عن النبي صلى الله عليه وسلم ضعيف و تحسين الترمذي وتصحيحه اياه لم يقبله الحفاظ كما هو مبسوط في تخريج الهداية للزيلعي وان قيس المسح عليهما على مسح الخفين لعلة التستر ودفع الحرج فهل يكفي مع كونه ظنيا في اسقاط الغسل المفروض بالقرآن والحديث المتواتر وهل يزاد على العلتين لكون الجوربين في حكم الخفين صفة الثخانة وعدم نفوذ الماء كما قيدها الائمة والاصل في باب الرجلين الغسل الثابت بالتنزيل والمسح على الخفين رخصة فهل الرخص الشرعية موقوفة على بيان الشارع صلى الله عليه وسلم ام لا وليكن الجواب مفصلا مع ما له وما عليه فقط

الجواب:۔ المسح على الجوربة المذكورة ليس بجائز لانه لم يقم على جوازه دليل صحيح وكل ما تمسك به المجوزون ففيه خدشة ظاهرة ومتمسكاتهم ثلث الحديث المرفوع وافعال الصحابة رضي الله عنه والقياس.

اما الحديث المرفوع فهو ما رواه الترمذي وغيره عن المغيرة بن شعبة قال توضأ النبي صلى الله عليه وسلم ومسح على الجوربين والنعلين قال الترمذي هذا حديث حسن صحيح. واما الخدشة في الاستدلال به فهي ان هذا الحديث ضعيف لا يصح الاستدلال به قال ابو داود بعد روايته كان

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اُونی یا سوتی جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں؟ یہ تو معلوم ہے کہ جرابوں پر مسح کرنے کی حدیث ضعیف ہے اور امام ترمذی نے جو اس کو صحیح کہا ہے محدثین نے اسے قبول نہیں کیا اور اگر موزوں کے مسح پر اس کو علت مشترکہ کی بنا پر قیاس کیا جائے تو اس سے فرض غسل جو قرآن سے ثابت ہے ساقط ہو جائیگا یا نہیں؟ اور آئمہ نے جو جراب کے لئے موٹا ہونے اور پانی کے نفوذ نہ کرنے کی قید لگائی ہے تو کیا اس سے زیادہ بھی اور علت کا اضافہ ہو سکتا ہے یا نہیں، پاؤں کا دھونا فرض ہے اور موزے پر مسح رخصت ہے کیا رخصت شرعیہ شارع کے بیان پر موقوف ہے یا نہیں، جواب مفصل عنایت فرمائیں۔ **الجواب** مذکورہ جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے کیوں کہ اس کی کوئی صحیح دلیل نہیں ہے اور مجوزین نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں خدشات ہیں، استدلال تین چیزوں سے کیا گیا ہے،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمن بن المهدی لا یحدث بهذا الحدیث لان المعروف عن المغیرة ان النبی صلی الله علیه وسلم مسح علی الخفین وروی هذا ایضا عن ابی موسی الاشعری عن النبی صلی الله علیه وسلم انه مسح علی الجوربین ولیس بالمتصل ولا بالقوی انتهی قال البیهقی فی سننه ان ابا محمد یحیی بن منصور قال رایت مسلم بن الحجاج ضعف هذا الخبر عن المغیرة فقالوا مسح علی الخفین وقال لا یترك ظاهر القرآن بمثل ابی قیس و هذیل قال ثم ذکر هذه الحکایة عن مسلم لابی العباس محمد عبدالرحمن الدغولی فسمعته یقول سمعت علی بن محمد ابن شیبان یقول سمعت ابا قدامة السرخسی یقول قال محمد بن عبدالرحمن بن المهدی قلت لسفیان الثوری لو حدثتنی بحدیث ابی قیس عن هذیل ما قبلته منك فقال سفیان الحدیث ضعیف ثم اسند البیهقی عن احمد بن حنبل قال لیس یروی هذا الحدیث الا من روایة ابی قیس الاودی وابی عبدالرحمن بن المهدی ان یحدث بهذا الحدیث وقال هو منکر واسند البیهقی ایضا عن علی بن المدینی قال حدیث المغیرة بن شعبة فی المسح رواه عن المغیرة اهل المدینة واهل الکوفة واهل البصرة ورواه هذیل من شرجیل عن المغیرة الا انه قال ومسح علی الجوربین فخالف الناس واسند ایضا عن یحیی بن معین قال الناس کلهم یروونه علی الخفین غیر ابی قیس انتهی وقال البیهقی فی المعرفة واما المسح علی الجوربین والنعلین فقد روی ابو قیس الاودی عن هذیل بن شرجیل عن المغیرة بن شعبة ان النبی صلی الله علیه وسلم مسح علی جوربیه ونعلیه وذاك حدیث منکر ضعفه سفیان الثوری وعبدالرحمن بن مهدی واحمد بن حنبل ویحیی بن معین وعلی المدینی ومسلم بن الحجاج والمعروف عن المغیرة حدیث المسح علی الخفین وروی عن جماعة من الصحابة انهم فعلوه انتهی۔

حدیث مرفوع، فعل صحابہ اور قیاس، حدیث مرفوع تو وہ ہے جس کو ترمذی نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جراب اور جوتے پر مسح کیا، ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اس پر اعتراض یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اس سے استدلال صحیح نہیں ہے، عبدالرحمن یہ حدیث روایت نہیں کیا کرتے تھے کیوں کہ مغیرہ سے مشہور روایت موزے پر مسح کرنے کی ہے ابو موسیٰ اشعری نے بھی جراب پر مسح کرنے کی روایت نقل کی ہے لیکن اسکی سند متصل نہیں، امام مسلم نے اس کو ضعیف کہا ہے مغیرہ بن شعبہ سے جتنے لوگوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے انہوں نے موزے پر مسح بیان کیا ہے صرف ابو قیس اودی اور ہذیل بن شرجیل نے جراب کا لفظ بیان کیا ہے لیکن یہ دوسرے راویوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے، عبدالرحمن بن مہدی نے سفیان ثوری سے کہا اگر آپ مجھے ابو قیس عن ہذیل کی حدیث سنائیں تو میں اس کو آپ سے قبول نہیں کرونگا، سفیان نے کہا وہ حدیث واقعی ضعیف ہے علی بن مدینی نے کہا مغیرہ کی حدیث کو مدینہ، کوفہ اور بصرہ والوں نے روایت کیا ہے سب موزہ کا ذکر کرتے ہیں

ﷺ وقال ابو قیس الاودی وهذیل بن شرجیل لا یحتملان خصوصاً مع مخالفتهما الاجلة الذین رووا هذا الخبر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فان قلت قد اجاب عن هذه الخدشة الشيخ الامام تقی الدين ابن دقيق العيد بقوله ومن يصحح يحتمل بعد تعديل ابی قيس علی كونه ليس مخالف لرواية الجمهور مخالفة معارضة بل هو امر زائد علی ما رووه ولا يعارضه ولاسيما وهو طريق مستقل برواية هزيل عن المغيرة لم يشارك للمشهورات فی سندها. قلت قد ظهر لك مما تقدم ان كل من روی حديث المغيرة بن شعبة فی المسح من اهل المدينة واهل الكوفة واهل البصرة رواه بلفظ انه صلی الله عليه وسلم مسح علی الخفين الا هذيل بن شرحبيل فانه روی بلفظ انه صلی الله عليه وسلم مسح علی الجوربين والنعلين فخالف الناس كلهم ولا شك ان رواية هذه معارضة ونافية لما رووه لانه يثبت من هذه الرواية انه صلی الله عليه وسلم مسح علی الجوربين والنعلين دون الخفين ويثبت من روايتهم انه صلی الله عليه وسلم مسح علی الخفين دون الجوربين والنعلين فكيف يصح قول ابن دقيق العيد ان روايته ليست مخالفة لرواية الجمهور مخالفة معارضة واما قوله بل هو امر زائد علی ما رووه ولا يعارضه فهذا ايضا ليس بمستقيم لانهم رووه بلفظ انه صلی الله عليه وسلم مسح علی الخفين ولم يزد هزيل بن شرحبيل علی هذا اللفظ لفظ والجوربين والنعلين حتی يقال انه روی امرا زائدا علی ما رووه بل روی مكان لفظ علی الخفين لفظ علی الجوربين والنعلين فتفكر على انه قد اتفق علی تضعيف رواية هزيل بن شرحبيل مثل سفيان الثوری وابن مهدی وابن معين واحمد وابن المدينی ومسلم وابی داود والنسائی فبعد اتفاق هولاء الاجلة لا يجدی ما قاله ابن دقيق العيد نفعا واما تحسين الترمذی وتصحيحه فقال النووی علی ما فی فتح القدير كل منهم لو انفرد قدم علی الترمذی مع ان الجرح مقدم علی التعديل انتهی.

صرف ابوقیس جراب کا تذکرہ کرتے ہیں، بیہقی نے کہا یہ حدیث منکر ہے اسکو سفیان ثوری اور عبدالرحمٰن بن مہدی، احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، امام مسلم نے ضعیف کہا ہے۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ ابن دقیق العید نے اس کی تصحیح پر اعتماد کیا ہے اور کہا ہے کہ ابوقیس کی روایت دوسرں کے مخالف نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ تو ایک امر زائد بیان کر رہے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس روایت کے یہ الفاظ ہوتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر اور جرابوں پر اور جوتی پر مسح کیا تو ایک امر زاید تھا لیکن اس نے تو موزے کے بجائے جراب اور جوتی کا ذکر کیا ہے تو یہ امر زاید نہیں ہے بلکہ ثقات کی مخالفت ہے، باقی رہا ترمذی کا اس کو حسن صحیح کہنا تو امام نووی نے کہا کہ جن لوگوں نے اس حدیث کی تضعیف کی ہے ان میں سے ہر ایک امام ترمذی سے مقدم ہے اور پھر یہ اصول بھی ہے کہ جرح تعدیل پر مقدم ہوتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فان قلت روایۃ ھذیل لیست بمنافیۃ لروایتھم حتی تترک روایتہ وتوخذ روایتھم فان المراد بالجورب فی روایۃ الخف الکبیر الذی یکون من الادیم فان لفظ الجورب یطلق علیہ ایضا بل بہ فسر العلامۃ الشوکانی حیث قال فی باب المسح علی الخفین الخف نعل من ادم یغطی الکعبین والجرموق اکبر یلبس فوقہ والجورب اکبر من الجرموق ثم قال فی باب المسح علی الجوربین قد تقدم ان الجورب الخف الکبیر انتھی وکذلک فسر بہ محمد بن اسماعیل الامیر فی "سبل السلام" وقال الطیبی الجورب لفافۃ الجلد وھو خف معروف من نحو الساق فلما جاء اطلاق لفظ الجورب علی الخف الکبیر ایضاً تعین ان یراد ھو فی روایتہ وروایتھم. قلت ان کان قولک ھذا صحیحا فھو لنالا لک لانہ یثبت من ھذا انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یمسح علی الجوربین وھذا ھو مقصودنا وان کان قولک ھذا غیر صحیح فھو غیر صحیح. والحاصل ان الحدیث المرفوع فی المسح علی الجوربین لیس بصحیح فلا یصح احتجاج المجوزین بہ وھھنا خدشۃ اخری وھی ان مطلوب المستدلین بھذا الحدیث انہ یجوز الاقتصار علی مسح الجوربین والظاھر من الحدیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یقتصر علیھما بل ضم الیھما مسح النعلین قال الطیبی معنی قولہ والنعلین ھو ان یکون قد لبس النعلین فوق الجوربین وقال الشیخ معنی الحدیث ان یکون قد لبس النعلین فوق الجوربین کما قالہ الخطابی وقال لم یقتصر علی مسحھما بل ضم الیھما مسح النعلین فعلی من یدعی جواز الاقتصار علی مسحھما الدلیل کذا فی ھامش الترمذی ولو سلم انہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی الجوربین منفردین عن النعلین ومسح علی النعلین منفردین عن الجوربین یلزم ان یجوز الاقتصار علی مسح النعلین ایضا والقائلون بجواز الاقتصار علی المسح علی الجوربین لیسوا بقائلین علی جواز الاقتصار علی مسح النعلین۔

اگر یہ کہا جائے کہ لفظ جراب مختلف المفہوم ہے، موزے کے اوپر جو لفافہ پہنا جاتا ہے اس کو جرموق کہتے ہیں اور جرموق پر جو پہنا جاتا ہے اس کو جراب کہتے ہیں تو ممکن ہے جراب سے مراد کا وہ لفافہ مراد ہے جو جرموق پر پہنا جاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ دلیل تو ہماری ہوگی نہ کہ تمہاری اور پھر یہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ جراب پر مسح کرنے والوں کا مقصد تو یہ ہے کہ صرف جراب پر مسح کرنا جائز ہے، حالانکہ اس حدیث میں جراب اور جوتی پر مسح کا ذکر ہے یعنی جراب کے اوپر جوتی پہنے ہوئے آپ نے مسح کیا صرف جراب پر مسح نہیں کیا۔

یہاں ایک اور بھی خدشہ ہے کہ جراب سوتی بھی ہوتی ہے اور اونی بھی، موٹی بھی اور باریک بھی اور وہ بھی جس کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وههنا خدشة اخرى ذكرها صاحب غاية المقصود وهي ان الجورب يتخذ من الاديم وكذا من الصوف وكذا من القطن ويقال لكل من هذا انه جورب ومن المعلوم ان هذه الرخصة بهذا العموم التي ذهبت اليها تلك الجماعة لا تثبت الا بعد ان يثبت ان الجوربين اللذين مسح عليهما النبي صلى الله عليه وسلم كانا من صوف او قطن سواء كانا منعلين او ثخينين فقط ولم يثبت هذا قط فمن اين علم جواز المسح على الجوربين غير المجلدين بل يقال المسح يتعين على الجوربين المجلدين لا غيرهما لانهما بمعنى الخف والخف لا يكون الا من الاديم نعم لو كان الحديث قوليا بان قال النبي صلى الله عليه وسلم امسحوا على الجوربين لكان يمكن الاستدلال بعمومه على كل نوع من انواع الجورب واذ ليس فليس. فان قلت لما كان الجورب من الصوف ايضاً احتمل ان الجوربين اللذين مسح عليهما صلى الله عليه وسلم كانا من صوف او قطن اذ لم يبين الراوي. قلت نعم الاحتمال في كل جانب سواء يحتمل كونهما من صوف وكذا من اديم وكذا من قطن لكن ترجح الجانب الواحد وهو كونه من اديم لانه يكون حينئذ في معنى الخف ويجوز المسح عليه قطعا واما المسح على غير الاديم فثبت بالاحتمالات التي لم تطمئن النفس بها وقد قال النبي صلى الله عليه وسلم دع ما يريبك الى ما لا يريبك اخرجه احمد وغيره۔

واما افعال الصحابة فاخرج عبد الرزاق في مصنفه اخبرنا الثوري عن منصور عن خالد بن سعد قال كان ابو مسعود الانصاري يمسح على الجوربين له من شعر ونعليه وسنده صحيح واخرج ايضاً فيه اخبرني الثوري عن الزبرقان عن كعب بن عبد الله قال رأيت علياً بال فمسح على جوربيه ونعليه ثم قام يصلي واخرج ايضاً فيه اخبرنا معمر عن الاعمش عن ابراهيم ان ابن مسعود كان يمسح على خفيه ويمسح على جوربيه واخرج ايضاً فيه اخبرنا الثوري عن الاعمش عن اسمٰعيل بن رجاء عن ابيه قال رأيت البراء بن عازب يمسح على جوربيه ونعليه واخرج ايضاً فيه اخبرنا معمر عن

نیچے چمڑا لگا ہوتا ہے، تو جب تک کسی خاص لفظ سے پتہ نہ چلے کہ وہ جراب جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا وہ چمڑے والی نہ تھی، تب تک مقصود مجوزین ثابت نہیں ہو سکتا کیوں کہ چمڑے والی جراب تو موزہ ہی کے حکم میں ہے، اگر کہا جائے کہ دوسری جراب کا بھی تو احتمال ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس میں جب صراحت نہیں ہے تو نفس مطمئن نہیں ہو سکتا اور حضور نے فرمایا ہے شک والی چیز کو ترک کر دو۔

باقی رہا صحابہ کا عمل تو ان سے مسح جراب ثابت ہے اور نیز صحابہ کرام کے نام صراحتہ معلوم ہیں کہ وہ جراب پر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قتادة عن انس بن مالك أنه كان يمسح على الجوربين وقال ابو داود في سننه مسح على الجوربين على بن ابي طالب و ابن مسعود و البراء بن عازب و انس بن مالك و ابو امامة وسهل بن سعد و عمرو بن حريث وروى ذالك عن عمر بن الخطاب و ابن عباس وقال ابن القيم في حاشيته على سنن ابي داود وقال ابن المنذر يروى المسح على الجوربين عن تسعة من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم على و عمار و ابي مسعود الانصارى و انس و ابن عمر و البراء و بلال و عبد الله بن ابي اوفى و سهل بن سعد وزاد ابو داؤد و ابو امامة و عمرو بن حريث و عمر و ابن عباس فهولاء ثلاثة عشر صحابيا و العمدة في الجواز على هؤلاء رضى الله عنهم لا على حديث ابي قيس انتهى.

واما الخدشة في استدلال بها فلانها افعال الصحابة رضى الله عنهم و للاجتهاد فيه مسرح فلا تنتهض للاحتجاج بها و ههنا خدشات اخر نظهر لك مما سياتى.

واما القياس فهو انه لما جاز المسح على الخفين جاز على الجوربين ايضا قياسا عليهما فانه لا يظهر بين الجوربين و الخفين فرق مؤثر يصح ان يحال الحكم عليه.

واما الخدشة في الاستدلال به فهى ان العلة ههنا ليست بمنصوصة فلا يعلم بيقين ان العلة الواقعية في جواز المسح على الخفين ماهى و القياس بالعلة الغير المنصوصة ليس الا ظنيا محضا فكيف يترك بمثل هذا القياس ما ثبت بالقران وما ثبت بالحديث المتواتر من غسل الرجلين و المسح على الخفين و اما القول بانه لا يظهر الفرق بين الجوربين و الخفين فرق مؤثر الخ فممنوع كما لا يخفى على المتامل.

والحاصل انه لم يقم على جواز المسح على الجورية المسئولة عنها دليل لا من الكتاب ولا من السنة ولا من الاجماع ولا من القياس الصحيح كما عرفت و الثابت من الكتاب غسل الرجلين و رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسح على الخفين ولم يثبت منه الرخصة في المسح على الجوربين فكيف يجوز المسح عليهما.

مسح کیا کرتے تھے یعنی حضرت علی رضؓ، عمار رضؓ، ابو مسعود انصاری رضؓ، انس رضؓ، ابن عمر رضؓ، براء بن عازب رضؓ، حضرت بلال رضؓ، عبد اللہ بن ابی اوفی رضؓ، سہل بن سعد رضؓ، ابو امامہ رضؓ، عمرو بن حریث، عمرو بن عباس رضؓ اگرچہ حدیث مرفوع کی بجائے ان کے عمل سے استدلال کیا جائے تو یہ اس سے بہتر ہے لیکن ان کے عمل میں ایک اور شبہ پیدا ہوتا ہے، وہ یہ کہ یہ فعل ایک ایسا کام ہے جس میں اجتہاد کو دخل ہے اور جس میں اجتہاد کو دخل ہو صحابی کا وہ فعل مرفوع حکمی نہیں کہلا سکتا، باقی رہا قیاس کا مسئلہ کہ جب موزہ پر مسح جائز ہے تو قیاسا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فان قال المجوزون لما ثبت ان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسحوا علی الجوربین ثبت ان علی جواز المسح علیھما دلیل فان شان الصحابۃ رضی اللہ عنہم اجمعین اعلی من ان یعملوا عملا لیس علیہ دلیل فبما جوز اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسح علیھما جوزنا نحن ایضا وان لم نعلم انہ ماھو۔ قلنا علام تمسکھم اما علی ما تمسک بہ الصحابۃ رضی اللہ عنہم او علی مجرد افعالھم فان کان الاول فما ھو فما لم نعلم انہ ماھو کیف ھو کیف نترک ما علمنا من القرآن والاحادیث الصحیحۃ الثابتۃ بما لم نعلم وان کان الثانی فقد علمت ما فیہ من الخدشۃ ثم لا یدری ان الصحابۃ علی ای نوع من انواع الجورب مسحوا لان الرواۃ انما حکوا انھم مسحوا علی الجوربین ولم یبین اکثرھم صفۃ الجوربین الذین مسحوا علیھما ومن المعلوم ان الفعل المثبت لا عموم لہ ولا یدری ایضا ان الصحابۃ الماسحین علی الجوربین کانوا قائلین بجواز المسح علی کل نوع من انواع الجورب او علی بعض دون بعض ولا یدری ایضا انھم کانوا قائلین بجواز المسح علی الجوربین مع النعلین او کانوا قائلین بجواز الاقتصار علی مسح الجوربین والظاھر من فعل ابی مسعود الانصاری وعلی والبراء بن عازب رضی اللہ عنہم انھم کانوا یمسحون علی الجوربین مع النعلین فما لم یتحقق ھذہ الامور ولم یتبین کیف یصح الاستدلال بافعالھم رضی اللہ عنہم علی جواز المسح علی کل نوع من انواع الجورب او علی نوع معین منھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔ کتبہ عبد الرحمٰن المبارکفوری عفا اللہ عنہ۔

سید محمد نذیر حسین　　(فتاویٰ نذیریہ ص ۳۰۳ ج ۱ ق)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

جراب پر بھی جائز ہونا چاہیے کیوں کہ ان دونوں میں کوئی فرق مؤثر نہیں ہے اس پر شبہ یہ ہے، کہ اگر مسح موزہ کی کوئی علت منصوص ہوتی تو اس علت کی بنا پر جراب کے مسح کو اس پر قیاس کر لیا جاتا، لیکن یہاں کوئی علت منصوص نہیں ہے ممکن ہے ہم کوئی اور علت سمجھیں اور حقیقت میں کوئی اور ہو، اگر سوال کیا جائے، کہ صحابہ کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کریں، تو آخر کسی دلیل کی بنا پر ہی صحابہ نے جراب پر مسح کیا ہو گا اگرچہ وہ ہم کو معلوم نہیں، تو ہم بھی اس وجہ سے مسح کر لیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر صحابہ سے کوئی نقلی دلیل ہے تو وہ کہاں ہے کیسی ہے، جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو جائے ہم قرآن اور متواتر حدیث کے مضمون کو کیوں چھوڑ دیں اور اگر صحابہ کے فعل سے استدلال کیا جائے تو اس کا جواب پہلے گزر چکا ہے کہ اس میں اجتہاد کو دخل ہے اور پھر یہ بھی تو معلوم نہیں، کہ صحابہ کونسی جراب پر مسح کیا کرتے تھے جب تک ان تمام باتوں کی وضاحت نہ ہو جائے ہم کتاب اللہ کے مضمون کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ واللہ اعلم ۱۲

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ جورابوں پر مسح کرنا حدیث صحیح سے ثابت نہیں اور مغیرہ کی حدیث جو ترمذی میں ہے مسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الجوربین والنعلین وہ حدیث ضعیف ہے نصب الرایہ میں ہے وذکر البیھقی[1] حدیث المغیرۃ ھذا وقال انہ حدیث منکر ضعفہ سفیان الثوری وعبدالرحمٰن بن مھدی واحمد بن حنبل و یحیی بن معین قال النووی کل واحد من ھولاء لو انفرد قدم علی الترمذی مع ان الجرح مقدم علی التعدیل قال واتفق الحفاظ علی تضعیفہ ولا یقبل قول الترمذی انہ حسن صحیح انتھی اور ابوموسیٰ کی حدیث جو ابوداؤد میں ہے :- توضأ[2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومسح علی الجوربین والنعلین ابوداؤد آپ اس حدیث میں لکھتے ہیں لیس[3] بالمتصل ولا بالقوی بفرض صحت اس حدیث کے یہ جورابیں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسح کیا معلوم نہیں کہ چمڑے کی تھیں یا اون کی یا سوت کی کیونکہ لغت میں جورب کا اطلاق جیسا سوتی اونی پر ہوتا ہے اسی طرح چمڑے کے بنے ہوئے پر بھی ہوتا ہے قال الطیبی[4] الجورب لفافۃ الجلد وھو خف معروف من نحو الساق وقال الشوکانی فی النیل الخف نعل من ادم یغطی الکعبین والجرموق اکبر منہ یلبس فوقہ والجورب اکبر من الجرموق۔ اور شیخ عبدالحق دہلوی لمعات میں فرماتے ہیں الجورب[5] خف یلبس علی الخف الی الکعب للبرد ولصیانۃ الخف الاسفل من الدرن والغسالۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ کے مسح کرنے سے جوربین پر یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ مطلق جوربین پر مسح جائز ہے کیوں کہ یہ معلوم نہیں کہ وہ جورابیں چمڑے کی تھیں یا اور چیز کی ہاں اگر کوئی قولی حدیث ایسی ملے جس میں حکم ہو کہ امسحوا علی الجوربین پھر تو مطلق جرابوں پر مسح اوس سے ثابت ہو جاوےگا واذ لیس فلیس ہاں اگر جورابیں اون اور سوت کی ایسی سخت ہوں کہ سختی میں چمڑے کی برابری کریں پس وہ چمڑے کا حکم رکھتی ہیں اور ان پر مسح جائز ہے واللہ اعلم بالصواب۔ حررہ عبدالجبار الغزنوی عفی عنہ

مجموعہ فتاویٰ مولوی عبدالجبار ص۱۰۲　　الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

سوال :- کیا جرابوں پر مسح کرکے وضو مکمل ہو سکتا ہے جبکہ پاؤں وضو کرکے جرابیں پہنی گئی ہوں ؟

الجواب :- جرابوں پر مسح کرنے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک سوتی یا اونی جرابوں پر مسح جائز نہیں ہے اگر ان پر نیچے اوپر یا کم از کم نیچے تلوے پر چمڑا چڑھا ہوا ہو تو ان کے نزدیک مسح کرنا جائز ہے کیوں کہ وہ ایسی جرابوں کو موزوں کا حکم دیتے ہیں۔ (ہدایہ)

اس کے خلاف امام سفیان ثوری رح، امام عبداللہ بن مبارک رح، امام شافعی رح، امام احمد بن حنبل رح اور امام اسحاق

---

[1] اور بیہقی نے مغیرہ کی اس حدیث کو بیان کرکے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے سفیان ثوری اور عبدالرحمٰن بن مہدی اور احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے۔ امام نووی نے کہا کہ ہر ایک ان میں سے اگر اکیلا بھی بیان کرے تو بھی ترمذی سے بڑھ کر ہے باوجود اس کے کہ جرح مقدم ہے تعدیل پر اور کہا کہ حفاظ حدیث نے اس حدیث کے ضعیف کرنے پر اتفاق کیا ہے اور امام ترمذی کا قول کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے مقبول نہیں ۱۲ عبدالودود غزنوی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن راہویہؒ کے نزدیک جرابوں پر مسح کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ اتنی موٹی اور مضبوط ہوں کہ بغیر باندھے پنڈلی پر ٹھہر سکیں اور ان میں چلنے پھرنے میں کوئی وقت نہ ہو ان آئمہ کے نزدیک ایسی جرابیں موزے کے حکم میں ہیں ان پر چمڑا چڑھا ہوا ہو یا نہ چڑھا ہوا ہو، احناف میں سے امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا بھی یہی مذہب ہے لیکن حدیث شریف میں جوربین پر مسح بجوربین مطلقاً آیا ہے ان قیود کا ذکر نہیں، ملاحظہ ہو حدیث میں آتا ہے:۔ عن المغیرۃ بن شعبۃ توضأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومسح علی الجوربین والنعلین۔ (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث صحیح حسن)

حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور جرابوں اور جوتوں پر مسح کیا آپ کے بعد صحابہ کرام بھی جرابوں پر مسح کرتے رہے ہیں امام ابوداؤد فرماتے ہیں:۔ حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت براء بن عازب، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوامامہ، حضرت سہل بن سعد اور حضرت عمرو بن حریث جرابوں پر مسح کیا کرتے تھے، حضرت عمرؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس سے بھی یہی عمل مروی ہے (ابوداؤد باب المسح علی الجوربین) اس اطلاق اور صحابہ کرام کے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ اونی، سوتی، ریشمی اور چرمی ہر قسم کی جرابوں پر بلا قید مسح کرنا جائز ہے اور یہی صحیح ہے بشرطیکہ وضو کر کے پہنی ہوں ورنہ وضو مکمل نہیں ہوگا، پاؤں دھونے پڑیں گے، امام ابن تیمیہ نے اسی مسلک کو ترجیح دی ہے ملاحظہ ہو فتاویٰ جلد اول ۔ (الاعتصام لاہور جلد ۱۸ ش ۳۱)

(تشریح) مسح جراب کے متعلق فتاویٰ نذیریہ اور غزنویہ کے حوالے آپ گذشتہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں صحیح مسلک یہ ہے کہ رقیق جراب پر مسح کرنے میں احتیاط کرنی چاہیئے جیسا کہ مولانا عبیداللہ مبارکپوری نے مرعاۃ شرح مشکوٰۃ میں طول طویل بحث کے بعد فیصلہ احتیاط پر کیا ہے ۔ الراقم علی محمد سعیدی خانیوال ۔

سوال :۔ جراب پر مسح کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب :۔ جراب پر مسح بہت سے صحابہ سے ثابت ہے اور مرفوع حدیث میں بھی اس کا ذکر ہے مگر اس میں بعض محدثین نے کلام کیا ہے۔ (از حضرت العلام شیخ الحدیث مولانا حافظ محمد صاحب مدظلہ العالی) الاعتصام جلد ۱۹ ش ۴۹

تشریح مسح جراب کے متعلق فتاویٰ نذیریہ اور غزنویہ کے حوالہ سے آپ گذشتہ اوراق میں پڑھ چکے ہیں صحیح مسلک یہ ہے کہ رقیق جراب پر مسح کرنے میں احتیاط چاہیئے جیسا کہ مولانا عبیداللہ مبارک پوری نے مرعاۃ شرح مشکوٰۃ میں طویل بحث کے بعد فیصلہ احتیاط پر کیا ہے۔ الراقم علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

موزوں پر مسح :۔ مسح علی الخفین بھی احادیث متواترہ سے ثابت ہے حافظ ابن حجر فتح الباری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں (وقد صرح جمع من الحفاظ بان المسح علی الخفین متواتر وجمع بعضھم رواتہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فجاوزوا الثمانین ومنہم العشرۃ وفی ابن شیبۃ وغیرہ عن الحسن البصری حدثنی سبعون من الصحابۃ بالمسح علی الخفین جلال الدین سیوطی الازہار المتناثرہ فی الاخبار المتواترہ میں لکھتے ہیں کہ حدیث مسح علی الخفین متواتر ہے محقق ابن ہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے اخاف الکفر علی من لم یر المسح علی الخفین اور عینی شرح صحیح بخاری میں ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اہلسنت و جماعت ہونے میں یہ شرط ہے کہ مسح علی الخفین کا قائل ہو اور عینی شرح صحیح بخاری میں ہے لا ینکرہ الا المبتدع الضال ہاں خوارج اور روافض کے نزدیک مسح علی الخفین جائز نہیں جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح البخاری میں ہے۔

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان (فتاویٰ غزنویہ ص۳)

سوال فقہاء حنفیہ کے نزدیک چوتھائی داڑھی کا مسح کرنا فرض ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرتؐ نے ٹھڈی کے نیچے بھی تر فرمایا اگر چوتھائی داڑھی کا مسح کرنا فرض ہے تو ٹھڈی کے نیچے تر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

الجواب:۔ چوتھائی داڑھی کا مسح کرنا فرض ہے اور ٹھڈی کے نیچے تر کرنا سنت ہے اور بہتر یہ ہے کہ فرض پر اکتفا نہ کیا جائے بلکہ سنت پر عمل کیا جاوے یعنی ٹھڈی کے نیچے تر کیا جاوے ٹھڈی کے نیچے منہ کی حد میں داخل نہیں اس واسطے اس کا دھونا فرض نہیں اور ایسا ہی جس کی داڑھی گھنی ہو تو اس کے لئے سنت ہے کہ داڑھی کے بال سے جس قدر منہ چھپا ہو وہ بھی دھووے تو ان دونوں امر میں کچھ تعارض نہیں کہ چوتھائی داڑھی کا مسح کر لیوے تو فرض ادا ہو جاوے گا۔ اور وضو درست ہو جاوے گا مگر سنت ادا نہ ہو گی تو چاہیئے صرف مسح پر اکتفا نہ کیا جاوے بلکہ ٹھڈی کے نیچے دھویا جاوے۔ (فتاویٰ عزیزی ص۲۷۳ جلد اوّل)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ اعضاءِ وضو میں سے کسی عضو کو بوجہ تکلیف اور خوف زیادتی مرض کے پانی نہ لگا سکیں تو زید کہتا ہے کہ ایسی حالت میں صرف تیمم کافی ہے کیوں کہ ارشاد خداوندی ہے کہ اگر تم بیمار ہو تو تیمم کر لو۔ حدیث شریف میں مذکور ہے کہ اگر انسان کا ایک عضو بیمار ہو تو بدن بیمار ہوتا ہے وان اشتکی عینہ اشتکی کلہ الخ لہٰذا مرد مذکور ان کنتم مرضا میں داخل ہے اور اس کے لئے تیمم کافی ہے۔ بکر کہتا ہے کہ ایسے نہیں بلکہ اس کو عضو بیمار کے لئے پہلے تیمم کر لینا چاہیئے باقی اعضاء کا وضو اور بیمار عضو کے لئے پھر مسح کی کوئی ضرورت نہیں اور دلیل حضرت جابرؓ کی حدیث بیان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے جس کے آخر الفاظ نبوی یہ ہیں انہ کان یکفیہ ان یتیمم و یعصب علی جرحہ خرقۃ ثم یمسح علیھا و یغسل سائر جسدہ (مشکوٰۃ ص۴۷) زید کہتا ہے ویعصب والی واو بمعنی او ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ یا صرف تیمم کر لے یا مسح کر کے غسل کرے ہر دو میں سے کون صحت پر ہے؟

الجواب:۔ اعضاء وضو سے اگر ایک عضو بیمار ہو تو باقی اعضاء دھو کر بیمار عضو پر مسح کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ (بخاری ومسلم) جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو جتنا تم حسب طاقت کر سکو وہ کر لو۔ اور واؤ کو بمعنی او کہنا ترک حقیقت ہے جو بلا استحالہ حقیقت کے جائز نہیں ہے۔ (فتاوی ثنائیہ جلد اول ص۲۸۱) الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ ۱۔ عن رفاعۃ بن رافع ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال للمسیء صلوٰتہ انھا لا تتم صلوٰۃ احدکم حتی یسبغ الوضوء کما امر اللہ یغسل وجھہ ویدیہ الی المرفقین ویمسح براسہ ورجلیہ الی الکعبین (دارقطنی)

۲۔ عن عثمان انہ دعا بماء فتوضاء و مضمض و استنشق ثم غسل وجھہ ثلاثا ویدیہ ثلاثا ومسح براسہ وظھر قدمیہ ثم ضحک (مسند احمد جلد اول)

۳۔ عن عبد خیر قال رأیت علیا دعا بماء لیتوضأ فتمسح بہ تمسحا ومسح علی ظھر قدمیہ ثم قال ھذا وضوء من لم یحدث (مسند احمد جلد اول ص۵۹) ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ وضو میں پاؤں دھونے کی بجائے ان پر مسح ہی فرماتے تھے۔

الجواب:۔ رفاعہ کی حدیث کے الفاظ مثل قرآن کے ہیں اور قرآن کے الفاظ میں وارجلکم کا عطف وجوھکم پر ہے اور حدیث رفاعہ میں کما امر اللہ بھی اسی طرح اشارہ ہے۔

نمبر۲ کی حدیث جو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی ہے وہ مسند احمد سے ساری نقل نہیں کی، اس کے آخر میں طھر قدمیہ حرف طاء مہملہ کے ساتھ ہے جس کے معنی پاؤں کو پاک کیا ہیں پس اس سے بھی پاؤں کا مسح ثابت نہ ہوا اس کے علاوہ مسند احمد کے اسی صفحہ ۵۹ میں دوسری روایت پاؤں دھونیکی تصریح ہے چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ ثم غسل قدمہ الیمنی ثلاثا ثم الیسری کذلک۔

نمبر۳ کی حدیث جو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے وہ مسند احمد جلد اول ص۵۹ کے نہیں ہے بلکہ صفحہ ۱۱۶ میں ہے اس میں سارا وضو مسح ہے صرف پاؤں کا مسح نہیں اور مسح سے مراد ہلکا ہلکا وضو ہے کیوں کہ منہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہاتھ کا مسح تو کسی کے نزدیک جائز نہیں، اس کے علاوہ جب انسان باوضو ہوتا ہے مسح حقیقی مراد ہونے میں بھی مخالف کی دلیل نہیں بنتی، کیوں کہ مخالف تو بے وضو ہونے کی حالت میں بھی مسح کا قائل ہے حالانکہ اس حدیث میں تصریح ہے ھذا وضوء من لم یحدث۔ حضرت العلام حافظ صاحب روپڑی (تنظیم اہل حدیث جلد ۱۲ ش ۲)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ ایک شخص وضو کرنے کی حالت میں پگڑی پر مسح کرتا ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو پگڑی اُتار کر نماز پڑھتا ہے۔ اب سوال صرف یہ ہے کہ اس شخص کا وضو قائم رہتا ہے یا ٹوٹ جاتا ہے؟

الجواب:۔ ایسی صورت میں وضو ٹوٹنے کی کوئی دلیل نظر سے نہیں گزری، پگڑی پر مسح قائلین کے نزدیک سر پر ہی مسح ہوتا ہے۔ واللہ اعلم (الاعتصام جلد ۲۱ ش ۱۳)

تشریح مسح سر کی کیفیت تین طرح ثابت ہے اس میں کسی محدث کو اختلاف نہیں، فقط سر پر مسح یا صرف دستار پر یا بعض سر پر اور بعض دستار پر جیسا کہ کتب حدیث میں مذکور ہے، مسح جب تک تو دستار سر پر ہے کسی کو اختلاف نہیں کیوں کہ نص حدیث سے ثابت ہے، مسح کے بعد دستار کا اتارنا ثابت نہیں اور اتارنے کی صورت میں اختلاف ہے اور بعض کے نزدیک مسح نہیں ٹوٹے گا اور نزد امام احمد بن حنبلؒ کے ٹوٹ جائیگا، جیسا کہ تحفۃ الاحوذی میں ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا۔ وہم اور گمان کے سوا ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ حق کے مقابلہ میں وہم وگمان کوئی چیز نہیں، دستار کو مسح کے بعد اتارنا ثابت نہیں، لہٰذا قول امام احمد بن حنبلؒ زیادہ ارجح ہے۔ فافہم وتدبر

الراقم علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ وضو میں برائے مسح کان اور سر کے لئے علیحدہ علیحدہ پانی لینے کا کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ حدیث شریف میں ہے الاذنان من الراس یعنی کانوں اور سر کو پانی ایک ہی کافی ہے۔

ھذا احد الوجہین والثانی بالماء الجدید وفیہ الاحادیث المختلفۃ ولعل الراجح الثانی والبسط فی المفصلات کالنیل وغیرہ ۱۲ (ابو سعید شرف الدین دھلوی)

سوال:۔ وضو میں گردن کا مسح کرنا حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب:۔ گردن کا مسح کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ (فتاویٰ ثنائیہ ص ۲۹۸)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ ایک ہی پانی سے سر اور کان کا مسح کرنا کیسا ہے؟

الجواب:۔ کان کے مسح کے لئے نیا پانی لینا افضل ہے جیسا کہ امام مالک امام شافعی اور امام احمد وغیرہ کا مسلک ہے کہ کان کے لئے نیا پانی لیا جائے یہ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی صفت بیان کرتے ہوئے حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہ توضأ ومسح اذنیہ بماءٍ غیر الماء الذی مسح بہ الراس اخرجہ الحاکم .... قال الحافظ اسنادہ ظاھرہ الصحۃ اسی مضمون کی حدیث دوسرے طریقے سے بیہقی میں بھی ہے، اس کی سند بھی صحیح ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل سے بھی۔ اس کی تائید ہوتی ہے (تحفۃ الاحوذی ص ۴۹ ج ۱) اور اگر ایک ہی پانی سے کان اور سر کا مسح کیا جائے تو بعض فقہاء نے اس کو بھی جائز کہا ہے اس بارے میں کوئی صریح اور واضح حدیث تو نہیں معلوم ہو سکی البتہ عبداللہ بن زید کی مندرجہ ذیل دو حدیثوں سے ضمناً استدلال کیا جا سکتا ہے وہ روایت کرتے ہیں ۱؎ ان النبیؐ توضأ ومسح رأسہٗ بماء غیر فضل یدیہ (ترمذی) یعنی رسول اللہؐ نے وضو کیا اور سر کا مسح ہاتھوں کے بچے ہوئے پانی سے کیا۔ ۲؎ ان النبیؐ اخذ لراسہ ماءً جدیدا (ترمذی) یعنی رسول اللہ نے اپنے سر کے مسح کے لئے نیا پانی لیا، ہاتھ والا پانی استعمال نہیں کیا۔ حدیث ۱؎ سے مسح کے پانی کے لئے ایک تیسری صورت معلوم ہوئی یعنی سر اور کان کے مسح کے لئے کلائیوں سے بچے ہوئے پانی کو بھی استعمال کیا جا سکتا ہے لیکن محدثین نے اس طریقہ کو مرجوح قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ سر کے مسح کے لئے ماءِ جدید لینا افضل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم۔ (عبد السلام بستوی دہلوی) ترجمان دہلی جلد ۲ ش ۳، ۴

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ پھٹے ہوئے موزوں پر یا جس میں سوراخ ہوں ان پر مسح کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ احادیث سے پھٹے ہوئے موزہ کے بارہ میں کسی قسم کا ذکر نہیں پایا جاتا ہے کہ کس قدر تک پھٹے ہوئے پر جائز ہے لیکن یہ خیال کرنا چاہیئے کہ موزہ پھٹنے کی حالت میں مسح موزوں پر کرنا مشروع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہُے پاؤں پر اِس حالت میں مسح کرنا نہ مشروع ہے اَور نہ ہوسکتا ہے پس اگر موزہ اس قدر پھٹ گیا ہے کہ پاؤں کا ایک ثلث یا نصف تک کُھل گیا تو ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں مسح موزوں پر نہ ہوگا بلکہ پاؤں بھی اس میں شامل ہوجائے گا۔ اس حالت میں موزہ پہننے سے جو مقصود تھا جاتا رہے گا گویا موزہ بیکار ہوجائے گا اَور اگر بہت کم پھٹا ہے یا سوراخ ہوگیا ہے تو اُس حالت میں موزہ سے جو مقصود ہے فوت نہ ہوگا حنفیہ نے اس کے لئے تین انگشت کی مقدار مقرر کی ہے کیوں کہ مسح کی مقدار بھی اُن کے نزدیک تین انگشت ہے اَور امام احمد کے نزدیک موزہ کے اکثر حِصّہ پر مسح کرنا چاہیئے اَور امام شافعی کے نزدیک اس قدر کرنا چاہیئے جس کو عرف ولغت میں مسح کہہ سکیں سو غالباً پھٹنے کا اعتبار ان دونوں اماموں کے نزدیک اس کے موافق ہوگا۔ یعنی اکثر حِصّہ پھٹنا یا اس قدر کہ اس کی وجہ سے عرفاً و لغتہً مسح نہ کہا جائے لیکن یہ خیال کرنا چاہیئے کہ موزہ پر مسح اوپر کے جانب یعنی پشتِ پا پر مشروع ہے نیچے کی جانب سے نہیں پس اوپر کے جانب سے پھٹنے کا زیادہ لحاظ ہوگا۔ کیوں کہ مسح اوپر سے کیا جاتا ہے اگر اوپر کی طرف سے زیادہ پھٹ گیا تو اس حالت میں موزہ پر مسح نہ ہوگا اَور موزہ پہننے سے جو مقصود ہے حاصل نہ ہوگا خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ خف پر مسح کرنا ثابت ہُوا ہے یہ تشریح نہیں ہوئی کہ پورے ہاتھ سے کیا جائے یا تین چار انگشت سے اَور پاؤں کی پشت پر کامل طور سے کرنا چاہیئے یا کم پر جیسا کہ سر کے لئے ثابت ہُوا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے دونوں ہاتھ کے ساتھ آگے سے پیچھے تک مسح فرمایا ہے جس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ کامل سر کا مسح کرنا چاہیئے لیکن یہاں غور کرنا چاہیئے کہ مسح اعلی الخف کے ظاہری اَور پورے معنی تمام پشت پا پر پورے ہاتھ کے ساتھ کرنے سے پائی جائیں گی یا صرف تین یا چار انگشت سے تھوڑے حِصّہ پر کرنے سے یہ ظاہر ہے کہ کامل معنی مسح کے اُس حالت میں پائے جائیں گے جبکہ پورے ہاتھ سے تمام پشت پا پر کیا جائے گا کیوں کہ یہ معنی لفظ سے بلا قید و تشریح سمجھ میں آسکتے ہیں، تین یا چار انگشت کے لئے قید اَور تفصیل کی ضرورت ہے اَور وہ ثابت نہیں پس اگر موزہ میں سے ایک حِصّہ پھٹ گیا جس کے سبب سے پاؤں کا ثلث یا ربع کُھل گیا تو اس مسح کے کامل معنی نہ پائے جائیں گے۔ تھوڑے سے پھٹ جانے میں یہ قباحت نہ ہوگی، تھوڑے اَور بہت کی مقدار معین نہیں اس کا عرف و تحرّی پر ہے بہت احکام کو شارح نے تحرّی و اجتہاد و ظن پر غالب مبنی فرمایا ہے۔ مثلاً نماز میں اگر شک واقع ہو کہ تین رکعت پڑھی یا دو تو تحری اَور ظن کو غالب مدار کار قرار دینا چاہیئے جنگل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اگر قبلہ کی جہت معلوم نہ ہو یا افطار صوم اور مغرب کا وقت ابر وغیرہ کی وجہ سے مشتبہ ہو تو ایسی حالت میں شارع نے بجز تحری وغلبہ ظن کے اوپر کوئی شے معیار مقرر نہیں فرمائی۔ واللہ اعلم

(فتاویٰ مولوی محمد عبدالجبار عمرپوری صد ۲۱)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جواب سوال صدر من بعض المحبین عما ورد فی سنن ابی داود۔ اعلم وفقنا اللہ وایاناً ان الحدیث اخرجہ ابوداود فی باب المسح علی الخفین والترمذی وابن ماجہ ومدارہ علی دلہم بن صالح عن حجیر بن عبداللہ عن ابن بریدۃ عن ابیہ فھو کما قال الترمذی فرد بالنسبۃ الی دلہم وقول الدارقطنی تفرد بہ حجیر بن عبداللہ عن ابن بریدۃ لاینافی کون دلہم تفرد بہ ایضاً فیصح کون کل واحد من دلہم بن صالح وشیخہ وشیخ شیخہ کل منہم تفرد بہ عن الاخر فھو فرد مطلق من دلہم الی شیخہ وشیخ شیخہ لکن الترمذی نبہ علی تفرد دلہم بہ ولم یذکر تفرد من فوقہ لئلا یتوہم ان لدلہم متابعاً فلا اشکال واما قول ابی داود ھذا مما تفرد بہ اھل البصرۃ فقال السیوطی فی مرقات الصعود علی ابی داود قال الشیخ فیہ نظر لانہ لیس فی روایۃ بصری الا مسدد وما فیہ الا کوفیون او من اھل مرو ومسدد لم ینفرد بہ ولا من فوقہ سوی دلہم کما صرح بہ الترمذی والدارقطنی وھو کوفی فالصواب ان یقال وھذا مما تفرد بہ اھل الکوفۃ ای لم یروہ الا واحد منہم انتہی واما قولکم قال ابونعیم عبداللہ بن بریدۃ عن دلہم فغیر صحیح لان دلہما یروی عن حجیر بن عبداللہ وحجیر بن عبداللہ یروی عن ابن بریدۃ فکیف یصح ان یکون عبداللہ بن بریدۃ عن دلہم ھذا مما لایقولہ ذو فہم وانما ھو راو عن ابیہ بریدۃ کما فی الخلاصۃ والحاصل انہ لیس فی رواۃ ھذا الحدیث بصری والوھم فیہ من ابی داود کما قال السیوطی فلا اشکال واللہ اعلم واما قولکم ان عبداللہ بن بریدۃ لم تعرف نسبتہ فلعلکم لم تراجعوا الخلاصۃ فانہ قال عبداللہ بن بریدۃ بن الحصیب الاسلمی ابوسھل قاضی مرو فرجع الکلام الی ماقال السیوطی انہ لیس فی روایۃ الا مروی او کوفی ولیس فیہ بصری انتہی واللہ اعلم

(نور العین جلد اول صد ۷)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدی خانیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین وعلی الہ وعترتہ الطاھرین واصحابہ الغر المیامین وبعد فیقول الفقیر الی رحمۃ ربہ الکریم الباری حسین بن محسن الانصاری الخزرجی السعدی الیمانی تجاوز اللہ عنہ وعن والدیہ ووفقہ لما یرضیہ ھذہ اسئلۃ وردت علی فاجبت علیہا من کلام اھل العلم المحققین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بحسب ما اطلعت علیه وما ادانی الیه اطلاعی القاصر وارجوانشاء الله ان تقع فی حیز القبول لمن القی السمع وهو شهید وقصدت اثباتها فی هذه الاوراق لتکون حاضرة عند الاحتیاج الیها المثلی وهذا اوان الشروع فیها فاول سوال منها ما قول العلماء المحدثین علی المسح علی النعلین منفردا عن الخف او الجورب هل الاحادیث الواردة فی ذلک صالحة للاحتجاج بذلک ام لا الجواب والله الموفق لاصابة الصواب اخرج ابوداؤد من حدیث هشیم عن یعلی بن عطاء عن ابیه قال اخبرنی اوس بن ابی اوس الثقفی ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اتی علی کظامة قوم یعنی المیضاة فتوضأ ومسح علی نعلیه وقدمیه وفی اسناده هشیم بالتصغیر بن بشیر بوزن عظیم بن القاسم بن دینار السلمی ابومعاویة بن ابی حازم بمعجمتین الواسطی ثقة ثبت کثیر التدلیس والارسال کذا فی التقریب وقال العجلی ثقة یدلس وقال بن سعد ثقة اذا قال اخبرنا کذا فی الخلاصة واخرج الدارمی فی مسنده من حدیث یونس عن ابی اسحاق عن عبد خیر قال رایت علیا توضأ ومسح علی النعلین ووسع ثم قال لولا انی رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم فعل کما رایتمونی فعلت لرایت ان باطن القدمین احق بالمسح من ظاهرهما قال ابومحمد هذا الحدیث منسوخ بقوله تعالی فامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین انتهی لکن فی اسناده یونس بن بکیر بن واصل الشیبانی ابوبکر الکوفی الحافظ قال بن معین ثقة وضعفه النسائی وقال ابوداؤد لیس بحجة یاخذ کلام ابن اسحاق فیوصله بالاحادیث روی له مسلم متابعة کذا فی الخلاصة و قال فی التقریب یونس بن بکیر بن واصل الشیبانی ابوبکر الجمال الکوفی صدوق یخطی من التاسعة وفی البخاری باب غسل الرجلین ولا یمسح علی النعلین قال الحافظ فی فتح الباری اشار بذلک الی ما روی عن علی وغیره من الصحابة انهم مسحوا علی نعالهم ثم صلوا وروی فی ذلک حدیث مرفوع رواه ابوداؤد وغیره من حدیث المغیرة بن شعبة لکن ضعفه عبدالرحمن بن مهدی وغیره من الائمة انتهی ثم اورد البخاری حدیث عبدالرحمن بن عمر و فیه واما النعال السبتیة فانی رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یلبس النعال التی لیس فیها شعر ویتوضاء فیها قال الحافظ فی فتح الباری ولیس فی الحدیث الذی ذکره تصریح بذلک وانما هو ماخوذ من قوله ویتوضاء فیها لان الاصل فی الوضوء الغسل ولان قوله فیها یدل علی الغسل ولو ارید المسح لقال علیها انتهی وفی القسطلانی التصریح بانه علیه الصلوٰة والسلام کان یغسل الرجلین الشریفتین وهما فی نعلیه وهذا اوضح استدلال للترجمة انتهی وفی البخاری فی باب غسل الوجه بالیدین من غرفة واحدة عن ابن عباس رضی الله عنهما انه توضاء فغسل وجهه واخذ غرفة من ماء فمضمض بها واستنشق ثم اخذ غرفة من ماء فجعل بها هکذا اضافها الی یده الاخری فغسل بها وجهه ثم اخذ غرفة من ماء فغسل بها یده الیمنی ثم اخذ غرفة من ماء فغسل بها یده الیسری ثم اخذ غرفة من ماء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرش بہا علی رجلہ حتی غسلہا قال الحافظ فی فتح الباری صریح فی انہ لم یکتف بالرش واما وقع فی ابی داؤد والحاکم فرش علی رجلہ الیمنی وفیہا النعل ثم مسحہا بیدیہ ید فوق القدم وید تحت النعل فالمراد بالمسح تسییل الماء حتی یستوعب العضو وقد صح انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یتوضاء فی النعل کما سیاتی عند المصنف من حدیث ابن عمر و اما قولہ وید تحت النعل فان لم تحمل علی التجوز عن القدم والا فہی شاذۃ وراویہا ابن سعد لا یحتج بما انفرد بہ فکیف اذا خالف انتہی واخرج ابوداؤد والترمذی وابن ماجہ کلہم من حدیث ابی قیس الاودی وہو عبد الرحمن بن ثروان عن ہزیل بن شرحبیل عن المغیرۃ بن شعبۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ ومسح علی الجوربین والنعلین قال الترمذی حسن صحیح وہو قول غیر واحد من اہل العلم وبہ یقول سفیان الثوری وابن المبارک والشافعی واحمد واسحاق قالوا مسح علی الجوربین وان لم یکونا نعلین اذا کانا ثخینین وضعفہ ابوداؤد وکان عبد الرحمن بن مہدی لا یحدث بہذا الحدیث لان المعروف عن المغیرۃ بن شعبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی الخفین وروی ہذا ایضاً عن ابی موسیٰ الاشعری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ مسح علی الجوربین ولیس بالمتصل ولا بالقوی ومسح علی الجوربین علی بن ابی طالب وابن مسعود والبراء بن عازب وانس بن مالک وابوامامۃ وسہل بن سعد وعمرو بن حریث وروی عن عمر بن الخطاب وابن عباس انتہی وقال المنذری وذکر البیہقی حدیث المغیرۃ بن شعبۃ ہذا وقال وذلک حدیث منکر ضعفہ سفیان الثوری وعبد الرحمن بن مہدی واحمد بن حنبل ویحیی بن معین وعلی بن المدینی ومسلم وابن الحجاج والمعروف عن المغیرۃ حدیث المسح علی الخفین ویروی عن جماعۃ من الصحابۃ انہم فعلوہ ہذا اخر کلامہ واللہ اعلم وابوقیس الاودی اسمہ عبد الرحمن ابن ثروان الاودی الکوفی وہو وان کان البخاری قد احتج بہ فقد قال الامام ابن حنبل لا یحتج بحدیثہ وسئل عنہ ابوحاتم الرازی فقال لیس بقوی عند اہل الحدیث ولیس بحافظ فقیل لہ کیف حدیثہ قال ہو صالح ہو لین الحدیث انتہی کلام المنذری وقال فی التقریب عبد الرحمن بن مروان بالمثلثۃ مفتوحۃ وراء ساکنۃ ابوقیس الاودی الکوفی صدوق ربما خالف انتہی وفی نیل الاوطار للشوکانی وانما قال ابوداؤد یعنی فی حدیث ابی موسیٰ ولیس بالمتصل لانہ رواہ الضحاک بن عبد الرحمن عن ابی موسیٰ قال البیہقی لم یثبت سماعہ من ابی موسیٰ وانما قال ولیس بالقوی لان فی اسنادہ عیسیٰ بن سنان ضعیف لا یحتج بہ وقد ضعفہ یحیی بن معین انتہی کلام النیل وقال الطیبی معنی الحدیث انہ لبس النعلین فوق الجوربین کما قال الخطابی ولم یقتصر علی مسحہا بل ضم الیہا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسح النعلين فعلى من يدعى جواز الاقتصار على مسحهما الدليل فتدبر وقال الشيخ عبد الحق الدهلوى المسح على النعلين منسوخ كذا في الدارمي انتهى اقول ان هذا الكلام على تقدير صحة هذا الحديث والا فقد نقل تضعيفه عن الامام احمد وابن مهدى ومسلم قال النووى وكل منهم لو انفرد لقدم على الترمذى وابن ماجه مع ان الجرح مقدم على التعديل قال الملا على القارى قال الترمذى حسن صحيح ورد بان المعروف من رواية المغيرة المسح على الخفين واجيب بانه لا مانع من ان يروى المغيرة اللفظين وقد عضده فعل الصحابة رضى الله عنهم وهو اعم من ان يكونا مجلدين بان كان الجلد اعلاهما او اسفلهما او منعلين بان كان الجلد اسفلهما فقط او ثخينين مستمسكين انتهى و قال ايضا قوله ومسح على الجوربين والنعلين اى ونعليهما فيجوز المسح على الجوربين المنعلين بحيث يمكن متابعة المشى عليهما كذا قال ابن الملك من اصحابنا وقال الطيبي معنى قوله والنعلين هو ان يكون قد لبس النعلين فوق الجوربين وقد اجاز المسح فوق الجوربين جماعة من السلف وذهب اليه نفر من فقهاء الامصار منهم سفيان الثورى واحمد واسحاق وقال الشافعى ومالك بن انس والاوزاعى لا يجوز المسح على الجوربين انتهى وقال السيد العلامة ابو الفيض المرتضى فى تاج العروس شرح القاموس الجورب لفافة الرجل معرب وهو بالفارسية گورب واصله گوربا ومعناه قبر الرجل قال ابن اياز عن كتاب المطارحة كما نقله شيخنا عن شفاء العليل للخفاجى ومثله لابن سيده وقال ابن العربى الجورب غشاء للقدم من صوف متخذ للدفء كذا فى المصباح انتهى كلام السيد مرتضى فى شرح القاموس وقال الامام الرافعى فى شرح الكبير لا يجوز المسح على اللفائف والجورب المتخذة من الصوف واللبد لانه لا يمكن المشى عليهما ويسهل نزعها فلا حاجة الى ادامتها فى الرجل لانها لا تمنع نفوذ الماء الى الرجل ولا بد من شئ مانع على الاصح كما سياتى و كذلك الجورب التى تلبس مع المكعب وهى الجورب الصوفية لا يجوز المسح عليها حتى تكون بحيث يمكن متابعة المشى عليها وتمنع نفوذ الماء انتهى وقال فى المصباح والمكعب وزان مقود المداس لا يبلغ الكعبين غير عربى انتهى وفى فتاوى الحافظ ابن تيمية واما المسح على الجوربين فيجوز اذا كان يمشى فيها سواء كانت مجلدة او لم تكن فى اصح قولى العلماء ففى السنن ان النبى صلى الله عليه وسلم مسح على جوربيه ونعليه وهذا الحديث اذا لم يثبت فالقياس يقتضى صحة ذلك فان الفرق بين الجوربين والنعلين انما هو كون هذا من صوف وهذا من جلد ومعلوم ان مثل هذا غير مؤثر فى الشريعة فلا فرق بين ان يكون جلودا او قطنا او كتانا او صوفا كما لم يفرق بين سواد اللباس فى الاحرام وبياضه ومحظوره ومباحه وغايته ان الجلد ابقى من الصوف فهذا لا تاثير له كما لا تاثير لكون الجلد قويا بل يجوز المسح على ما يبقى وما لا يبقى وايضا فمن المعلوم ان الحاجة الى المسح على هذا كالحاجة الى المسح على هذا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سواء ومع التساوی فی الحکمۃ والحاجۃ یکون التفریق بینہما تفریقا بین المتماثلین وھذا خلاف العقل والاعتبار الصحیح الذی جاء بہ الکتاب والسنۃ وما انزل بہ کتبہ وارسل بہ رسلہ ومن فرق بکون ھذا ینفذ منہ الماء وھذا لاینفذ فقد ذکر فرقا طرديا عديم التاثير ولو قال قائل یصل الماء الی ھذا اکثر من الجلد فیکون المسح علیہ اولی للصوق الطھوریہ اکثر کان ھذا الوصف اولی بالاعتبار من ذلک الوصف واقرب الی الاوصاف المؤثرۃ وذلک اقرب الی الاوصاف الطردیۃ وکلا ھما باطل انتہی المقصود نقلا من فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ تعالی فتقرر من مجموع ما نقلناہ من کلام المحدثین الاعلام ان المسح علی الخفین لاخلاف فی جواز المسح علیہ واما الجورب فقال جماعۃ من السلف و الصحابۃ وبعض فقہاء الامصار منہم سفیان الثوری وابن المبارک واسحاق یجوز المسح علی الجوربین وان یکونا منعلین اذا کانا ثخینین وقال الشافعی ومالک والاوزاعی لایجوز المسح علی الجوربین منعل او بلا نعل وقالت الحنفیۃ یجوز علی الجوربین اذا کان منعلین او ثخینین مستمسکین یمکن متابعۃ المشی علیہما والذی رجحہ الامام ابن القیم جواز المسح علی ما کان یغطی الرجل من ای جنس کان بنعل وبلا نعل وھو الظاہر من کلام ائمۃ الحدیث الاعلام لشرط کونہ قویا وعدم صحۃ المسح علی النعلین بلا خف ولاجورب ان الاحادیث الدالۃ علی المسح علی النعلین فقط لا تصلح حجۃ للجواز ھذا ما ظہر للحقیر فان کان صوابا فمن اللہ والحمد للہ رب العالمین وان کان خطأ فمنی ومن الشیطان واستغفر اللہ و صلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔ نور العین جلد اول ص۲۲

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ علی اشرف الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین وبعد فقد وقع السوال من بعض الفضلاء الاعلام عن حکم المسح علی اللفافۃ من الصوف او القطن ھل یکون لھما حکم المسح علی الخفین فی جواز المسح علیہما منعل او بلا نعل بینوا توجروا بیانا شافیا مؤیدا بالدلیل الصحیح فاقول وباللہ استعین فی اصابۃ الصواب فی الجواب قال الحافظ ابوداؤد فی سننہ باب المسح علی الجوربین والنعلین حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ عن وکیع عن سفیان الثوری عن ابی قیس الاودی وھو عبد الرحمن بن ثروان الکوفی عن ھزیل بن شرحبیل عن المغیرۃ بن شعبۃ رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ ومسح علی الجوربین والنعلین قال ابوداود وکان عبد اللہ بن مہدی لایحدث بھذا الحدیث لان المعروف عن المغیرۃ بن شعبۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ ومسح علی الخفین قال ابوداؤد وروی ھذا ایضا عن ابی موسی الاشعری رض عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ توضأ ومسح علی الجوربین ولیس بالمتصل ولا بالقوی قال ابوداؤد ومسح علی الجوربین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی ابن ابی طالب ابن مسعود و البراء بن عاذب و انس ابن مالک و ابو امامة و سهل بن سعد و عمرو بن حریث و روی ذلک
عن عمر بن الخطاب و ابن عباس انتهی کلام الحافظ ابی داؤد فی سننه و معنی قول الحافظ ابی داؤد رحمه الله تعالی
کان عبد الرحمن بن مهدی لا یحدث بهذا الحدیث المذکور لان المعروف ای من روایة المحدثین الاثبات
الثقات عن المغیرة بن شعبة ان النبی صلی الله علیه وسلم توضأ و مسح علی الخفین یعنی لا علی الجوربین و النعلین
و الحدیث المعروف فی اصطلاح المحدثین مقابل لحدیث المنکر و الحدیث المنکر من اقسام الحدیث الضعیف و
الحدیث الضعیف لا یحتج به فی احکام الشرعیة قال الامام النووی فی الاربعین الحدیث النبویة و قد اتفق العلماء
علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال قال العلامة ابراهیم بن مرعی الشبرخیتی المالکی فی شرحه علی الحدیث
الاربعین المذکورة قوله و قد اتفق العلماء علی جواز العمل بالحدیث الضعیف فی فضائل الاعمال الخ ذکر الاتفاق نظر
فان ابن العربی المالکی قال ان الحدیث الضعیف لا یعمل به مطلقا و قال المؤلف الامام النووی فی الاذکار ذکر الفقهاء
و المحدثون انه یجوز و یستحب العمل فی الفضائل و الترغیب بالحدیث الضعیف ما لم یکن موضوعا و اما فی الاحکام و الحلال و
الحرام و المعاملة فلا یعمل فیها الا بحدیث الصحیح او الحسن انتهی کلام العلامة ابراهیم الشبرخیتی المالکی فی شرحه
علی الاحادیث الاربعینیة للامام النووی رحمه الله تعالی و لا یخفی ان المسح علی الخفین من الاحکام الشرعیة لانه بدل
عن غسل الرجلین اللذین غسلهما فرض بنص القرآن و الاحادیث المتواترة عن رسول الله صلی الله علیه وسلم کما قال الحافظ
ابن حجر فی فتح الباری و غیر الحافظ ابن حجر و للبدل حکم المبدل فلا یثبت البدل الا بالحدیث الصحیح او الحسن لا
بحدیث الضعیف فاذا کان الحدیث الضعیف لا یجوز العمل به فی الاحکام الشرعیة فلا یکون الضعیف قائم مقام
المبدل منه الذی هو غسل الرجلین الثابت بالقرآن و بالاحادیث الصحیحة المتواترة فلهذا قال الحافظ ابو داؤد
رحمه الله تعالی و المعروف عن النبی صلی الله علیه وسلم ای من روایات الثقات الاثبات عن المغیرة بن شعبة
عن النبی صلی الله علیه وسلم مسح علی الخفین لا علی الجوربین و النعلین و الحدیث المعروف فی اصطلاح المحدثین
مقابل للحدیث المنکر و المنکر من الاقسام الحدیث الضعیف و الضعیف لا یجوز العمل به فی الاحکام الشرعیة
و المسح علی الجوربین و النعلین حکم من احکام الشرع فلا یثبت بالحدیث الضعیف کما تقدم قال الحافظ
ابن حجر فی نخبة الفکر و شرحها فی معرفة الحدیث و الاثر و ان وقعت المخالفة مع ذی الضعف ای اذا ورد الحدیث
الذی رواه الراوی الضعیف مقابلا للحدیث المعروف فالحدیث المعروف ای المعمول به یقال له المعروف ای المعروف
بالصحة و جواز العمل به عند المحدثین و مقابله ای مقابل الحدیث المعروف و هو الحدیث الضعیف یقال له المنکر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتہی کلام الحافظ ابن حجر فی النخبۃ مع شرحہا مع زیادۃ توضیح للمعنی خلاصۃ قول الحافظ ابی داود رحمہ اللہ تعالیٰ ان روایۃ المسح علی الجوربین والنعلین ان کانت وردت من طریق المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ توضأ ومسح علی الجوربین والنعلین لکنہا روایۃ ضعیفۃ ومنکرۃ ضعفہا الحفاظ المحققون الاثبات الذین علیہم المعول فی نقد الرجال کما سیاتی تحقیق ذلک عن المحققین من الرجال الثقاۃ الاثبات الذین ذکرہم الحافظ ابو داود ومثل شیخہ الامام الحافظ عبد الرحمن بن مہدی والامام احمد والامام الحافظ مسلم بن الحجاج صاحب الصحیح وغیرہم وقول الحافظ ابی داود رحمہ اللہ وروی ہذا ایضا عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توضأ علی الجوربین لیس بالمتصل ولا بالقوی ای فہو منقطع وانما قال فیہ ابو داود ولیس بالقوی ایضا لانہ من روایۃ عیسیٰ بن سنان وقد ضعفہ یحییٰ بن معین والحدیث الذی اشار الیہ ابو داود بقولہ وروی ہذا ایضا عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ اخرجہ ابن ماجہ فی سننہ ولفظہ حدثنا محمد بن یحییٰ قال حدثنا معلی بن منصور وبشر بن ادم قال لا ثنا عیسیٰ بن یوسف عن عیسیٰ بن سنان عن الضحاک بن عبد الرحمن بن عوزب عن ابی موسیٰ الاشعری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضأ ومسح علی الجوربین قال المعلی فی حدیثہ ولا اعلمہ الا قال والنعلین قال الحافظ السیوطی فی مرقات الصعود علی ابی داود وانما قال ابو داود و لیس بالمتصل لانہ من روایۃ الضحاک بن عبد الرحمن بن عوزب عن ابی موسیٰ ولم یثبت سماعہ ای سماع الضحاک بن عبد الرحمن بن عوزب عن ابی موسیٰ ای فہو منقطع وانما قال فیہ ولیس بالقوی ایضا لانہ من روایۃ عیسیٰ بن سنان وقد ضعفہ یحییٰ بن معین انتہی وقال الشوکانی فی نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار وانما قال فیہ ابو داود ولیس بالمتصل لانہ من روایۃ الضحاک بن عبد الرحمن بن عوزب قال البیہقی ولم یثبت سماع الضحاک بن عبد الرحمن بن عوزب عن ابی موسیٰ وانما قال فیہ ابو داود ولیس بالقوی لان راویہ عیسیٰ بن سنان لا یحتج بہ ضعفہ یحییٰ بن معین انتہی وقال المحقق ابو الحسن السندی فی حاشیتہ علی سنن ابن ماجۃ قولہ ومسح علی الجوربین والنعلین اولوہ بانہ لبس النعلین فوق الجوربین وقیل مسح الجوربین والنعلین جمیعا لانہ مسح علی کل منہما علی انفرادہ قال ابو داود وکان عبد الرحمن بن مہدی لا یحدث بہذا الحدیث لان المعروف من حدیث المغیرۃ بن شعبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی الخفین وقال الحافظ حدیث المغیرۃ ہذا قد ضعفہ عبد الرحمن بن مہدی وغیرہ من الائمۃ و قول ابی داود وفیہ لیس بالمتصل لان الراوی عن الضحاک عیسیٰ بن سنان وقد ضعفہ احمد وابن معین وابو زرعۃ والنسائی وغیرہم فلم یکن قویا انتہی کلام المحقق ابو الحسن السندی علی سنن ابن ماجۃ بلفظہ وقال الحافظ المنذری علی ابی داود وعن ابی قیس الاودی عن ہزیل بن شرحبیل عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلعم توضأ ومسح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

على الجوربين والنعلين اخرجه الترمذي وابن ماجة وقال الترمذي هذا حديث حسن صحيح وقال ابوداود و
كان عبد الرحمن بن مهدي لا يحدث بهذا الحديث لان المعروف عن المغيرة بن شعبة ان النبي
صلى الله عليه وسلم مسح على الخفين قال ابوداود وروي هذا ايضا عن ابي موسى الاشعري عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه مسح على الجوربين وليس بالمتصل ولا بالقوي قال ابوداود ومسح على الجوربين
علي بن ابي طالب وابن مسعود والبراء بن عازب وانس بن مالك وسهل بن سعد وعمرو بن حريث
وروي ذلك عن عمر بن الخطاب وابن عباس وذكر ابوبكر البيهقي حديث المغيرة بن شعبة هذا وقال
حديث منكر ضعفه سفيان وعبد الرحمن بن مهدي واحمد بن حنبل ويحيى بن معين وعلي بن المديني
ومسلم بن الحجاج والمعروف عن المغيرة بن شعبة حديث المسح على الخفين ويروى عن الصحابة انهم
فعلوه والله اعلم بالصواب ابوقيس الاودي اسمه عبد الرحمن بن ثروان الاودي الكوفي وهو وان
كان البخاري قد احتج به فقد قال احمد لا يحتج بحديثه وسئل عنه ابوحاتم الرازي فقال ليس بقوي هو
قليل الحديث ليس بحافظ قيل له كيف حديثه قال هو صالح لين الحديث انتهى كلام الحافظ
المنذري على ابي داود بلفظه فان قلت كيف احتج البخاري بابي قيس المذكور وقد ضعفه الحفاظ
المذكورون قلت لعل الامام البخاري اخرج له واحتج بحديثه حين كان حافظا متقنا ثم تغير حاله بعد
ذلك كعطاء بن السائب وحماد بن سلمة فانهما كانا حافظين ثبتين ضابطين ثم تغير حالهما
بعد ذلك كما ذكروه فيهما ولعل الامام الترمذي اخرج له وصحح حديثه لما عضده عنده من
عمل الصحابة الذين ذكرهم ابوداود وغيره او قبل اطلاعه على تغير حاله ايضا فرواية الترمذي صريحة
في المسح على الجوربين والنعلين معا لا على الجوربين فقط وقال الامام الشوكاني في نيل الاوطار والخف
نعل من ادم يغطي الكعبين والجرموق اكبر منه والجورب اكبر من الجرموق انتهى فهذا صريح ان
الجورب قسم من اقسام الخفاف الرقيقة التي لا يمكن المشي عليها بلا نعل بل النعلان مخرزان بهما
اي مخيطان بهما لا ينفصلان عن الجورب قال العلامة علي القاري في شرح المشكوة والخف ما يستر
الكعبين ويمكن بهما ضروريات السفر انتهى وهذا الذي قاله العلامة علي القاري هو الذي
تقتضيه الاحاديث الصحيحة الواردة بالرخصة في المسح للمقيم يوما وليلة وللمسافر ثلاثة ايام بلياليها
فان ذلك لا يصح الا مع امكان متابعة المشي على الممسوح مدة المسافر ثلاثة ايام بلياليها والمقيم

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوما ولیلۃ من غیرہ تتحقق وان لم یکن الحدیث صریحا فی ذلک فان ذلک مستفاد من ذلک للمقیم یوما ولیلۃ وللمسافر ثلاثۃ ایام بلیالیہا واتفاق العلماء علی ذلک ولا یمکن ھذا التردد للمقیم والمسافر علی الجورب المتخذ من الصوف او القطن بلا نعل کما ھو ظاہر وسیاتی مزید لذلک ان شاء اللہ تعالیٰ وقال العلامۃ علی القاری فی شرح المشکوٰۃ فی الحدیث الذی اخرجہ صاحب المشکوٰۃ عن الترمذی ولفظہ و عن المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضاء ومسح علی الجوربین و النعلین اخرجہ الترمذی حدیث حسن وقال صحیح وضعفہ ابوداؤد وقال علی القاری وقد رد ھذا بان المعروف عن المغیرۃ بن شعبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توضاء ومسح علی الخفین واجیب بانہ لا مانع من ان یروی المغیرۃ بن شعبۃ اللفظین وقد عضدہ فعل الصحابۃ الذین ذکرھم ابوداؤد وقد اجاز المسح علی الجوربین جماعۃ من السلف و ذھب الیہ فقہاء الامصار منہم سفیان الثوری واحمد قال ابوداؤد وقد مسح علی الجوربین علی بن ابی طالب وابن مسعود وسہل بن سعد وعمرو بن حریث و روی ذلک عن عمر بن الخطاب وابن عباس قال الحق علی القاری وھو اعم من ان یکون مجلدین بان کان الجلد اعلاھما واسفلہما اومنعلین بان کان الجلد اسفلہما فقط او ثخینین مستمسکین علی الساق فی قول ابی یوسف ومحمد وابی حنیفۃ اخرا وعلیہ الفتویٰ وکذا الجوز علی الموقین تثنیۃ موق وھو بضم المیم کعصفور وھو الجرموق الذی یلبس فوق الخف فی البلاد الباردۃ وھو فارسی معرب وقال الشافعی فی قول لا یجوز المسح علیہ لانہ لا یحتاج الیہ فی الغالب فلا تتعلق بہ الرخصۃ ولنا ما روی ابوداؤد وابن خزیمۃ والحاکم وصححاہ ان عبدالرحمن بن عوف سال بلالا عن وضوء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال کان یذھب فیقضی حاجتہ فاتیہ بالماء فیتوضاء ویمسح علی عمامتہ وموقیہ ولان الموق لا یلبس بدون الخف عادۃ فاشبہ خفا ذا طاقین وقولہ ومسح علی الجوربین بحیث یمکن متابعۃ المشی علیہما قال الطیبی ومعنی قولہ والنعلین ھو ان یکون قد لبس النعلین فوق الجوربین انتہی وقال الخطابی فی شرحہ علی ابوداؤد ومعنی قولہ ومسح علی الجوربین ھو ان یکون قد لبس النعلین فوق الجوربین ولم یقتصر علی المسح علی الجوربین فقط بل ضم الیہا المسح علی النعلین مع لبسہما مع الجوربین فعلی ما ذھی جواز الاقتصار علی الجوربین فقط الدلیل انتہی ومعنی قول علی القاری او ثخینین قال فی الشامی ای اللذین لیس بمجلدین ولا منعلین وھو نعت الجوربین فقط ولکن الجرموق لا یکون الا من الجلد لم یقیدہ بالثخانۃ لان الجلد الملبوس لا یکون الا کذلک عادۃ انتہی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقال فی البحر والثخین ان یقوم علی الساق من غیر شد ولا یسقط ولا یری ما تحتہ وھذا بخلاف الرقیق فان الدلیل یفید اخراجہ ای عن الاطلاق لانہ لیس فی معنی الخف انتہی فان قلت ان القائلین بالمسح علی الجوربین قید وا ذلک بشرط ان یکون الجورب من الصوف او القطن مع النعل لامطلقا فای دلیل للقائلین بالجواز مطلقا ای من غیر نعل فالجورب انما قید وا ذلک بما ذکر لانہ اذا کان الجورب من صوف او قطن فلا یصلح المشی علیہ للمقیم یوما ولیلۃ وللمسافر ثلثۃ ایام بلیالیہا فلا یصح المسح علی الجورب مجردا عن النعل کما ھو ظاھر ویدل علی ذلک تبویب الامام ابن تیمیۃ صاحب منتقی الاخبار جد الحافظ الامام ابن تیمیۃ المشہور حیث قال باب المسح علی الموقین والجوربین جمیعا واورد فی الباب حدیث المغیرۃ بن شعبۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضا ومسح علی الجوربین والنعلین رواہ الخمسۃ الا النسائی قال الشوکانی فی نیل الاوطار حدیث المغیرۃ بن شعبۃ قال ابوداود وکان عبد الرحمن بن مہدی لایحدث بھذا الحدیث لان المعروف عن المغیرۃ بن شعبۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضاء ومسح علی الخفین قال ابوداود ومسح علی الجوربین علی بن ابی طالب وابن مسعود والبراء بن عازب وانس بن مالک وابو امامہ وسھل بن سعد وعمرو بن حریث وروی ذلک عن عمر بن الخطاب وابن عباس وفی الباب عن ابن عباس عند البیہقی واوس بن ابی اوس عند ابی داود بلفظ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توضاء ومسح علی نعلیہ وعلی بن ابی طالب عند ابن خزیمۃ واحمد بن عبید الصفار وعن انس عند البیہقی والحدیث بجمیع روایۃ یدل علی جواز المسح علی الموقین وھما ضرب من الخفاف قالہ ابن سیدہ والازھری وھو مقطوع الساق وقال الجوھری الموق الذی یلبس فوق الخف قیل عربی وقیل فارسی معرب والحدیث یدل علی جواز المسح علی الجورب وھو لفافۃ الرجل قال فی القاموس ایضا وقد تقدم انہ الخف الکبیر وقد تقدم من قال بجواز المسح علیہ ممن ذکرہ ابوداود من الصحابۃ وزاد ابن سید الناس فی شرح الترمذی ان من جملۃ القائلین بجواز المسح علیہ عبد اللہ بن عمر وسعد بن ابی وقاص وابا مسعود البدری وھو عقبۃ بن عامر وعلی جواز المسح علی الجوربین وانما یجوز علی النعلین اذا لبسھما فوق الجوربین وقال الشافعی لایجوز المسح علی الجوربین الا ان یکونا منعلین یمکن متابعۃ المشی علیہما انتہی لکن قال الحافظ ابن حجر العسقلانی فی تخریج احادیث الھدایۃ حدیث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی جوربیہ رواہ الاربعۃ وابن ماجۃ من طریق ابی قیس الاودی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الکوفی عن ھزیل بن شرحبیل عن المغیرۃ بن شعبۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توضاء ومسح علی الجوربین والنعلین وصححہ الترمذی وقال النسائی لا اعلم احدا تابع ابا قیس علی ذلک والصحیح عن المغیرۃ المسح علی الخفین وقال ابوداؤد کان عبد الرحمن بن مھدی لا یحدث بھذا الحدیث قال وحدث ابی موسی الاشعری مثلہ ولیس بالمتصل ولا بالقوی قال ومسح علی الجوربین علی بن ابی طالب وابن مسعود والبراء بن عازب وسھل بن سعد وعمرو بن حریث وروی ذلک عن عمر بن الخطاب وابن عباس قال البیھقی قد ضعف ھذا الحدیث سفیان الثوری وابن مھدی وابن معین واحمد وابن المدینی ومسلم ثم ساق اسانیدھا وحدیث ابی موسی الاشعری الذی اشارہ الیہ ابوداؤد اخرجہ ابن ماجۃ وفی اسنادہ ضعف وانقطاع کما قالہ ابوداؤد وفی الباب عن بلال اخرجہ الطبرانی بسندین احدھما رجالہ ثقات وعن ابن عباس رض ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضاء ومسح علی نعلیہ اخرجہ ابن عدی ثم البیھقی وفی اسنادہ ابوداؤد بن جراح وھو ضعیف وذکرہ من طریق زید بن الحباب بمتابعۃ قویۃ لکنھا شاذۃ لمخالفھا للثقات الاثبات انتھی کلام الحافظ ابن حجر فی تخریج احادیث الھدایۃ فالحاصل ان الاحادیث الصحیحۃ المتواترۃ من روایۃ الحفاظ الثقات الاثبات الذین علیھم المعول فی نقد الرجال لیس فیھا ذکر المسح علی الجوربین والنعلین انما فیھا المسح علی الخفین فروایۃ المسح علی الجوربین والنعلین شاذۃ کما قال الحافظ وقال الامام النووی فی شرح مسلم وقد روی المسح علی الخفین خلائق لا یحصون من الصحابۃ وقال الحسن البصری حدثنی سبعون من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یمسح علی الخفین اخرجہ ابن ابی شیبۃ قال الشوکانی فی نیل الاوطار وقال الحافظ ابن حجر فی فتح الباری وقد صرح جمع من الحفاظ ان المسح علی الخفین متواتر وقد جمع بعضھم رواتہ فجاوزوا الثمانین منھم العشرۃ المبشرۃ وقال الامام احمد فیہ اربعون حدیثا عن الصحابۃ مرفوعۃ وقال ابن ابی حاتم فیہ عن واحد واربعین وقال ابن عبد البر فی الاستذکار روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسح علی الخفین نحو اربعین من الصحابۃ وذکر ابوالقاسم بن مندۃ فی تذکرۃ اسماء من رواہ فکانوا ثمانین صحابیا وذکر الترمذی والبیھقی فی سننھما منھم جماعۃ وقد نسب القول بمسح الخفین الی جمیع الصحابۃ کما تقدم عن ابن المبارک ما روی عن عائشۃ وابن عباس وابی ھریرۃ فی انکار المسح علی الخفین فقال ابن عبد البر لا یثبت وقال الامام احمد ولا یصح حدیث ابی ھریرۃ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی انکار المسح علی الخفین بل ہو باطل وقد روی الدارقطنی عن عائشۃ القول بالمسح وما اخرجہ
ابن ابی شیبۃ عن علی انہ قال سبق الکتاب المسح علی الخفین فہو منقطع وقد روی مسلم والنسائی
عنہ القول بہ بعد موت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما روی عن عائشۃ رضی انہا قالت لان اقطع رجلی
احب الی من ان امسح علیہما ففیہ محمد بن مہاجر قال ابن حبان کان یضع الحدیث واما القصۃ التی ساقہا
الامیر الحسین فی الشفاء وفیہا المراجعۃ الطویلۃ بین علی بن ابی طالب وعمر بن الخطاب استشہاد علی رضی اللہ عنہ
باثنین وعشرین من الصحابۃ فشہدوا ان المسح علی الخفین کان قبل نزول المائدۃ فقال ابن بہران لم اجد ہذہ
القصۃ فی کتب الحدیث والکلام فی ہذہ المقام یستدعی تطویلا لایسعہ ہذا الجواب فیما ذکرناہ کفایۃ
لمن لہ ہدایۃ والمقصود من ذکر ذلک ان الروایات الصحیح المتواترۃ التی رواہا الحفاظ الاثبات الذین علیہم
المعول والاعتماد فی نقد الرجال ان الاحادیث الصحیحۃ الواردۃ من روایۃ المغیرۃ بن شعبۃ رضی اللہ عنہ فی المسح
علی الخفین لا علی الجوربین والنعلین وان الروایات الواردۃ فی المسح علی الجوربین والنعلین شاذۃ لمخالفتہا
للروایات الصحیحۃ عن الائمۃ الاعلام الاثبات کعبد الرحمن ابن مہدی والامام الحافظ مسلم والامام احمد
وابی داود وعلی ابن المدینی وغیرہ کما تقدم ان المسح علی الخفین لا علی الجوربین والنعلین وان روی الترمذی
وصححہ فقد علمت تضعیف الائمۃ الحفاظ الذین ذکرہم ابوداود وغیرہ لذلک قال الامام النووی وکل من
ہؤلاء الائمۃ لو انفرد لکان مقدما علی الترمذی مع ان الجرح مقدم علی التعدیل انتہی واما قول صاحب
القاموس الجورب لفافۃ الرجل وزاد بعضہم یتخذ للدفئ فقال الشامی فی حاشیتہ علی الدر المختار بان
ہذا التفسیر باعتبار اللغۃ لکن المو خص باللفافۃ بما لیس بمخیط والجورب بالمخیط ونحوہ الذی یلبس
کما یلبس الخف فالجورب نحوہ الذی یلبس کما یلبس الخف اذا وجدت فیہ الشروط المذکورۃ فی الخف ویدل
علیہ تعلیلہم عدم الجواز للمسح علیہ بانہ لا یمکن متابعۃ المشی علیہ فانہ یفید انہ اذا امکن ذلک
علیہ جاز انتہی بلفظہ وہذا الذی ذکرہ الشامی فی حاشیۃ الدر المختار وغیرہ من الحنفیۃ ہو الذی قال
ائمۃ الشافعیۃ والحنابلۃ ان الخف اذا کان رقیقا او علی صورۃ الخف لا یجوز المسح علیہ لانہ لا یمکن متابعۃ
المشی علیہ بلا نعل مجلد تحتہ فان کان تحتہ جلد متصل بہ غیر منفصل جاز المسح علیہ حینئذ
وقد علمت ان الحدیث الصحیح الثابتۃ المتفق علیہا بروایۃ الائمۃ الثقات کالامام احمد وعبد الرحمن
ابن مہدی وابی داود والامام مسلم وعلی بن المدینی من تخصیص جواز المسح علی الخف بالخف ذلک

ومنہا امکان متابعۃ المشی علیہ بلا نعل جاوزوا بما اخرجہ لعدم تاذ التی وظیفۃ المکرۃ فی الخف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دون غیرہ کیفما کان فالعمل بما علیہ الاتفاق ھو الواجب دون ما خالف ذلک وان عمل بہ بعض الصحابۃ او بعض السلف لکونہ منکرا او شاذا کما تقدم فالاولی والواجب علی المسلم المکلف العمل بما ھو متفق علیہ لکونہ الاحوط والاسلم وقد ورد استفت نفسک وان افتاک المفتون فکیف وقد صح تخصیص المسح بالخفین من الجلد القوی دون الجوربین وان کان مجلدین واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

نور العینین جلد اول الجواب صحیح علی محمد سعیدی خانیوال

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب التیمم

سوال:۔ مطلق مرض میں اگرچہ ضرر نہ ہو اور وضو کرنے سے مرض کے زیادہ ہونے کا اندیشہ نہ ہو بلکہ سفر میں بھی صرف حرج کی وجہ سے تیمم کرنا درست ہے یا نہیں اور لم تجدوا ماء کی قید کو جنابت اور حدث سے خاص کرنے کے احتمال کو بھی کسی معتبر عالم نے اختیار کیا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ صرف حرج کی وجہ سے تیمم کرنا درست نہیں کیونکہ آیت کریمہ وان کنتم مرضیٰ کے اقتضا سے معلوم ہوتا ہے کہ مریض کے حق میں رخصت کی وجہ ضرر ہے اور اتنی بات کو صاحب لغت سمجھ سکتا ہے مجتہد کی تخصیص نہیں اور ضرر کی تحدید میں گفتگو ہے شافعیہ کہتے ہیں کہ ایسی مرض ہو جس میں پانی کے استعمال کرنے سے عضو کی منفعت کے جاتی رہنے کا خطرہ ہو یا اچھا ہونے میں دیر لگ واقع ہو جائے یا کسی ظاہری اندام میں عیب فحش پڑ جائے اور حنفیہ کہتے ہیں تیمم کی جب رخصت ہے کہ پانی کے استعمال سے مرض کی شدت یا دیر سے اچھا ہونے کا خطرہ ہو جیسے بخار اور چیچک میں اور مصفیٰ میں کہا کہ ضرر کی تشخیص بھی عرف کے حوالہ ہے انتہیٰ بہرحال معتبر ضرر پہنچنا ہے نہ مطلق مرض اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کے قول (او علی سفر) کا ظاہر یہ ہے کہ سفر کا ذکر صورت سمجھانے اور ذہن سامع کیطرف قریب کرنے کے لئے ہے کہ پانی کے نہ پانے کیصورت جلدی سامع کے خیال میں آجائے اور احادیث اور اخبار سے بھی یہی ثابت ہے۔ اور آیت کا بھی یہی مقتضیٰ ہے کیونکہ فلم تجدوا ماء سے سمجھا جاتا ہے کہ تیمم کے حکم کی مدار پانی کے نہ پایا جانے پر ہے مصفیٰ میں کہا فلم تجدوا ماءً ظاہر یہ ہے کہ سفر کے متعلق ہے کیونکہ مرض میں پانی کا پایا جانا تیمم کا مانع نہیں اور یہ بھی احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ پانی کے استعمال پر قادر نہ ہو اس لئے کہ مریض کا پانی پانا نہ پانا برابر ہے اور شوکانی کی تفسیر سے ظاہر یہ ہے کہ قید فلم تجدوا ماءً کو جنابت اور تیمم سے خاص کرنے کا قول ضعیف ہے چنانچہ کہا کہ قول اللہ کا فلم تجدوا ماءً اگر یہ قید جمیع ماتقدم کی طرف راجع ہو یعنی شرط کے بعد جس کا ذکر ہوا اور وہ مرض ہے اور سفر اور صحرا سے آنا اور عورتوں سے صحبت کرنا تو اس میں دلیل ہے اس امر پر کہ صرف مرض اور سفر سے تیمم کرنا جائز نہیں ہوتا بلکہ اُن کے ساتھ پانی کا نہ میسر آنا بھی ضرور ہے پس مریض کو تیمم کرنا جائز نہ ہوگا مگر جب وقت پانی میسر نہ آئے اور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بذا القیاس مسافر کو بھی تیمم کرنا جب ہی جائز ہوگا کہ پانی نہ ملے لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ پانی کے نہ ملنے کے وقت تو تندرست بھی مریض کی طرح تیمم کر سکتا ہے پس مرض اور سفر کے واسطے ضرور کوئی فائدہ ہونا چاہیئے بعضوں نے یہ وجہ بیان کی کہ مریض کے حق میں پانی کے نہ ملنے کا ظن غالب ہے کیوں کہ وہ بوجہ مرض پانی کی تلاش کرنے سے عاجز ہے اور اسی طرح مسافر کے حق میں پانی کا نہ ملنا اکثر واقع ہوتا ہے اور اگر پچھلی دو صورتوں (یعنی صحرا سے آنے اور عورتوں سے صحبت کرنے) کی طرف راجع ہو جیسے بعض مفسرین نے کہا تو اس میں یہ اشکال ہوگا کہ جس پر مریض اور مسافر کا لفظ صادق آوے اس کو تیمم کرنا جائز ہو خواہ پانی مل سکے اور اس کی استعمال پر بھی قادر ہو اور بعض نے کہا کہ قید پچھلی دو صورتوں کیطرف راجع ہے کیوں کہ ان میں اسکا وقوع کم ہوتا ہے لیکن پہلے دو صورتوں میں بھی اس کا اعتبار کیا جاوے گا اور تجھے خبر ہے کہ یہ کلام ساقط اور نکمی توجیہہ ہے امام مالکؒ اور ان کے تابعین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تیمم کی شرط میں مرض اور سفر کا ذکر کیا ہے اس لئے کہ پانی کا نہ ملنا اکثر انہیں دو گروہوں کے حق میں واقع ہوتا ہے بخلاف اس شخص کے جو اپنے گھر میں ہے، کیوں کہ اکثر اس کے پاس پانی موجود ہوتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ اس کا ذکر صراحۃً نہیں کیا انتہیٰ اور ظاہر یہ ہے کہ مرض میں تیمم کرنا جائز ہے اگرچہ پانی موجود ہو بشرطیکہ اس کی استعمال سے فی الحال یا آئندہ ضرر ہو اور یہ ضرور نہیں کہ عضو کے تلف ہو جانے کا خوف ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ یعنی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا تم پر مشکل، اور دوسری جگہ فرمایا وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ اور نہیں رکھی تم پر دین میں کچھ مشکل اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں الدِّينُ يُسْرٌ یعنی دین آسانی ہے اور فرمایا يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا یعنی آسان کرو دشوار نہ کرو کہ سخت گیری سے دین کو لوگوں پر مشکل بنا دو اور جب سفر میں ایک شخص کے سر میں زخم ہو گیا اور اسے غسل کی ضرورت ہوئی تو ساتھیوں سے تیمم کی رخصت کا مسئلہ پوچھا انہوں نے کہا کہ تیمم کی رخصت جب ہے کہ پانی نہ ملے اور تمہارے پاس پانی موجود ہے، اس لئے ہم تو اجازت نہیں دیتے آخر اس نے غسل کیا اور مر گیا یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا:۔
قَتَلُوهُ قَتَلَهُمُ اللّٰهُ یعنی خدا تعالیٰ انہیں غارت کرے بیچارے کا خون کر دیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا أُمِرْتُ بِالشَّرِيعَةِ السَّمْحَةِ یعنی مجھے سہل شریعت کا حکم ہوا پس اگر یہ کہا جائے کہ پانی کے نہ پایا جانے کی قید سب کی طرف راجع ہے تو مرض کے صراحتاً ذکر کرنے سے یہ فائدہ ہوا کہ مریض کو پانی کی موجودگی کی حالت میں بھی تیمم جائز ہے۔ جب پانی نقصان کرے بخلاف صحیح کے اور یہ قید اس کے حق میں جب معتبر ہوگی کہ پانی کا استعمال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرر نہ کرے کیوں کہ صرف مرض میں بھی اگر پانی ضرر نہ کرے پانی کے نہ ملنے کا خطرہ ہے کہ مریض مرض کے ضعف کی وجہ سے پانی کی تلاش کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور مسافر کے صریح ذکر کی وجہ تو ظاہر ہے کیوں کہ مسافرت میں بعض مواضع میں پانی کا نہ ملنا اکثریہ واقع ہوتا ہے۔ انتہیٰ کلامہ مجموعہ فتاویٰ جلد دوم ص ۲۸

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال :۔ بیمار آدمی جو وضو نہیں کر سکتا، کیا مسجد میں تیمم کر سکتا ہے؟

الجواب :۔ تیمم کر سکتا ہے، قرآن مجید میں ہے کہ تیمم کر سکتا ہے (الاعتصام جلد ۲ ش ۸)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال :۔ بخاری کتاب التیمم میں حضرت عائشہؓ کے ہار گم ہونے کا واقعہ دو دفعہ موجود ہے اور دونوں دفعہ آیت تیمم نازل ہوئی۔ اب سوال یہ ہے جب کہ پہلی دفعہ آیت تیمم نازل ہو چکی تھی، پھر دوبارہ صحابہ نے نماز پڑھنے میں تاخیر کیوں کی؟ اور دوبارہ آیت کیوں نازل ہوئی۔ تحقیقی و مدلل جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ (سائل یکے از خریداران تنظیم اہل حدیث)

الجواب ۔ تیمم کے باب میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے جو دو حدیثیں بیان کی ہیں، وہ دونوں ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں جس میں آیت تیمم نازل ہوئی، اس لیے یہ کہنا کہ آیت تیمم دو دفعہ نازل ہوئی، یہ صحیح نہیں۔

پہلی روایت میں نماز پڑھنے کا ذکر نہیں ہے، دوسری روایت میں تفصیل ہے کہ صحابہ کرامؓ نے نماز پڑھنے کے بعد پانی نہ ملنے کی شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی، اور شرح نووی مسلم میں ہے کہ صحابہ کرامؓ نے یہ نماز بغیر وضو پڑھی تھی اور یہ دونوں روایتیں ہیں، جن سے ایک میں ہار کی نسبت حضرت عائشہؓ صدیقہ کی طرف کی گئی ہے اور دوسری میں حضرت اسماء کی طرف، ان دونوں کا تعلق ایک ہی واقعہ سے ہے، جب واقعہ ایک ہوا تو آیت تیمم بھی اس واقعہ میں ایک ہی مرتبہ نازل ہوئی ہے۔ فقط

(حافظ عبدالقادر روپڑی) تنظیم اہلحدیث لاہور جلد ۱۴ ش ۳۱

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال :۔ حضرت حافظ صاحب زید مجدکم، بعد ہدیہ سلام مسنون گذارش ہے کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں وضو کی جگہ تیمم کیا جاتا ہے اس کی پوری پوری تحقیق مطلوب ہے، شوافع اور حنفیہ کا اس مسئلہ میں کوئی اختلاف ہو تو وہ بھی تحریر فرمایا جائے۔

الجواب :۔ قرآن مجید میں ہے فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا (قصد کرو، صعید پاک کا)، اس آیت میں صعید کے ساتھ تیمم کا حکم ہے، اب دیکھنا ہے کہ صعید کیا شے ہے؟ صراح میں ہے عن الفراء صعید خاک قال ثعلب وجہ الارض یعنی فراء کہتے ہیں صعید مٹی کو کہتے ہیں۔ ثعلب کہتے ہیں روئے زمین کو کہتے ہیں۔ قاموس میں ہے الصعید التراب او وجہ الارض (یعنی صعید کے معنی مٹی کے ہیں یا روئے زمین کے)، تفسیر فتح البیان میں ہے الصعید وجہ الارض سواء کان علیہ تراب اولم یکن قالہ الخلیل وابن الاعرابی والزجاج قال الزجاج لا اعلم فیہ خلافا بین اھل اللغۃ وقال الفراء ھو التراب وبہ قال ابو عبیدۃ انتھی ملخصا (فتح البیان جلد ۲ صہ ۲۴۲)، ائمہ لغت سے امام خلیل، امام ابن الاعرابی، امام ابو اسحاق زجاج کہتے ہیں کہ صعید روئے زمین ہے امام ابو اسحاق زجاج بھی کہتے ہیں۔ کہ میرے علم میں اہل لغت میں اس کی بابت اختلاف نہیں اور امام فراء کہتے ہیں کہ صعید مٹی ہے، اور امام ابو عبیدہ بھی یہی کہتے ہیں کہ چونکہ صعید کے معنی میں اختلاف ہے اس لیے تیمم میں بھی اختلاف ہے۔

تفسیر فتح البیان میں اس محل میں لکھا ہے کہ وقد اختلف اھل العلم فیما یجزی التیمم بہ فقال مالک وابو حنیفۃ والثوری والطبرانی انہ یجزی بوجہ الارض کلہ ترابا کان او رملا او حجارۃ وقال الشافعی واحمد واصحابھما انہ لا یجزی التیمم الا بالتراب۔ فقط یعنی امام مالکؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام ثوریؒ اور امام طبرانیؒ کہتے ہیں: روئے زمین کے ساتھ تیمم درست ہے، خواہ مٹی ہو یا ریت ہو یا پتھر ہو، امام شافعیؒ امام احمدؒ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ مٹی کے سوا کسی اور شے سے تیمم درست نہیں۔ تاج العروس شرح قاموس میں ہے:۔ وقال الشافعی لا یقع اسم صعید الا علی تراب ذی غبار فاما البطحاء الغلیظۃ والرقیقۃ والکثیب الغلیظ فلا یقع علیہ اسم صعید وان خالطہ تراب او صعید[۱] او مدر یکون لہ غبار کان الذی خالطہ الصعید ولا یتیمم بالنورۃ وبالکحل وبالزرنیخ وکل ھذہ حجارۃ قال ابو اسحاق الزجاج علی الانسان ان یضرب بیدہ الارض ولا یبالی کان فی الموضع تراب اولم یکن لان الصعید لیس ھو التراب انما ھو وجہ الارض ترابا کان او غیرہ۔ امام شافعیؒ کہتے ہیں صعید صرف اس مٹی کو کہتے ہیں جس پر غبار ہو زیادہ پتھریلی اور ہلکی پتھریلی زمین اور سخت ٹیلا اس کو صعید نہیں کہتے، اگر مٹی یا میدان یا ڈلوں میں غبار ہو تو وہ صعید ہے۔ اور چونے اور سرمے اور ہڑتال سے تیمم جائز نہیں، یہ سب پتھر ہیں۔ اور زجاج کہتے ہیں مٹی ہو یا غیر مٹی

[۱] کتاب الام، امام شافعیؒ میں یہ لفظ نہیں بلکہ اس میں یوں ہے:۔ وان خالطہ تراب او مدر یکون لہ غبار کان الذی خالطہ ھو الصعید۔
(کتاب الام صہ ۴۳ جلد اول طبع مصر)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیمم جائز ہے کیوں کہ صعید روئے زمین کو کہتے ہیں۔ مٹی کی خصوصیت نہیں۔

منیۃ المصلی میں ہے ،۔ امام ابوحنیفہؒ اور محمدؒ کے نزدیک مٹی ، ریت ، پتھر ، ہڑتال ، سُرمہ ، مُردہ سنگ ، چونا ، گیری اور اسی قسم کی دیگر اشیاء سے تیمم جائز ہے ، کیوں کہ (یہ) زمین کی جنس سے ہیں سونے چاندی ، لوہے قلعی سے جائز نہیں ، اگرچہ یہ زمین میں پیدا ہوتے ہیں۔ لیکن آگ سے پگھل جاتے ہیں۔ اس لیے یہ زمین کی جنس میں شامل نہیں رہے۔ اسی طرح گیہوں اور دیگر غلہ جات سے تیمم جائز نہیں ، ہاں اگر ان اشیاء پر غبار ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور ایک اور روایت میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے۔ اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پختہ اینٹ سے تیمم جائز ہے اور امام محمدؒ کہتے ہیں کہ کوٹی ہوئی ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں۔

اسی طرح نمک کے ساتھ بھی تیمم جائز ہے مگر اس میں شرط ہے کہ پہاڑی نمک ہو ، پانی کا نہ ہو ، اور شمس الائمہ سرخسیؒ کہتے ہیں نمک سے جائز نہیں ، خواہ کسی قسم کا ہو اور شور زمین کا حکم بھی نمک کا ہے ، اور کیچڑ کے ساتھ تیمم جائز نہیں۔ شمس الائمہ سرخسیؒ کہتے ہیں کہ کیچڑ کے ساتھ تیمم نہ کرنا چاہیئے ، اگر کرے تو جائز ہے روڑی ، کنکر ، گول (مٹکے) ، پیالے اور اسی قسم کی دیگر اشیاء جو مٹی سے تیار ہوتی ہیں اور ان پر قلعی نہ چڑھائی ہو۔ ان سب سے تیمم جائز ہے ، خواہ ان پر غبار ہو یا نہ ہو ، اسی طرح راکھ کے ساتھ تیمم جائز ہے لیکن اس میں شرط ہے کہ اس میں مٹی زیادہ ہو اور راکھ کم ہو۔

اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جن اشیاء سے تیمم جائز نہیں ، ان پر غبار ہونے کی صورت میں تیمم جائز ہے۔ ملاحظہ ہو منیۃ المصلی صفحہ ۲۳ ، ۲۴

ایک حدیث میں ہے ،۔ جعلت لی الارض مسجدا وطھورا (بلوغ المرام) لیعنی میرے لئے زمین مسجد اور طہور بنائی گئی ہے۔ اور ایک روایت مسند احمد میں ہے۔ جعلت لی الارض کلھا ولامتی مسجدا وطھورا (سبل السلام ص ۵۶) (یعنی ساری زمین میرے لئے اور میری امت کے لیے مسجد اور طہور بنائی گئی ہے۔) طہور کے معنی ہیں پاک کرنیوالی۔ یہ حدیث امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو تائید دیتی ہے۔ سبل السلام میں اس حدیث کو ذکر کرکے کہا ہے کہ :۔ مسلم کی بعض روایتوں میں جعلت تربتھا طھورا آیا ہے (یعنی زمین کی مٹی طہور بنائی گئی ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ پتھر وغیرہ سے تیمم جائز نہیں، کیوں کہ اس حدیث میں خاص مٹی کا ذکر آیا ہے۔ اور پہلی حدیث میں عام آگیا ہے اور اصول میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ خاص کا ذکر عام کی نفی نہیں کرتا۔ نیز یہ مفہوم لقب[1] ہے اس کا اعتبار نہیں۔

اس کے بعد سبل السلام میں لکھا ہے:۔ ثم فی قولہ تعالیٰ فی اٰیۃ المائدۃ فی التیمم منہ دلیل علی ان المراد التراب وذالک ان کلمۃ من للتبعیض کما قال فی الکشاف حیث قال لانہ لا یفہم احد من العرب من قول القائل مسحت براسہ من الدھن ومن التراب الا معنی التبعیض انتھیٰ والتبعیض لا یتحقق الا فی المسح من التراب لا من الحجارۃ ونحوھا۔ (سبل السلام ص۵۶) یعنی حدیث جعلت تربتہا طہوراً سے تو استدلال ٹھیک نہیں، ہاں آیہ مائدہ سے استدلال صحیح ہے کیوں کہ اس میں کلمہ "من" ہے جو ایک حصہ پر دلالت کرتا ہے، جیسے کشاف میں لکھا ہے "جب عرب کہتے ہیں میں نے سر پر تیل سے ملا یا مٹی سے ملا تو اس سے عرب یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے کچھ حصہ سر پر ملا، اور ظاہر ہے کہ پتھر یا اس کی مثل پر مسح کرنے سے ہاتھ منہ پر کچھ نہیں لگتا، پس معلوم ہوا کہ صعید سے روئے زمین مراد نہیں۔"

یہ صاحب سبل السلام کی تقریر ہے، لیکن میرے خیال میں صاحب سبل السلام نے جو کہا ہے کہ "حدیث سے استدلال صحیح نہیں" یہ ٹھیک نہیں، کیوں کہ مسلم کی بعض روایتوں میں یہ الفاظ ہیں۔ جعلت لنا الارض کلھا مسجدا وجعلت تربتھا لنا طہورا اذا لم نجد الماء وفی روایۃ وجعل ترابھا لنا طہورا (فتح البیان جلد ۲ ص ۲۳۸) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، ہمارے لیے ساری زمین مسجد بنائی گئی ہے اور اس کی مٹی ہمارے لئے طہور بنائی گئی ہے۔" اس حدیث میں مسجد کے لئے ساری زمین کہا ہے اور طہور کے لئے اسکی مٹی کو خاص کیا ہے .... اس مقابلہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مٹی کے سوا باقی حصے سے تیمم نہیں ہوتا۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حدیث جعلت لی الارض کلھا کامتی مسجدا وجعلت لی ولامتی طہورا۔ اور اختصار میں ایسا بہت ہو جاتا ہے۔ جیسے قرآن میں اس کی نظیر موجود ہے۔ سورہ بقرہ میں ہے۔ وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ۔ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے کہ اصل عبارت یوں ہے:۔ قال الیھود لا یدخل الجنۃ الا من کان یھودیا وقال النصاریٰ لا یدخل الجنۃ الا من کان نصاریٰ (فتح البیان جلد اول ص۱۶۳)

اس آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصاریٰ اس بات پر متفق ہیں کہ یہودی نصرانی دونوں جنت میں جائیں گے۔ لیکن دوسری آیتوں سے ثابت ہے کہ ان میں آپس میں دشمنی ہے اور ایک دوسرے کو گمراہ

[1] مثلاً زید، عمرو آپس میں دوست ہیں ایک شخص کہتا ہے میرے پاس زید آیا اس سے اگر کوئی یہ سمجھے کہ عمرو نہیں آیا ایسے مفہوم لقب کہتے ہیں اصولی اس کا اعتبار نہیں کرتے صاحب سبل السلام کا مطلب یہ ہے کہ زمین کی بہت سی جنسیں ہیں ایک کے ذکر سے دوسرے کی نفی نہیں ہوتی۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں۔

ایک فریق دوسرے کے جنتی ہونے کا قائل نہیں ہو سکتا اس لئے عبارت محذوف مانی گئی۔ ٹھیک اسی طرح مسلم کی بعض روایتوں کی وجہ سے اس حدیث میں جعلت محذوف مانا گیا، جس کے ساتھ کل نہیں۔

پس ثابت ہوا کہ آیت مائدہ اور مسلم کی بعض روائتیں دونوں اس بات کی دلیل ہیں۔ کہ تیمم کے لئے مٹی ضروری ہے۔ فتح البیان میں صحیح مسلم کی یہ حدیث لکھ کر لکھا ہے کہ اس حدیث سے صعید کے معنی واضح ہو گئے، اور اس کی تائید ابن فارس کے قول سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے کتاب الخلیل سے نقل کیا ہے جو یہ ہے،۔ تیمم بالصعید ای خذ من غبارہ (انتھی) صعید کا قصد کر، یعنی اس کا غبار لے، اس قول سے معلوم ہوا کہ صعید مٹی ہے کیوں کہ پتھر کے لئے غبار نہیں۔ (ملاحظہ ہو فتح البیان جلد ۲ صـ ۲۴۸)

نیز مسلم کی حدیث میں مٹی کا ذکر اس امت کی تشریف اور بزرگی کے لئے ہوا ہے اگر ساری زمین سے تیمم صحیح ہوتا تو مٹی کو صحیح نہ کہا جاتا۔ (ملاحظہ ہو عون الباری لحل ادلۃ البخاری صـ ۳۰۵)

اس کے علاوہ مٹی کے ساتھ تیمم بالاتفاق جائز ہے اور باقی جنسوں میں اختلاف ہے اس لئے مٹی پر ہی اکتفا کرنا چاہیے کیوں کہ نماز دین کا ستون ہے اس میں جتنی احتیاط ہو تھوڑی ہے۔

(از حضرت العلام رحمۃ اللہ علیہ) تنظیم اہلحدیث لاہور جلد ۱۸ شمارہ ۲۷

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ چونہ کی دیوار یا چونہ سے بنی ہوئی دیوار پر تیمم جائز ہے یا نہیں؟ مسجدوں میں مسائل کے تختے کتبے پر لگے رہتے ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ مٹی کی جنس مثلاً پتھر کنکر چونہ گچ وغیرہ سے تیمم جائز ہے۔

الجواب:۔ تیمم کی بابت ارشاد ہے فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا یعنی پاک مٹی پر تیمم کرو، چونہ وغیرہ کو علماء حنفیہ نے مٹی پر قیاس کر کے جائز لکھا ہے۔ خاکسار کے نزدیک اس میں شبہ ہے (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ صـ ۳۱)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ دیوار پر یا ثابت ڈلا پر تیمم کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟ چونکہ دیوار یا ڈلے پر ضرب لگانے سے ہاتھوں کو مٹی بخوبی لگ جاتی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجواب:۔ جس جگہ مٹی لگ سکے تیمم جائز ہے دیوار ہو یا ڈلہ کچھ ہو۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد اوّل صفحہ ۳۹۶)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال وقع السؤال من بعض الفضلاء عمن تیمم لخوف نحو مرض من نزلة ونحوها تشتد علیه مع قدرته علی تسخین الماء فهل یجوز له التیمم ام لا فاجاب کثر الله من امثاله بقوله۔

الجواب:۔ والله الموفق لاصابة الصواب انه لا یجوز التیمم مع القدرة علی تسخین الماء وعلی تدفیة اعضائه والدلیل علی ذلك عموم قوله تعالیٰ فاتقوا الله ما استطعتم قال السید محمد بن اسمٰعیل الامیر فی ثمرات النظر فی علم الاثر فیجب فی تعرف ما اتانا الله وامرنا باخذه بذل الوسع فی ذلك بحسب الطاقة کما قال الله تعالیٰ فاتقوا الله ما استطعتم انتهی وفی الدر المختار او لمرض او برد اذا لم یکن اجرة حمام ولا ما یدفیه انتهی قال فی الشامی ای من له ثوب یلبسه او مکان یأویه قال فی البحر فصار الاصل انه متی قدر علی الاغتسال بوجه من الوجوه لا یجوز له التیمم اجماعا انتهی وقال الامام النووی فی المنهاج مع شرحه تحفة المحتاج لابن حجر الهیتمی بالتاء المثناة الفوقیة وشدة البرد التی یخشی منها محذورا وقد عجز عن تسخینه او تدفیة اعضائه کخوف نحو مرض فی اباحة التیمم انتهی وفی الزاد وشرحه للعلامة الشیخ البهوتی الحنبلی او خاف بردا ولو حضرا مع عدم ما یسخن به الماء بعد تخفیفها ای الاعضاء ما امکن وجوبا اجزاه التیمم فعلم مما اوردناه من عموم الآیة والحدیث وکلام ائمة العلماء انه لا یجوز التیمم لمن خاف مرضا او شدته من نحو نزلة اذا کان یقدر علی تسخین الماء او تدفیة اعضائه سواء کان جنبا او محدثا والله سبحانه وتعالیٰ اعلم وصلی الله علی سیدنا محمد خیر خلقه واله وصحبه وسلم۔ نور العین ص ۹۲

ترجمہ

سوال:۔ کیا نزلہ۔ زکام کے خوف سے تیمم جائز ہے باوجودیکہ پانی گرم پر قدرت بھی ہو۔

الجواب:۔ گرم پانی پر قدرت ہو تو نزلہ، زکام کے خوف سے تیمم جائز نہیں فاتقوا الله ما استطعتم عموم کتاب اللہ کا اس پر دلیل ہے، سید محمد اسماعیل امیر ثمرات النظر فی علم الاثر میں فرماتے ہیں فاتقوا الله ما استطعتم کے مطابق اللہ تعالیٰ کا امر بجالانے کے لئے اپنی وسعت کو خرچ کرنا واجب ہے درمختار میں ہے جب گرم حمام کی اجرت پر طاقت نہ ہو تو بیماری یا سردی کی وجہ سے تیمم جائز ہے بحر الرائق میں ہے جب کسی وجہ سے غسل پر طاقت ہو تو اجماعاً تیمم جائز نہیں، امام نووی منہاج شرح تحفۃ المحتاج میں فرماتے ہیں جائز ہے تیمم شدت سردی کی وجہ سے واسطے خوف مرض کے جب پانی گرم کرنے پر طاقت نہ ہو علامہ شیخ بھوتی حنبلی کی زاد

الجواب صحیح علی محمد سعیدی خانیوال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی شرح میں ہے جب سردی کا خوف ہو اور پانی گرم کرنے کا سامان نہ ہو تو تیمم کرنا جائز ہے پس کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے عموم سے اور آئمہ علوم کے کلام سے واضح ہوا کہ جس کو پانی گرم کرنے پر قدرت ہو تو نزلہ و زکام کی وجہ سے تیمم جائز نہیں جنبی ہو یا محدث۔ واللہ اعلم

سوال: زید بیماری کی حالت میں جنبی ہو گیا اور پانی نقصان کرتا ہے تو ایسی حالت میں تیمم کر کے مسجد میں نماز پڑھ سکتا ہے اور قرآن کی تلاوت اور امامت کر سکتا ہے۔ یا نہیں؟ سائل عبدالحلیم پٹنہ

الجواب: بیمار کو جنابت کا غسل کرنے سے نقصان کا اندیشہ ہو تو تیمم کرنا درست اور جائز ہے اس تیمم سے مسجد میں نماز پڑھ سکتا ہے اور قرآن کی تلاوت و امامت کرنا بلا شک و شبہ درست ہے۔ عن عمرو بن العاص قال احتلمت فی لیلة باردة فی غزوة ذات السلاسل فاشفقت ان اغتسل فاهلك فتیممت ثم صلیت باصحابی الصبح فذکروا ذلك للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا عمرو صلیت باصحابك وانت جنب فاخبرته بالذی منعنی من الاغتسال وقلت انی سمعت اللہ یقول ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما فضحك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم یقل شیئا (ابوداؤد) وام ابن عباس وھو متیمم (بخاری) محدث دہلی جلد ۸ ش ۳ الجواب صحیح علی محمد سعیدی خانیوال

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیمم سے کوئی نماز پڑھی تھی یا صرف تعلیم دی تھی؟

الجواب: آیت تیمم کے شان میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ کا ہار گم ہو گیا اس کی تلاش میں رسول اللہ اور ساری فوج جنگل میں لگ گئی نہ وہاں پانی تھا نہ ان کے پاس پانی تھا خدا نے آیت تیمم اتاری اور بعض روایتوں میں ہے کہ ہم رسول اللہ کے ساتھ کھڑے ہوئے اور وضو کیا۔ خیر یہ تو آپ کے سوال کا جواب ہوا۔ مگر یہ سوال فضول ہے کیوں کہ جب رسول اللہ نے تعلیم دی اور قرآن مجید میں اس کا ذکر آ گیا تو پھر آپ کے کرنے اور نہ کرنے کے سوال کا کیا مطلب، بالغرض آپ کے کرنے کا کسی روایت میں ذکر نہ ہو تو کیا قرآن مجید اور آپ کی تعلیم کافی نہیں؟ بلکہ قرآن مجید اور آپکی تعلیم تو اصل ہے۔ کیوں کہ آپ کا فعل خاصہ بھی ہو سکتا ہے۔ پس اس قسم کے سوالات کے لئے تکلف نہ کرنا چاہیئے۔

(تنظیم اہلحدیث روپڑ جلد ۱ ش ۳)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب الغسل

سوال:۔ ہمبستری کے بعد غسل کا کیا طریقہ ہے، پوری طرح سمجھا کر لکھیں؟

الجواب:۔ آپ نماز، طہارت، وضو، غسل وغیرہ احکام سیکھنے کے لئے نماز کی کتاب حدیث کے مطابق منگوا کر مطالعہ کریں۔

مختصر یہ بات ہے کہ اوّل استنجا کریں، پھر وضو (پاؤں نہ دھوئیں) پھر سر پر تین تک پانی ڈال لیں۔ پھر تمام بدن پر پانی بہائیں کہ کوئی بال خشک نہ رہے، پھر الگ ہو کر پاؤں دھولیں۔ اول بسملہ اور آخر میں کلمہ شہادت پڑھ لیں اور اس نیت سے غسل کریں کہ میں ناپاک ہوں، یہ پاک ہونے کے لئے غسل کر رہا ہوں، یہ دل میں ارادہ ہو بس کافی ہے۔ کتبہ عبدالقادر حصاروی الجواب صحیح ابو محمد عبدالستار دہلوی فتاویٰ ستاریہ ج ۴ صہ ۱۸۵

الجواب صحیح علی محمد سعیدی خانیوال

سوال:۔ ایک شخص چھوٹا استنجا کرنا بھول گیا اور نماز میں یاد آیا تو کیا اس کو دوبارہ نماز ادا کرنی ہوگی

الجواب:۔ جب کہ درمیان نماز استنجا کرنا یاد آیا تو نمازی کو چاہیئے نماز توڑ دے اور استنجا کر کے وضو کے ساتھ نماز ادا کرے۔ فقط عبدالقہار غفرلہٗ فتاویٰ ستاریہ جلد چہارم صہ ۹۴

(تشریح) استنجا سے صفائی مقصود ہے، پانی سے ہو یا مٹی سے اگر پہلے ڈھیلے وغیرہ سے صفائی ہو چکی ہے تو نماز

سوال:۔ عورت اور مرد (خاوند) برہنہ غسل کر سکتے ہیں؟

الجواب:۔ غسل کرنا ہمراہ اپنے زوجہ کے دونوں برہنہ ہوں کسی مکان میں یا میدان میں جائز ہے اور گناہ نہیں مگر افضل و مستحب ہے، ستر کرنا اس حالت میں چنانچہ حدیث وفقہ سے واضح ہوتا ہے

حدثنا بهز بن حکیم عن ابیه عن جده قال قلت یا نبی الله عوراتنا ما ناتی منها وما نذر قال احفظ عورتك الا من زوجتك او ما ملکت یمینك الحدیث کما رواه اصحاب السنن وقال بهز عن ابیه عن جده عن النبی صلی الله احق ان یستحیی منه من الناس کما رواه البخاری هذا اعلی وجه الاستحباب کما علیه الجمهور کذا فی الوبادی وغیره ودل قوله التستر افضل علی الجواز وعلیه اکثر العلماء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کذا فی الفتح اور حضرت ایوب پیغمبر و موسیٰ میدان میں برہنہ نہاتے تھے چنانچہ قصہ صحیح بخاری وغیرہ میں مفصلاً مذکور ہے اور اشباح و شروع الاشباہ میں مذکور ہے کہ زوج زوجہ برہنہ غسل کریں تو مضائقہ نہیں روا ہے۔ اور یہ قول مدام جو مال کا ہے کہ مکان میں برہنہ ہو کر غسل کرنا درست اور میدان میں نادرست اس کی کچھ اصل نہیں شرع میں۔ (فتاوی نذیریہ قلمی[1])

[1] فتاوی نذیریہ کے قلمی مسودہ سے منقول ہے۔ جو ۳۰۷ مسائل پر مشتمل نافع زمینداران کے نام سے مشہور ہے مجھے یہ مجموعہ حضرت مولانا ابوسعید محمد شرف الدین محدث دہلوی کے مسودات سے حاصل ہوا جبکو مولانا محمد فضل حق صاحب رمضانپوری ثم چکدین ج. بی. نے حافظ عبداللہ [illegible]

سوال:۔ ہمارے ہاں بعض بریلوی میت کو نہلاتے وقت اس کا سر جانب مشرق اور پاؤں قبلہ کی طرف کر کے نہلاتے ہیں اور اس پر زور دیتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟ (محمد الدین مراکیوال)

الجواب:۔ یہ طریق غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے، بہتر یہی ہے کہ جیسے میت کو دفن کیا جاتا ہے ویسے ہی شمال جنوب کی طرف رکھ کر غسل دیا جائے ہاں اگر جگہ نہ ہو اور کوئی خاص مجبوری ہو تو دوسری سمت بھی جائز ہے۔ (اہلحدیث سوہدرہ جلد ۲ شمارہ ۱۶)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ ایک صاحب کہتے ہیں کہ اگر مردے کو چھت والے مکان کے اندر غسل دیا جائے اور صحن میں آسمان کے تلے غسل دیا جائے تو غسل نہیں ہوتا کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب:۔ غلط ہے غسل ہر جگہ ہو سکتا ہے۔ (اہلحدیث سوہدرہ جلد ۹ ش ۱۴)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ ماہ رمضان میں رات کو بیوی سے صحبت کر کے سو گیا، مگر آنکھ ایسے وقت کھلی جب فجر قریب تھی۔ اگر نہاتا ہے تو وقت ختم ہو جاتا ہے پس ایسی صورت میں کیا بغیر نہائے کھانا کھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ ہاں وضو کر کے کھانا کھا سکتا ہے، غسل صرف نماز کے لئے واجب ہے۔

(اہلحدیث سوہدرہ جلد ۲ ش ۲۸)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال :۔ اگر کوئی شخص بیمار ہو اور اُسے رات احتلام ہو جائے تو وہ کیا کرے ؟ (محمد طفیل)

الجواب :۔ ایسا بیمار آدمی جو غسل نہ کر سکے وہ تیمم کر کے نماز پڑھ سکتا ہے، تیمم غسل کا قائم مقام بھی ہے۔ حدیث شریف میں ایسا ہی آیا ہے۔ (اہلحدیث سوہدرہ جلد ۷ ش ۴۲)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال :۔ میت کو نہلاتے وقت اگر پاؤں قبلہ کی طرف ہو جائیں تو کیسا ہے ؟ (عبدالمجید محمود کوٹ)

الجواب :۔ اگر جگہ کی تنگی یا وقتی ضرورت سے ایسا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں مگر عموماً ایسا نہ ہونا چاہیے (اہلحدیث سوہدرہ جلد ۷ ش ۱۸)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

سوال :۔ غسل جنابت فرض ہے یا واجب یا سنّت یا نفل یا مستحب ؟ کیا جنابت کی حالت میں رمضان میں سحری کھائی جا سکتی ہے ؟ قرآن مجید اور نماز پڑھی جا سکتی ہے ؟

الجواب :۔ غسل جنابت ضروری ہے کیونکہ جنبی کی نماز نہیں ہوتی اور نہ قرآن مجید پڑھ سکتا ہے۔ ہاں سحری کھائی جا سکتی ہے۔ (ملاحظہ ہو مشکوٰۃ کتاب الطہارت اور کتاب الصوم وغیرہ) تنظیم اہلحدیث ج ۱۶ ش ۳۶

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

سوال :۔ بکر بے خبر سویا پڑا تھا، زید نے اس کے عضو مخصوص کو نامعلوم طریق سے مسلا اور وہ منزل ہونے ہی کو تھا کہ زید نے اس کا مادہ حیات پی لیا، غسل کس پر واجب ہے ؟ شرعی حد کیا ہے ؟

الجواب :۔ زید عجیب قسم کا چور ہے۔ اسے قرار واقعی سزا دینی چاہیے جس کا تعین پنچایت کرے، بکر اگر بیدار ہو کر عمداً غافل بنا رہا تو یہ بھی سزا میں شریک ہے (جس ماحول کا آپ نے یہ وقوعہ لکھا ہے، وہاں درخواست دیں منٹوں میں فیصلہ ہو جائے گا، یہ تو کارپردازاں کو بتانا چاہیئے تھا) بکر پر غسل فرض ہے اور زید پر پٹائی۔ (اہل حدیث سوہدرہ جلد ۱۵ ش ۲۰)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال:۔ زید نے وضو کر کے غسل کیا، اور لوگوں نے اسے غسل کرتے دیکھ لیا، کیا اب وہ دوبارہ وضو کرے یا نہ؟

الجواب:۔ لوگوں کے دیکھنے نہ دیکھنے سے وضو نہیں ٹوٹتا، پہلا وضو کافی ہے، ہاں غسل باپردہ ہو کر کرنا چاہیئے۔　(اہل حدیث سوہدرہ جلد ۷ ش ۱۰)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ اگر کسی وجہ سے رطوبت باہر نکل آئے تو غسل یا وضو واجب ہو جاتا ہے؟

الجواب:۔ غسل واجب نہیں ہوتا، وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ محض رطوبت کو مذی کہتے ہیں، جو ٹپک کر حظ نفس سے نکلے وہ منی کہلاتی ہے۔ منی کے خروج پر غسل واجب ہے۔ اور مذی کے خروج پر صرف وضو۔　(اہل حدیث سوہدرہ جلد ۹ ش ۴۰)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

سوال:۔ آدمی غسل خانے میں جہاں ننگے جسم نہایا جاتا ہے، نہا کر نکلے اور ننگے جسم ہی وضو کر لے تو جائز ہے یا نہیں؟ اور اس وضو سے نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ جائز ہے اس وضو سے نماز بھی پڑھ سکتا ہے، ہاں وضو کے بعد استنجا گاہ پر ہاتھ نہیں لگانا چاہیئے۔　(اہل حدیث سوہدرہ جلد ۵ شمارہ ۴۴)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال مغربی پاکستان

سوال:۔ ایک ایسی جگہ محفوظ ہے کہ اس کے چاروں طرف دیوار ہے، جیسے گھر کا آنگن، اس میں برہنہ ہو کر مرد ہو یا عورت غسل کرے تو غسل سے پہلے کا وضو رہ سکتا ہے اور اس سے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور اس شخص کا برہنہ ہو کر آنگن میں غسل کرنا از روئے شریعت درست ہے یا منع ہے؟ حالانکہ نہانے والے کو یہ بخوبی معلوم ہے کہ دروازہ بند ہے اب مجھ اکیلے کے سوائے یہاں نہ کوئی ہے نہ کوئی آسکتا ہے یہ بھی خیال رہے کہ مذکر ہو یا مونث برہنہ نہانے کے متعلق دونوں کا ایک ہی حکم ہے یا جدا جدا۔؟

الجواب:۔ اگر کوئی شرارت مدنظر نہیں تو ایسی جگہ غسل کرنا ایسا ہی جائز ہے جیسے غسل خانہ میں جائز ہے، غسل سے پہلے جو وضو کیا ہے بحال رہے گا۔ عورت مرد دونوں کا حکم ایک ہی ہے۔

(فتاوی ثنائیہ صـ ۲۸۰ ج ۱)　الجواب صحیح علی محمد سعیدی خانیوال

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال :۔ ایک شخص پیشاب کر رہا تھا، پیشاب کی چھینٹیں اس کے بدن پر پڑیں اس نے فوراً پانی سے دھو ڈالا یا ڈھیلے سے سوکھا ڈالا وہ شخص پاک رہیگا یا غسل کی حاجت ہوگی ؟

الجواب :۔ پیشاب کی چھینٹیں بدن پر پڑنے سے غسل کرنے کی حاجت کچھ نہیں ہے فقط اس مقام کو جہاں چھینٹیں پڑی دھو ڈالنا چاہیئے۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ ص ۱۱۲)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

سوال :۔ ایک سوال بار بار ذہن میں آتا ہے، کہ بچہ بھی قبل بلوغ معصوم ہوتا ہے اور شہید بھی گناہوں سے پاک ہوتا ہے ۔ بچہ کو غسل دیا جاتا ہے ، مگر شہید کو نہ غسل دیا جاتا ہے نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے ۔ یہ فرق کیوں ہے ؟ ازراہ کرم جواب جلد عنایت فرمایا جائے ۔ (احمد دین بغاپوری)

الجواب :۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شہید نے چونکہ یہ مرتبہ اور مقام اپنے عمل سے حاصل کیا ہے اس لئے اس کی بندگی اور عبادت ظاہر کرنے کے لئے اس کا جنازہ نہیں پڑھا جاتا ، بچہ نے اپنے عمل سے کچھ حاصل نہیں کیا ، بلکہ اللہ تعالٰے اپنے فضل سے قلم اٹھایا ہوا ہے کہ اس کے گناہ نہیں لکھے جاتے ، اس لئے اس کو غسل دیا جاتا ہے اور جنازہ پڑھا جاتا ہے ۔ (عبداللہ امرتسری روپڑی) (تنظیم اہل حدیث جلد ۱۸ ش ۱۷) الجواب صحیح علی محمد سعیدی خانیوال

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و اس مسئلہ میں کہ اگر میت کو حائضہ غسل دے تو جائز ہے یا نہیں ؟ بینوا توجروا ۔

الجواب :۔ حائضہ کو غسل دینا جائز ہے ، حضرت عائشہ رضی کے زانو پر سر رکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھتے تھے اور حضرت عائشہ رضی حائضہ ہوتی تھیں و نیز آپ حضرت عائشہ رضی سے جبکہ وہ حالت حیض میں ہوتیں مصلے وغیرہ طلب کرتے تھے تو یہ بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا ۔ واللہ تعالٰے اعلم بالصواب

سید محمد نذیر حسین

ھوالموفق اگر میت کو حائضہ غسل دے تو بلا شبہ جائز ہے رسول اللہ صلعم جب اعتکاف میں ہوتے تو اپنے سر مبارک کو مسجد سے نکالتے اور حضرت عائشہ اپنے حجرہ میں بیٹھی ہوئی حالت حیض ہی آپ کے سر مبارک کو دھوتیں ، صحیح بخاری میں ہے وکان یخرج راسہ وھو معتکف فاغسلہ و

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انا حائض۔ پس جب حائضہ کو زندہ کا بعض عضو دھونا جائز ہے تو میّت کو غسل دینا بھی بلاشبہ جائز ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ سید محمد نذیر حسین (فتاویٰ نذیریہ ص۱۸۱ ج ۱)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عورت مر گئی اس کو غسل اس کے خاوند نے دیا، باوجودیکہ اس کی قریبی عورتیں اس مجمع میں بھی موجود تھیں۔ ایسی موجودہ صورت میں اس کے خاوند کا اس عورت کو غسل دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

۲۔ اسی طرح والدہ کی میّت کو اس کے بیٹا نے غسل دیا، باوجودیکہ اس کے بیٹے کی بیوی بھی موجود تھی ایسی صورت میں بیٹے کا ماں کو غسل دینا جائز ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا۔

الجواب:۔ خاوند بیوی کو غسل دے سکتا ہے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا تھا۔ منتقی میں ہے۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت رجع رسول اللہ ﷺ من جنازۃ وانا اجد صداعا فی راسی واقول وارا ساہ فقال بلی انا وارا ساہ ما ضرک لو مت قبلی فغسلتک وکفنتک ثم صلیت علیک ودفنتک رواہ احمد وابن ماجہ وعن عائشۃ انہا کانت تقول لو استقبلت من الامر ما استدبرت ما غسل رسول اللہ الا نساءہ رواہ احمد وابو داؤد وابن ماجۃ وقد ذکرنا ان الصدیق اوصیٰ اسماء زوجتہ ان تغسلہ فغسلتہ۔ منتقی باب ما جاء فی غسل احد الزوجین (الآخر)

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے جنازہ سے لوٹے اور میرے سر درد ہو رہا تھا اور میں ہائے ہائے کر رہی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میرے سر درد ہوتا ہے اگر تو مجھ سے پہلے مر جاتی تو میں غسل دیتا، اور کفن دیتا پھر تجھ پر جنازہ پڑھتا اور تجھے دفن کرتا۔ نیز عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں، اگر ہمیں پہلے خیال آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکی بیویوں کے سوا کوئی غسل نہ دیتا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات کے وقت اپنی بیوی اسماء کو وصیت کی کہ وہ غسل دے پس اس نے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غسل دیا۔ نیل الاوطار میں ہے:۔

فیہ دلیل علی ان المرأۃ یغسلہا زوجہا اذا ماتت وہی تغسلہ قیاسا وتغسل اسماء لابی بکر رضی اللہ عنہ ما تقدم وعلی لفاطمۃ کما اخرجہ الشافعی والدار القطنی وابو نعیم والبیہقی باسناد حسن ولم یقع من سائر الصحابۃ انکار علی علی واسماء فکان اجماعاً (نیل الاوطار ص۲۵۷ جلد ۳)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں دلیل ہے کہ مرد اپنی عورت کو غسل دے سکتا ہے اور عورت بھی اس دلیل سے اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے کیوں کہ خاوند بیوی کا ایک پردہ ہے۔ جیسے مرد عورت کو دیکھ سکتا ہے ویسے عورت مرد کو دیکھ سکتی ہے نیز اسماء حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے حضرت ابوبکر کو غسل دیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہؓ کو غسل دیا اور صحابہ سے کسی نے اس پر انکار نہیں کیا پس اس پر صحابہ کا اجماع ہو گیا کہ خاوند بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔

سبل السلام میں ہے واما فی الاجانب فانہ اخرج ابوداؤد فی المراسیل من حدیث ابی بکر رض ابن عباس عن محمد بن ابی سہل عن مکحول قال قال رسول اللہ اذا ماتت المراۃ مع الرجل لیس فیھم امراۃ غیرھا او الرجل مع النساء لیس معھن رجل غیرہ فانھما یتیممان ویدفنان وھما بمنزلۃ من لا یجد الماء انتہی محمد بن ابی سہل ھذا ذکرہ بن حبان فی الثقات وقال البخاری لا یتابع علی حدیث وعن علی قال قال رسول اللہ لا تبرز فخذک ولا تنظر الی فخذ حی ولا میت رواہ ابوداؤد وابن ماجۃ وفی اسنادہ اختلاف۔ سبل السلام صفحہ ۱۹۳

مکحول کہتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا جب عورت مر جائے اور دوسری عورت وہاں نہ ہو یا مرد مر جائے اور دوسرا مرد اس جگہ نہ ہو تو تیمم کرا کر دفن کر دیئے جائیں اور حضرت علیؓ کو رسول اللہؐ نے فرمایا اپنی ران ننگی نہ کر اور کسی کی ران کیطرف نہ دیکھ خواہ زندہ ہو یا مردہ۔

اس سے معلوم ہوا کہ خاوند بیوی کے سوا کوئی مرد عورت کو غسل نہ دے جس نے ماں کو غسل دیا بہت برا کیا۔ (عبداللہ امرتسری) از روپڑ ضلع انبالہ مورخہ ۲ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ مطابق ۵ مئی ۱۹۳۴ء
(تنظیم اہلحدیث روپڑ جلد ۳ ش ۱۸)

www.KitaboSunnat.com

سوال:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زید کی بیوی ہندہ فوت ہو گئی اب زید کو اس کا جنازہ اٹھانا اور منہ دیکھنا اور غسل دینا اور قبر میں اتارنا حلال ہے یا حرام اور ائمہ دین میں کس کے نزدیک حلال ہے اور کس کے نزدیک حرام؟

الجواب:۔ زید کو اس کی بیوی ہندہ کے فوت ہو جانے کے بعد اس کا جنازہ اٹھانا اور منہ دیکھنا اور غسل دینا اور قبر میں اتارنا حلال و جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے۔ عن عائشۃ رض ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لھا لو مت قبلی لغسلتک وکفنتک ثم صلیت علیک ودفنتک اخرجہ احمد

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وابن ماجۃ والدارمی وابن حبان والدارقطنی والبیہقی۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی سے فرمایا کہ اگر تو مجھ سے پہلے مرتی تو میں تجھ کو غسل دیتا اور کفناتا پھر تجھ پر جنازہ کی نماز پڑھتا اور دفن کرتا روایت کیا اس حدیث کو احمد اور ابن ماجہ اور دارمی اور دارقطنی اور بیہقی نے۔ حضرت فاطمہ رضی نے وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد ان کو علی رضی اللہ عنہ غسل دیویں۔ بلوغ المرام میں ہے عن اسماء بنت عمیس رضی ان فاطمۃ علیہا السلام اوصت ان یغسلہا علی رواہ الدارقطنی محلی شرح موطا میں ہے لاخلاف بین الائمۃ فی الزوج اذا مات یجوز لزوجتہ ان تغسلہ اما غسل الرجل امرأۃ اذا ماتت فقد جوزہ الائمۃ الثلثۃ خلافا لابی حنیفۃ انتہی۔ یعنی جب شوہر مر جائے تو اس کی زوجہ کو جائز ہے کہ اپنے شوہر کو غسل دیوے اور اس میں ائمہ کا اختلاف نہیں ہے لیکن جب زوجہ مر جائے تو ائمہ ثلثہ یعنی امام مالک رح اور امام شافعی رح اور امام احمد رض کے نزدیک جائز ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو اپنے ہاتھ سے غسل دے اور امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ سبل السلام میں ہے کہ مرد کو جائز ہے کہ اپنی بیوی کو اپنے ہاتھ سے غسل دے۔ اور یہی قول جمہور علماء کا ہے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا قول ہے کہ مرد اپنی بیوی کو غسل نہ دے کیوں کہ نکاح باقی نہ رہا، بخلاف عورت کے وہ اپنے شوہر کو غسل دے اور حدیث امام ابوحنیفہ رح کے قول کو رد کر رہی ہے۔ سید نذیر حسین (فتاویٰ نذیریہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۱)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

سوال :۔ شوہر اپنی بیوی مرحومہ یا بیوی شوہر مرحوم کو بعد انتقال غسل بلا عذر دے سکتی ہے یا نہیں بعض علماء فرماتے ہیں کہ بعد موت عورت مرد پر یا مرد عورت پر حرام ہو جاتی ہے اس وجہ سے غسل دینا کیا معنی چھونا تک حرام ہے۔

الجواب :۔ جائز ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا تھا۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد اوّل صد ۵۳۱)

الجواب صحیح علی محمد سعیدی جامعہ سعیدیہ خانیوال

کتبہٗ فانی خوشنویس خانیوال
۱۵ راپریل ۷۶ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجامعۃ السعیدیہ خانیوال

رفقائے کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ "جامعہ سعیدیہ" ایک مشہور جماعتی علمی مدرسہ ہے، جہاں سے قرآن وحدیث اور دیگر علوم و فنون کے چشمے پھوٹ پھوٹ کر ارض پاکستان کو سیراب کر رہے ہیں۔ جس کی بنیاد بیہقی زماں حضرت العلام مولانا محمد شرف الدین صاحب محدث دہلویؒ نے ۱۳۵۰ھ پل بنگش دہلی میں رکھی، ۱۹۴۷ء کے خونی انقلاب تک سینکڑوں علمائے کرام فیض یاب ہوئے، دوران انقلاب آپ دہلی سے ہجرت کر کے کراچی تشریف لائے اور مدرسہ کی بنیاد چک ۲۲ میں رکھی، تو اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمت اور کارکنان کے خلوص و ایثار سے "جامعہ سعیدیہ" ترقی کی منزلیں طے کرتا ہوا متفرق شعبہ جات میں تقسیم ہوا۔ حفظ القرآن اور پرائمری کے علاوہ درس نظامی کے فارغ التحصیل علماء پاکستان کے مرکزی مقامات پر درس و تدریس اور خطابت کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں "برق اسلام" "اسلامی شکل وصورت" اور "تہذیب النسواں" جیسی بڑی اور چھوٹی کتابوں کی اشاعت کی، چنانچہ مجموعہ "فتاوی علمائے حدیث کا زکوۃ نمبر شائع ہو چکا ہے اور دوسری جلد کتاب الطہارۃ آپ کے ہاتھوں میں ہے، جامعہ سعیدیہ کی ایک شاخ خانیوال میں ہے جس کو مرکزی حیثیت حاصل ہے، جنوب مشرق خانیوال ایک وسیع میدان میں سات کمرے اور ان کی چار دیواری مکمل ہو چکی ہے، بجلی اور پنکھے اور پانی کی موٹر کا بھی انتظام ہو چکا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

مدرسۃ البنات جامعہ سعیدیہ کی بنیاد بھی رکھی جا چکی ہے۔ مدرسہ کا سالانہ حساب شائع کیا جاتا ہے، جامعہ سعیدیہ کا تعمیری حصہ کافی حد تک باقی ہے، مسجد، مہمان خانہ، لائبریری اور اساتذہ کے تعلیمی کمرے اصحاب ثروت کی توجہ کے منتظر ہیں۔

الراقم

(مولانا) علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ خانیوال (ملتان)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المكتبة الرحمانية
۹۹-جے ماڈل ٹاؤن لاہور
04234

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ